سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2008

بدھ 13، جمعتہ المبارک 15، پیر 18، منگل 19، بدھ 20 - اگست اور جمعتہ المبارک، 5 - ستمبر 2008

(یوم الاربعاء 10، یوم الجمع 12، یوم الاثنین 15، یوم الثلاثہ 16، یوم الاربعاء 17- شعبان المعظم اور یوم الجمع، 4- رمضان المبارک 1429ھ)

پندرھویں اسمبلی: آٹھواں اجلاس

جلد 8 (حصہ دوم) : شمارہ جات 6 تا 10

جلد9 : شمارہ 1

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

آٹھواں اجلاس

بدھ،13 ۔اگست 2008

جلد 8 : شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1-	ایجنڈا	------------	550
2۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	552
3۔	نعت رسول مقبولﷺ	------------	553
	پوائنٹ آف آرڈر		

4۔	امریکہ میں مقید ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے بارے میں امریکی عدالت کے غیر اخلاقی حکم کی مذمت ------------	553
5۔	اجلاس کا تاخیر سے انعقاد ------------	554
6۔	ڈاکٹر عافیہ صدیقی و دیگر لاپتا پاکستانیوں کو امریکی جیلوں میں رکھنے اور ان پر مظالم کرنے پر مذمت ------------	555

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)	
7۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	562
8۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	584
	تحاریک التوائے کار	
9۔	کھاد کی ذخیرہ اندوزی، بلیک میں فروخت اور عدم دستیابی کی وجہ سے کسانوں کو مشکلات کا سامنا ------------	615
10۔	گلاب دیوی ہسپتال سے متعلق ایک سوال کا جواب ------------	617
11۔	نئی جج پالیسی میں ایم۔این۔ایز اور سینیٹرز کی طرز پر ایم۔پی۔ایز کا بھی کوٹا مقرر کرنا (۔۔۔جاری) ------------	621
12۔	لیکویڈیشن بورڈ کے ذریعے فروخت کردہ جائیدادوں کی تفصیل ------------	624
13۔	گاڑیوں کی چوری روکنے کے لئے ٹریکر سسٹم شروع کرنا ------------	626
	پوائنٹ آف آرڈر	
14۔	مال روڈ پر ٹریفک نظام کی خرابی ------------	628
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
15۔	صوبہ میں امن وامان کی صورت حال پر عام بحث ------------	630

جمعۃ المبارک،15 ۔اگست 2008

جلد8 : شمارہ7

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
16۔	ایجنڈا ------------	698
17۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	700
18۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	701
	تعزیت	
19۔	چودھری عبدالرزاق ڈھلوں ایم۔پی۔اے کے بھائی حاجی سلیم ڈھلوں (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت ------------	701
	پوائنٹ آف آرڈر	
20۔	اسمبلی اجلاس کا آغاز قومی ترانہ سے کرنے کا مطالبہ ------------	702
21۔	14۔اگست کے حوالے سے پنجاب اسمبلی میں پرچم کشائی کی تقریب منعقد کرنے پر جناب سپیکر کو مبارکباد کا پیش کیا جانا ------------	704
22۔	وزیراعلیٰ کے واضح اعلان کے باوجود معذور طالبہ مالی امداد سے محروم ------------	705
23۔	یوم آزادی کے موقع پر ٹریفک وارڈنز کی اندھیر نگری ------------	708
24۔	صدر پرویز مشرف کے خلاف پنجاب اسمبلی اور دیگر صوبائی اسمبلیوں سے قرارداد پاس ہونے کی روشنی میں مستعفی ہونے کا مطالبہ ------------	709
25۔	حلقہ پی پی۔228 پاکپتن میں میاں چنوں پولیس کا مقابلے میں دو بے گناہ نوجوانوں کو ہلاک کرنا ------------	710
	سوالات (محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن)	
26۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	721
27۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جوابات میز پر رکھے گئے) ------------	739
	پوائنٹ آف آرڈر	

28-	وقفہ سوالات کے دوران سوالوں کی ترتیب پر اعتراض ------------	758
	تحاریک استحقاق	
29-	ٹی۔ایم۔او سیالکوٹ کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ------------	759
30-	کورم کی نشاندہی ------------	761
	تحاریک التوائے کار	
31-	کھاد کی ذخیرہ اندوزی، بلیک میں فروخت اور عدم دستیابی کی وجہ سے کسانوں کو درپیش مسائل (---جاری) ------------	769
	سرکاری کارروائی	
	عام بحث	
32-	ضروری اشیاء کی رسد اور قیمتوں کے معاملے پر عام بحث ------------	787
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
33-	کورم کی نشاندہی ------------	833
	پیر، 18 -اگست 2008	
	جلد 8 : شمارہ 8	
34-	ایجنڈا ------------	836
35-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	838
36-	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	839
37-	نو منتخب رکن کا حلف ------------	839
38-	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	840
	قرارداد	
39-	صدر پرویز مشرف کے مستعفی ہونے پر ایوان کی جانب سے عوام کو مبارکباد کا پیش کیا جانا ------------	841

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
40۔	کورم کی نشاندہی	------------	869
	منگل،19 ۔اگست2008		
	جلد 8 : شمارہ 9		
41۔	ایجنڈا	------------	870
42۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	------------	872
43۔	نعت رسول مقبولﷺ	------------	873
	پوائنٹ آف آرڈر		
44۔	انڈیا کے اخبار روزنامہ "ہندوستان" میں نبی کریمﷺ کی فرضی شبیہ سازی پر قرارداد مذمت پاس کرنے کا مطالبہ	------------	873
45۔	پوائنٹ آف آرڈر قواعد وضوابط کے مطابق اٹھانے کی ضرورت	------------	878
	سوالات (محکمہ مقامی حکومت وسماجی ترقی)		
46۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------------	882
47۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	912
	تحاریک استحقاق		
48۔	سبزہ زار لاہور میں خاتون رکن اسمبلی کے گھر چوری پر ایف۔آئی۔آر درج کرنے اور ملزمان کو گرفتار کرنے میں تاخیر	------------	940
49۔	ایڈیشنل آئی۔جی (ٹریننگ) فیاض میر کا رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ	------------	941
50۔	موٹروے پولیس کے اہلکار کی فون پر خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ بدتمیزی	------------	943
	تحاریک التوائے کار		
51۔	لاہور کے پانچ ٹاؤنز میں میونسپل آفیسروں کی تعیناتی	------------	948
52۔	اشتہاری بورڈ آویزاں کرنے پر پابندی کا مطالبہ	------------	948

53-	شاہراہ قائداعظم پر چلنے والی بسوں میں کرایہ کی زائد وصولی ------------	950
54-	کوٹ ادو مظفر گڑھ کے سکول کے چوکیدار کو تنخواہ مانگنے پر تشدد ------------	951
55-	سرکاری ہسپتالوں کی ابتر حالت ------------	954
56-	توہین آمیز خاکوں کے خلاف قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	956
	قرارداد	
57-	روزنامہ "ہندوستان" میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرضی خاکے اور تصاویر شائع کرنے پر مذمت ------------	957
	بحث	
58-	کھادوں کی ذخیرہ اندوزی، عدم دستیابی اور بلیک میں فروخت پر بحث ------------	959
	بدھ، 20-اگست 2008	
	جلد 8 : شمارہ 10	
59-	ایجنڈا ------------	1006
60-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	1008
61-	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	1009
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
62-	اجلاس کا تاخیر سے انعقاد ------------	1009
63-	فوڈ سپورٹ سکیم فارم کی اپوزیشن حلقوں میں تقسیم ------------	1010
64-	وزیر اعلیٰ کے واضح اعلان کے باوجود معذور طالبہ مالی امداد سے محروم (---جاری) ------------	1012
	سوالات (محکمہ لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ)	
65-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	1018

66-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	1041
	تحاریک استحقاق	
67-	سبزہ زار لاہور میں خاتون رکن اسمبلی کے گھر چوری پر ایف آئی آر درج کرنے اور ملزمان کو گرفتار کرنے میں تاخیر (---جاری) ------------	1062
68-	ایس۔ایچ۔او تھانہ ریس کورس لاہور کا خاتون رکن اسمبلی سے ناروا سلوک (---جاری) ------------	1063
	تحاریک التوائے کار	
69-	نئی حج پالیسی میں ایم۔این۔ایز اور سینیٹرز کی طرز پر ایم۔پی۔ایز کا بھی کوٹا مقرر کرنا (---جاری) ------------	1066
	پوائنٹ آف آرڈر	
70-	ایم۔پی۔ایز کو بلیو پاسپورٹ جاری کرنے کے حوالے سے پنجاب اسمبلی کی پاس کردہ قرارداد پر عملدرآمد کروانے کا مطالبہ ------------	1068
71-	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	1077
	قرارداد	
72-	پنجاب اسمبلی کے ایوان کی جانب سے ڈیرہ اسماعیل خان میں خودکش حملہ میں ہلاک ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت اور لواحقین سے ہمدردی کا اظہار ------------	1078
73-	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	1081

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	قرارداد	
74-	کشمیری لیڈر شیخ عبدالعزیز اور 23 بے گناہ کشمیریوں کی ہندوستانی فوج کے ہاتھوں قتل کی بھرپور مذمت ------------	1082
	پوائنٹ آف آرڈر	

75-	دوران اجلاس خواتین کے لئے جائے نماز مختص کرنے کا مطالبہ	1084
	تحاریک التوائے کار (۔۔۔جاری)	
76-	تحصیل کینال ڈویژن میں موجودہ فلیٹ ریٹ آبیانہ سسٹم پر غور وخوض کے لئے کمیٹی قائم کرنے کا مطالبہ	1085
77-	شوگر ملز مالکان کی جانب سے کسانوں کو واجب الادا اربوں روپے کی ادائیگی میں تاخیر	1087
78-	ووکیشنل انسٹیٹیوٹس میں غیر مسلموں کے داخلے پر پابندی سے طلباء و طالبات میں احساس محرومی	1088
79-	ایس۔پی۔انوسٹی گیشن آفس گجرات میں سابق ایم۔این۔اے نوابزادہ غضنفر علی گل کی کارِ سرکار میں مداخلت	1090
80-	کوٹ ادو مظفر گڑھ میں نائب تحصیلدار اور تین قانون گو حضرات کی پالیسی کے خلاف تعیناتی	1092
81-	لیکویڈیشن بورڈ کے ذریعے فروخت کردہ جائیداد کی تفصیل (۔۔۔جاری)	1094
82-	کورم کی نشاندہی	1098
83-	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	1099

جمعۃ المبارک، 5۔ستمبر 2008

جلد 9 : شمارہ 1

84-	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	1
85-	ایجنڈا	3
86-	ایوان کے عہدے دار	5
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
87-	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	9
88-	نعت رسول مقبول ﷺ	10

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
89۔	چیئرمینوں کا پینل	------------	10
	سوالات (محکمہ جات زکوٰۃ وعشر اور ٹرانسپورٹ)		
90۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------------	11
91۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	50
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)		
92۔	مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور، مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب مینٹیننس آف پبلک آرڈر مصدرہ 2008 اور تحاریک استحقاق نمبر 2 اور 18 کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	----------	57
	پوائنٹ آف آرڈر		
93۔	سرگودھا میں 11 سالہ مسیحی بچی سے زیادتی اور ملزم کا صلح کے لئے مدعی پر دباؤ	----------	57
94۔	تحصیل علی پور میں ہیڈ پنجند کو بھاری ٹریفک کے لئے بند کرنے سے عوام کو شدید مشکلات کا سامنا	------------	59
95۔	فیصل آباد، شیخوپورہ روڈ پر بسوں کی تیز رفتاری کے باعث سکول کے بچوں کا زخمی اور ہلاک ہونا	------------	59
96۔	حلقہ پی پی۔165 شرقپور شریف میں آتش گیر مادہ پھٹنے سے کئی متاثرہ بچوں کی مالی امداد	------------	60
97۔	Wheat Pills کھانے سے خاتون کی ہلاکت	------------	61
	تحاریک استحقاق		
98۔	ایس۔ایچ۔او تھانہ ریس کورس لاہور کا خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک	------------	66
99۔	سی۔پی۔او راولپنڈی کا اڈیالہ جیل میں عمر قید کے مجرموں کو اپنے حقیقی بھائی کی نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت نہ دینا	------------	66

100۔	ایس ایچ او منصور آباد (فیصل آباد) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ ------------	70
101۔	ڈی ڈی او (آر) تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ ------------	72
102۔	ڈی او زراعت ضلع خوشاب کی معزز رکن اسمبلی سے غلط بیانی اور نامناسب رویہ ------------	73
	تحاریک التوائے کار	
103۔	تحصیل کینال ڈویژن میں موجودہ فلیٹ ریٹ آبیانہ پر غور و خوض کے لئے کمیٹی قائم کرنے کا مطالبہ ------------	74
	پوائنٹ آف آرڈر	
104۔	نئی حج پالیسی میں ایم۔این۔ایز اور سینیٹرز کی طرز پر ایم۔پی۔ایز کا بھی کوٹا مقرر کرنا (۔۔۔جاری) ------------	77
	سرکاری کارروائی (رپورٹیں جو پیش ہوئیں)	
105۔	سال 2006 کے لئے پنجاب کے میڈیکل اور ہیلتھ کے اداروں کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	85
106۔	اسمبلی چیمبرز کو صدر کے الیکشن کے لئے الیکشن کمیشن کو بطور پولنگ سٹیشن استعمال میں دینے کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 قاعدہ 240 کے تحت تحریک کا پیش کیا جانا ------------	86
107۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	86
	قرارداد	
108۔	انگور اڈا میں اتحادی فوج کے حملے کی مذمت اور شہید ہونے والوں کے لواحقین کے ساتھ یکجہتی اور ہمدردی کا اظہار ------------	87
109۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	98

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	قرارداد	
110۔	صوبہ بلوچستان میں پانچ خواتین کو زندہ درگور کرنے کی پُرزور مذمت -------------	98
111۔	جناب سپیکر کی جانب سے صدارتی انتخابات کے بارے میں اعلانات -------------	100
112۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ -------------	102
113۔	انڈکس	

550

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 13-اگست 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ سرکاری کارروائی

صوبہ میں امن وامان کی صورتحال پر عام بحث

552

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

بدھ، 13-اگست 2008

(یوم الاربعاء، 10-شعبان المعظم 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

یٰۤاَیُّہَا الۡاِنۡسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الۡکَرِیۡمِo الَّذِیۡ خَلَقَکَ فَسَوّٰىکَ فَعَدَلَکَo فِیۡۤ اَیِّ صُوۡرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ o کَلَّا بَلۡ تُکَذِّبُوۡنَ بِالدِّیۡنِo وَ اِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَo کِرَامًا کَاتِبِیۡنَo یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَo اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ o وَ اِنَّ الۡفُجَّارَ لَفِیۡ جَحِیۡمٍ o یَّصۡلَوۡنَہَا یَوۡمَ الدِّیۡنِo وَ مَا ہُمۡ عَنۡہَا بِغَآئِبِیۡنَo وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا یَوۡمُ الدِّیۡنِo ثُمَّ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا یَوۡمُ الدِّیۡنِo یَوۡمَ لَا تَمۡلِکُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَیۡـًٔا وَ الۡاَمۡرُ یَوۡمَئِذٍ لِّلّٰہِo

سُوۡرَۃُ الانفطار آیات 6 تا 19

اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیاo(وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضا کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھاo اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیاo مگر ہیہات تم لوگ جزا کو جھٹلاتے ہوo حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیںo عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والےo جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیںo بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔o اور بدکردار دوزخ میںo (یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گے oاور اس سے چھپ نہیں سکیں گےo اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟o پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟o جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز خدا ہی کا ہو گاo وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ

نعت رسول مقبول ﷺ جناب غلام حیدر نے پیش کی۔

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
بنا ہے بگڑا ہوا کام یا رسول اللہ
لیا ہے جب بھی تیرا نام یا رسول اللہ
ہمیں بھی اپنے فقیروں میں کر لیا شامل
یہ ہم پہ خاص انعام یا رسول اللہ
لیا ہے جب بھی تیرا نام یا رسول اللہ
بنا ہے بگڑا ہوا کام یا رسول اللہ

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے میں محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

امریکہ میں مقید ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے بارے میں امریکی عدالت کے غیر اخلاقی حکم کی مذمت

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میں نے گزارشات کی ہیں، بارہا کی ہیں اور آپ سے استدعا کی ہے۔۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! ایک انتہائی ضروری بات ہے۔

جناب سپیکر: پہلے مجھے بات کر لینے دیں۔ مجھے آج کے ایجنڈے کے متعلق تو بتا لینے دیں اس کے بعد آپ پوائنٹ آف آرڈر raise کر سکتے ہیں اور وہ آپ کا حق ہے لیکن اس حق کو آپ استعمال کرتے وقت دیکھیں کہ یہ وقت اس کو استعمال کرنے کا ہے یا نہیں، شکریہ۔ اب آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر کی طرف آئیں۔ میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں House کی توجہ ایک بڑی important بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔ ٹی وی اور اخبارات میں ڈاکٹر عافیہ جو کہ حال ہی میں امریکہ کی عدالتوں میں اپنی ضمانت کے لئے اور اپنے طبی معائنے کے لئے پیش ہوئیں، وہاں پر امریکی عدالت نے جو فیصلہ دیا اس پر میں جتنی بھی مذمت کروں یا اس پر اظہار افسوس کروں وہ کم ہے کیونکہ ڈاکٹر عافیہ ایک انسان ہے، ایک عورت ہے، پاکستان کی شہری ہے اور مسلمان ہے۔ پانچ سال تک تو اس کا پتا نہیں چلا کہ وہ کہاں پر ہے، آخر جب قسمت نے اس کو امریکہ کی عدالتوں میں پہنچا دیا اور وہ اپنی مدد کے لئے، اپنے انصاف کے لئے گئی تو وہاں پر انسانیت کی دعویدار جو حکومت ہے، یہ جذبات کی بات ہے اور کوئی معمولی بات نہیں ہے اس لئے مجھے اس پر بات کرنے کے لئے وقت دیجئے، اس کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ جب بھی اپنے کسی وکیل کو ملے گی یا اپنے کسی رشتہ دار کو ملے گی تو اس کے بعد اس کو اپنی تلاشی بالکل ننگا ہو کر دینی پڑے گی۔ ایسی مثال آج تک دنیا میں کہیں بھی کسی عدالت نے نہیں دی۔ ملنا تو ان کے وکیلوں نے ہے، کوئی پاکستانی وکیلوں نے نہیں ملنا جن کو وہ terrorist کہہ رہے ہیں جبکہ اپنے ہی وکیلوں پر اس کو اعتبار نہیں تو یہ جو آج کا امریکہ بادشاہ ہے یہ دنیا کو جنگل کی کس age میں لے جانا چاہتا ہے؟ کس پتھر کی age میں لے جانا چاہتا ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت وقت عوام کے جذبات وہاں تک ضرور پہنچائے کیونکہ المیہ یہ ہے کہ جب ان کا ایک third rate officer بھی یہاں پر آتا ہے تو ہم اسے red carpet reception دیتے ہیں، ہم اس کو آنکھوں پر بٹھاتے ہیں، ہم اس کو سر پر بٹھاتے ہیں اور وہ ہمارے ہی لوگوں کے ساتھ جن پر ابھی تک جرم ثابت نہیں ہوا، مزید بات یہ ہے اس کو اتنی بڑی سزا دینا کہیں کا انصاف نہیں ہے اور کہیں کی انسانیت نہیں ہے۔ بہت مہربانی شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ

اجلاس کا تاخیر سے انعقاد

MRS. AYSHA JAVED: Point of order.

جناب سپیکر: محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

MRS. AYSHA JAVED: Thank you very much honourable Speaker. I would like to bring to your notice and in fact I would like to educate myself that whenever the time of the Assembly session is given, it is always

delayed by at least one or more than one and half an hour or so. So it should always be believed that when the time is written, we should read it one hour or more than what exactly the time is fixed and what precedents are we setting? The ministers follow when the honourable Speaker is seated.

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی بات درست ہے۔ میں اس کو clear کر دوں کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں تو اللہ کے فضل و کرم سے ٹائم سے پہلے آپ کی خدمت کے لئے یہاں حاضر ہو جاتا ہوں لیکن آپ صاحبان جو کہ معزز اراکین ہیں میں آپ سے استدعا ہی کر سکتا ہوں۔ میرے پاس کوئی ایسی چیز تو نہیں ہے کہ میں آپ کو اخلاقی طور کے علاوہ اور کسی طریقے سے بلواؤں۔ یہ آپ کا اور میرا ہم سب کا فرض ہے کہ ہمیں پنجاب کے عوام نے یہاں اپنے مسائل کے حل کے لئے بھیجا ہے تو ہم سب کو اس میں دلچسپی لینی چاہیے۔ شکریہ

ڈاکٹر عافیہ صدیقی و دیگر لاپتا پاکستانیوں کو امریکی جیلوں میں رکھنے اور ان پر مظالم کرنے پر مذمت

جناب جوئیل عامر سہوترا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب والا! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا۔ میجر صاحب نے یہاں پر ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے بارے میں اپنے جن جذبات کا اظہار کیا یقیناً انہوں نے پاکستانی قوم کے جذبات کی ترجمانی کی ہے لیکن مسیحی رکن ہونے کی حیثیت سے میں عرض کروں گا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی مسلمان ہیں لیکن میں صرف یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہماری پاکستانی خاتون ہیں، ہمارے پاکستان کی عزت ہیں اور ہم سب چاہے وہ مسیح ہیں، مسلمان ہیں یا ہندو ہیں ہم سب اس واقعہ کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں بھی اسی میں add کرنا چاہوں گا کہ میجر صاحب نے جو ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی بات کی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ باقی سب چیزوں کے متعلق تو ہم

resolutionلاتے ہیں ہمیں اس مسئلے پر بھی House میں ایک unanimous resolutionلانا چاہیے۔

جناب سپیکر: آپ کو کس نے روکا تھا کہ آپ resolutionنہ لے کر آئیں؟ گورنمنٹ لے کر آئے، ہم اس کو supportکریں گے۔ اگر ہمیں کہتے ہیں تو ہم لے آتے ہیں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ اس کاcreditگورنمنٹ لے۔

جناب سپیکر: چلیں، ابھی بات ہو رہی ہے، وہ آپ کو ensureکرائیں گے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! جس طرح میجر صاحب نے فرمایا اور میرے دوسرے مسیحی بھائی نے بھی فرمایا، میں خود بھی Christian Communityسے تعلق رکھتا ہوں۔ ہم سب بطور پاکستانی اس بات کی مذمت کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نہ صرف ڈاکٹر عافیہ صدیقی جو ہماری بہن ہیں بلکہ آج میں ایک کتاب "In The Line of the Fire" پڑھ رہا تھا جو کہ ان کے ایک جرنیل نے لکھی ہے اس میں لکھا ہے کہ اس نے 689لوگوں کو پکڑا ہے اور ان میں سے 395کے عوض پیسے وصول کئے ہیں تو میں اس ایوان کی توجہ اس اہم بات کی طرف دلوانا چاہتا ہوں کہ تمام ملکوں کا قانون یہ کہتا ہے، چاہے وہ نیب کا قانون ہو، چاہے کوئی قانون ہو کہ ہر وہ شخص جسے گرفتار کیا جاتا ہے اسے 24گھنٹے میں کسی competent courtمیں پیش کیا جائے تو میں آج ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے ساتھ ساتھ باقی ان بے چارے لوگوں کی ماؤں اور بہنوں نے پورا رمضان شریف سپریم کورٹ کی سڑکوں پر باہر گزارا ہے اور وہ افطاری بھی وہیں پر کرتی رہی ہیں انہیں وہاں سے امید تھی کہ شاید سپریم کورٹ انہیں reliefدے گی لیکن پھر اس کو میں کیا کہوں۔

کس کس کی زبان روکنے جاؤں تیری خاطر
کس کس کی تباہی میں تیرا ہاتھ نہیں ہے

اس نے تو ان لوگوں کی سسکیوں کا خیال نہیں کیا اور میں خود اپنے طور پر بڑا embarrassہوتا ہوں، جب ہمارے بھائی اٹھ اٹھ کر اس کی تعریف میں باتیں کرتے ہیں لیکن یہاں پر اپوزیشن والی میری مائیں اور بہنیں بیٹھی ہیں ان پاکستانیوں کا بھی کچھ خیال کیجئے جنہیں

ڈالروں کے عوض بیچ دیا گیا اور ان کا آج تک جرم کوئی نہیں ہے تو ہماری بہن ڈاکٹر عافیہ کے ساتھ ساتھ باقی بیچے گئے لوگوں کے بارے میں بھی ان صاحبان کو کچھ سوچنا چاہیے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔(قطع کلامیاں)

ایک منٹ صرف:

جس نے لوٹے ڈوبتے ہوئے پانیوں میں لوگوں کے گھر
اب کے اس سیلاب میں اس کا بھی گھر بہہ جائے گا

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے جو شعر پڑھا ہے میں اس کی داد دیتا ہوں، بڑا برمحل اور آج کے حالات کے مطابق بڑا focus تھا۔ اپوزیشن سے بھی اور treasury benches سے بھی میرے جن معزز ممبران نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی سے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا ہے حکومت ان دوستوں کے جذبات سے نہ صرف متفق ہے بلکہ اس بارے میں فکر مند بھی ہے اور اس بارے میں وفاقی حکومت نے امریکہ حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ فوری طور پر ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور ان کے تینوں بچوں کو پاکستان کے حوالے کرے۔ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہو سکتی، اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ کس طرح سے لوگوں کو لاپتا کیا گیا اور یہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی بھی 5 سال سے لاپتا تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی اور اس کے گھر والوں کی خوش قسمتی ہے کہ اس کا اب پتا چل گیا اور وہ منظر عام پر آگئی ورنہ سینکڑوں لوگ لاپتا ہوئے اور اس کے بعد آج تک ان کا کوئی نام ونشان نہیں ملا۔ لعنت ہو ایسی حکومتوں کے اوپر اور ایسے حکمران کے اوپر جو صرف اور صرف اپنے اقتدار کو طول دینے کی خاطر اپنے ہم وطنوں کو غیر ملکیوں سے گرفتار کروا کر ان کی جیلوں میں بھیجے اور اگر اس ملک کی عدالتیں ان لاپتا افراد کے حوالے سے writ petition پر notice لیں اور ان لاپتا افراد کے گھر کے افراد، ان کی مائیں، ان کی بہنیں، ان کی بیٹیاں اور ان کی بیویاں جب سڑکوں پر دھکے کھائیں اور کوئی کورٹ اس کا notice لے اور اس حکومت سے پوچھے کہ یہ لوگ کہاں ہیں تو لعنت ہو اس حکومت کے اوپر کہ وہ نہ صرف ان کے بارے میں بتانے سے گریز کرے بلکہ وہ اعلیٰ عدالت کے اوپر بھی چڑھ دوڑے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو پارٹیاں حکومت میں ہیں انہوں نے نہ صرف پچھلے 5 سال اس معاملے کے اوپر جدوجہد کی ہے، لاپتا افراد کے لئے struggle کی ہے، لاپتا افراد کے لواحقین کے ساتھ اظہار یک جہتی کیا ہے اور جب کورٹ نے ان

کی بازیابی کے لئے notice لیا تو اس کی بھی حمایت کی اور جب court کے اوپر وہ حکمران چڑھ دوڑے اور لعنت ہو اس حکمران کے اوپر جو اپنی آپ بیتی لکھے اور اس میں admit کرے کہ میں نے ڈالروں کے عوض اپنے ہم وطنوں کو گوانتا ناموبے جیل میں بھیجا ہے۔ گوانتا ناموبے جیل میں لوگوں کے ساتھ جس قسم کے ظلم اور زیادتیاں ہوئیں اس کے اوپر پورے یورپ کا پریس اور پورا امریکہ تڑپ اٹھا کہ وہ اس طرح کا عقوبت خانہ تھا۔ آپ اس شخص کا حال دیکھیں کہ وہ خود اپنی آپ بیتی میں یہ admit کرتا ہے کہ میں نے ڈالروں کے عوض لوگوں کو وہاں پر بھیجا۔ اب اگر میں ان لوگوں کے لئے لعنت کا لفظ استعمال کروں گا تو شاید یہاں پر بیٹھے کچھ لوگوں کو یہ بات ناگوار گزرے گی کہ جو ایسے لوگوں کی حمایت کرتے رہے۔

جناب سپیکر: آپ ماشاء اللہ بڑے civilized ہیں، ذرا اچھے طریقے سے بات کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں اس معزز ایوان اور ان معزز اراکین کے اس جذبے کی قدر بھی کرتا ہوں جنہوں نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی سے اظہار یک جہتی کیا ہے اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس مسئلے میں حکومت غافل نہیں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کی بازیابی کے لئے ہم سے جو کچھ بن پڑا اور دوسرے جو لوگ لاپتا ہیں ان کی بازیابی کے لئے حکومت کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ سکینہ شاہین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، ہم نے یہ ایجنڈا بھی پورا کرنا ہے۔ سوالات آ رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر سامیہ صاحبہ! Sorry، میں سن نہیں سکا، آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو بھی ٹائم ضرور دے دوں گا، مجھے کیا اعتراض ہے۔ جی، محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میں آپ کی بہت ممنون ہوں کہ آپ نے اس طرف بھی تھوڑی توجہ فرمائی، اپوزیشن کی طرف آپ کی توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں ہاؤس میں جو معاملہ discuss ہو رہا ہے میرا point اسی سے متعلقہ ہے۔ جامعہ حفصہ اور لال مسجد کی معصوم بچیاں اور بچے قرآن سینے سے لگائے شہید کئے گئے ان کا قتل بھی ڈالروں کے زمرے میں آتا ہے۔ وہاں تخریب کار نہیں رہتے تھے، وہاں طلبہ اور طالبات قرآن حفظ کرتے تھے۔ ان کا بھی حساب کتاب باقی رہتا ہے۔

ایوان میں اس طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں اور بہنوں کو بہت برا لگے گا لیکن وہ جرم بھی اُنہی کے زمرے میں آتا ہے۔(قطع کلامی)

جناب سپیکر: دیکھیں! کتنی اچھی بات انہوں نے کی تھی، وہ آپ کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ اچھا ماحول ہے، اس کو خراب نہ کیا جائے۔آپ تشریف رکھیں، مجھے ان کی بات سننے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ راناثناء اللہ صاحب نے غیر پارلیمانی زبان کا ریکارڈ پچھلے 5 سال میں بھی توڑا تھا، kindly لفظ "لعنت" کو کارروائی سے حذف فرمادیں، ورنہ کہنے کو ہم ان کے لفظ کو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جنہوں نے اب re-assure کیا ہے، نیٹو فورسز اب جو بمباری کر رہی ہیں، جو کچھ اب وہاں پر ہو رہا ہے وہ کس کے کھاتے میں جارہا ہے؟ میں اس کا جواب ان کی زبان میں قطعاً نہیں دوں گی۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے اب relevant بات نہیں ہے، آپ چھوڑ دیں۔آپ کی مہربانی۔میں نے آپ کی بات سن لی ہے اور میں نے کہہ دیا ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! میری بہن نے یہ کہا ہے کہ یہ "لعنت" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، یہ پاکستان پتا نہیں کتنی قربانیاں دے کر بنایا گیا اور صرف اس لئے نہیں بنایا گیا کہ کوئی اٹھے اور کبھی کہے کہ میں اپنی نانی کے برقعے میں لیٹر ڈالتا تھا اور وہ ساتھ والے ایک پڑوسی کو دے دیتی تھی۔ اس وقت بھی میرے پاس کتاب "In The Line of the Fire" ہے۔اس پر یہ "لعنت" کا لفظ تو بہت چھوٹا ہے اور میں اپنی بہن سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ وہ واپس آ جائیں، انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔میں نے اس کے بارے میں کہہ دیا ہے۔آپ کا شکریہ، آپ کی مہربانی، آپ بھی تشریف رکھیں۔جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اپنی وفاقی حکومت اور اپنے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس حکومت کے وجود میں آنے کے بعد یہ پہلا واقعہ ہوا ہے اور اس پارٹی کی پالیسی اور جو موجودہ coalition Government ہے، پچھلے 8 سال میں کسی نے اتنا شدید notice نہیں لیا جتنا

اب لیا گیا ہے۔ ہمارے وزیر خارجہ نے بڑا clear کہا ہے کہ ہم اسے واپس بھی لائیں گے اور اسے تمام قانونی سہولت بھی فراہم کریں گے، انشاء اللہ ہم یہ کریں گے لیکن جو کچھ پچھلے دور میں ہوا ہے وہ پوری قوم کے سامنے ہے کہ لوگوں کو ڈالروں کے عوض بیچا گیا ہے۔ میں ''لعنت'' تو نہیں ڈالتا لیکن اللہ تعالیٰ ان سے اس کا حساب ضرور لے گا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ایسی بحث ہے کہ اس پر جتنی بھی بات کی جائے وہ کم ہے۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ جو لوگ ابھی بھی یہ ساری صورتحال جاننے کے بعد ان کی حمایت کر رہے ہیں تو ان کو خود بھی اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہیے۔

جناب سپیکر: وہ تو آپ کو support کر رہے ہیں۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): یہ support نہیں کر رہے اگر یہ support کرتے ہوتے تو پرسوں بھی کر دیتے۔ یہ ابھی بھی اسی جگہ پر کھڑے ہیں لیکن ہماری پھر بھی یہ درخواست ہے کہ اگر یہ اس چیز کو سمجھتے ہیں کہ یہ جائز اور صحیح ہے تو آئندہ آنے والے اجلاس میں یا اسی اجلاس میں قرارداد آئے گی تو یہ انشاء اللہ اس کی حمایت کریں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہاؤس میں محترمہ آمنہ الفت صاحبہ نے ایک پوائنٹ آف آرڈر پر مسئلہ اٹھایا تھا جس پر سپیکر صاحب نے مجھے حکم دیا تھا کہ آپ اس کے بارے میں پتا کر کے ہاؤس کو بتائیں۔ یہ issue گلاب دیوی ہسپتال سے متعلقہ تھا۔ اس کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ وہاں جنریٹر خراب ہیں اور لفٹ کی حالت بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ اس وقت موجود نہیں ہیں۔ جب وہ تشریف لائیں تو آپ اس کا جواب دیں تو بہتر ہو گا۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! سیکرٹری (C&W) کے بارے میں بھی ہاؤس نے duty لگائی تھی۔ میں اس کے متعلق بتانا چاہتا ہوں کہ سیکرٹری (C&W) سے میری بات ہوئی ہے۔ انھوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ آئندہ جب

بھی کوئی معزز ممبر تشریف لائیں تو کوشش کریں کہ مجھ سے پہلے فون پر رابطہ کر لیں کیونکہ ہمیں آج کل ہفتہ میں دو دن field میں رہنا پڑتا ہے۔اس کے علاوہ meetings ہوتی ہیں لیکن میں نے ان سے یہ بات کہی ہے کہ آئندہ کسی کا فون آئے یا کوئی معزز ممبر وہاں پر تشریف لائیں تو وہ اپنا کارڈ یا پیغام چھوڑ کر آئیں تو ان کو call back کریں تو انھوں نے اس بات کی یقین دہانی کرائی ہے کہ آئندہ ایسی شکایت نہیں ہو گی اور وہ ان سے رابطہ میں رہیں گے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: یہ سب کے لئے ہے۔یہ صرف آپ کے محکمے کے لئے یا C&W کے لئے نہیں ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راؤ کاشف صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر صحت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ سمندری میں کل پولیو کے بارے میں تشخیص ہوئی ہے۔ جس ڈاکٹر نے، child specialist نے پولیو کی تشخیص کی تو اس نے فوراً اس واقعہ کے متعلق E.D.O Health کو بتایا۔اس پر ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جس ڈاکٹر نے اطلاع دی کہ علاج کیا جائے لیکن وہاں پر E.D.O Health نے اس ڈاکٹر کو معطل کر دیا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس واقعہ پر انکوائری کے لئے فوراً ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس کا طریق کار اختیار کریں اور اس کے مطابق چلیں۔آپ اس بارے میں تحریک دے دیں۔

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انھوں نے جو بات کی ہے۔وہ اس حوالے سے مجھے مل لیں اور تفصیل بتا دیں انشاء اللہ کل تک جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: راؤ صاحب! آپ وزیر صاحب سے مل لیں۔

سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد: On his behalf سوال نمبر 2(معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 2 دریافت کیا)

لاہور: پی۔ایچ۔اے کے تشہیری بورڈز کی الاٹمنٹ، آمدنی و دیگر تفصیلات

*2: **میاں نصیر احمد:** کیاوزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) پی۔ایچ۔اے کے تشہیری بورڈز کا لیگل سٹیٹس کیا ہے؟

(ب) پی۔ایچ۔اے کے منظور شدہ کتنے تشہیری بورڈز لاہور میں کس کس جگہ پر آویزاں ہیں؟

(ج) پی۔ایچ۔اے کے تشہیری بورڈز کن کن افراد یا کمپنیوں کو الاٹ کئے گئے ہیں، تفصیل بیان کی جائے؟

(د) پی۔ایچ۔اے کے تشہیری بورڈز کس قانون اور قاعدے کے تحت الاٹ یا فروخت کئے جاتے ہیں؟

(ہ) پی۔ایچ۔اے کے قیام کے بعد تشہیری بورڈز سے اب تک کتنی آمدنی ہوئی ہے، ہر سال کے حساب سے تفصیل بتائی جائے؟

(و) کیا پی۔ایچ۔اے نے تشہیری بورڈز تاحیات الاٹ / فروخت کئے ہیں یا مقررہ مدت تک کے لئے کئے ہیں؟

(ز) پی۔ایچ۔اے کے کون سے افسران تشہیری بورڈز کی نیلامی کرتے ہیں اور کیا نیلامی سے قبل اخبارات میں اشتہارات بھی دیئے جاتے ہیں نیز اب تک کی نیلامیوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) گورنمنٹ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبرSO(D-1)3-4/98 بتاریخ 26۔دسمبر1998 اور SO-1(I&C) 1-102/99-CS بتاریخ 8۔دسمبر1999 کے تحت پی ایچ اے کو تشہیری بورڈز کی الاٹمنٹ کا کام تفویض کیا گیا ہے۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی حدود میں لگے تمام تشہیری بورڈز پی ایچ اے کے مجوزہ قانون اور مجاز افسران کی اجازت کے بعد لگائے گئے ہیں تاہم شہر کے اندر موجود پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمیں، چھاؤنی اور ڈیفنس وغیرہ کا علاقہ پی ایچ اے کے دائرہ کار سے باہر ہے۔

(ب) بورڈز کی تعداد اور آویزاں جگہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دی گئی تفصیلی فہرست میں ان افراد اور کمپنیوں کی بھی تفصیل موجود ہے جن کو یہ بورڈز الاٹ کئے گئے۔

(د) پنجاب گورنمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبرSO(D-I)3-4/98 بتاریخ مورخہ 26۔دسمبر1998 اورSO-1(I&C)1-102/99-CS بتاریخ8۔دسمبر1999 کے تحت پی ایچ اے کو تشہیری بورڈز کی الاٹمنٹ کا کام تفویض کیا گیا ہے۔ سٹی ایکٹ1976 میں بھی مروجہ قانون موجود ہے۔ محکمہ صرف بورڈ لگانے کی اجازت دیتا ہے جبکہ بورڈز کی تنصیب و فروخت کا کام اجازت لینے والی کمپنیاں کرتی ہیں۔

(ہ) تشہیری بورڈز سے حاصل ہونے والی سالانہ آمدنی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ایک بار بورڈز لگانے کی اجازت دینے کے بعد ہر چھ ماہ بعد جنوری اور جولائی میں اس کی توسیع کی جاتی ہے۔

(ز) تشہیری بورڈ زبذریعہ نیلامی نہیں بلکہ محکمانہ اجازت کے بعد لگائے جاتے ہیں تاہم 30۔جون2008 کے بعد تشہیری بورڈز کی بذریعہ نیلامی اجازت دی جائے گی جس کا طریق کار ابھی وضع کیا جا رہا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! اس میں جو جوابات دیئے گئے ہیں اس سے بڑا واضح ہے کہ منظور نظر لوگوں کو نوازا گیا ہے اور بہت سے بورڈ سرکاری افسران کی مدد سے ایسے لوگوں کو دیئے گئے ہیں جو ان بورڈز کو بار بار انہی کمپنیوں کو بیچتے رہے ہیں۔ اس کے بارے میں مکمل تحقیق کی ضرورت

ہے۔ ہر بورڈ کی آمدن یا قیمت فروخت بھی مہیا نہیں کی۔ انھوں نے ایک list فراہم کی ہے جس میں کوئی بھی قیمت یا اس بورڈ سے حاصل ہونے والی آمدن کا ذکر نہیں کیا گیا۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ایک کمیٹی بنائیں جو اس معاملے کی پوری طرح سے چھان بین کرے کیونکہ یہ بہت بڑا معاملہ ہے اور جگہ جگہ یہ بورڈ لگائے جا رہے ہیں۔ یہ بورڈ بڑے مہنگے داموں بیچے جا رہے ہیں اور اپنے ہی لوگوں کو نوازا جاتا ہے ان کے جو منظور نظر ہوتے ہیں۔ پچھلے سالوں میں یہ چیز بہت بڑھ گئی ہے۔ اس پر کمیٹی بننی چاہیے اور ملک و قوم کو نقصان پہنچانے والوں کا محاسبہ ہونا چاہیے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا بھی ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ تشہیری بورڈوں سے حاصل ہونے والی سالانہ آمدن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے تو سالانہ کل کتنی آمدن ہے؟ اس کے متعلق ایوان کو بتایا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری دونوں بہنوں نے جو ضمنی سوالات کئے ہیں اس میں ان کا concern بجا ہے کہ اس سے پہلے واقعی ان بورڈوں کو ایسے لوگوں کو دیا جاتا رہا ہے جو بعد میں اس سے زیادہ پیسے کماتے رہے ہیں لیکن اب ان کی نیلامی ہو گئی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اب اس طرح کا احتمال نہیں ہے۔ اس سلسلے میں، میں تھوڑی سی تفصیل پڑھ دیتا ہوں کہ اس مرتبہ جو پہلی نیلامی ہوئی ہے تو passes under کے faces پر جو بورڈ لگتے ہیں ان کی آمدن 08-2007 میں 28 لاکھ 94 ہزار 872 روپے تھی اور اس مرتبہ 30۔ جون 2008 کے بعد ان کی نیلامی کی گئی ہے اور نیلامی 3 کروڑ 34 لاکھ روپے کی ہوئی ہے تو یہ 3 کروڑ 5 لاکھ روپے کا فرق ہے۔ اس طرح سے اب اس بارے میں کوئی احتمال نہیں رہا کہ وہاں پر کسی کو نوازنے یا favour کرنے کی کوئی گنجائش ہے۔ اسی طرح سے جو Pole sign کی 08-2007 میں ایک کروڑ 64 لاکھ 83 ہزار 250 روپے کی آمدن ہوئی ہے اس کو بھی ہم نے اس مرتبہ نیلام کیا ہے اور یہ 11 کروڑ 75 لاکھ 85 ہزار 520 روپے میں نیلامی ہوئی ہے۔ اس میں 10 کروڑ روپے کا فرق ہے۔ اسی طرح سے جو bill boards ہیں جن کا سائز 90X30 ہے تو اس کی آمدن 08-2007 میں 43 لاکھ روپے کی تھی اور اس مرتبہ اس کی نیلامی 4 کروڑ 51 لاکھ روپے میں ہوئی ہے تو اس میں بھی تقریباً 4 کروڑ 8 لاکھ روپے کا اضافہ ہے۔

جناب سپیکر! یہ تقریباً 20/18 کروڑ کا فرق بنتا ہے اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ پچھلے سالوں میں یہ 20/18 کروڑ روپیہ اپنے چاہنے والوں یا اب ان کے بارے میں کیا لفظ استعمال کیا جائے، محترمہ نے میرے ایک لفظ پر اعتراض کر دیا حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی اس ملک و قوم کی بہن، بیٹی اور ماں ہے۔ اس سلسلے میں، میں سمجھتا ہوں کہ کوئی غیرت مند مسلمان اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اسے اٹھا کر دشمنوں کے حوالے کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ تقریباً 20/18 کروڑ روپے کا فرق اس دفعہ حکومت کے اس فیصلے کی وجہ سے کہ یہ نیلامی ہو گی، پیدا ہو گیا ہے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ دونوں معزز ممبران جنھوں نے جس خدشے کا اظہار کیا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں اس کا احتمال نہیں رہا۔

محترمہ ماجدہ زیدی: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جیسے الفلاح بلڈنگ اور پلازوں پر بڑے hoarding board لگا دیئے جاتے ہیں اور اس کے بعد پتا نہیں چلتا کہ اس کی سکیورٹی کا کیا بندوبست ہے؟ اس کے لئے کیا قانون سازی ہے؟ جس طرح کراچی میں کچھ ایسے مصائب اور واقعات ہوئے تھے کہ وہاں بورڈ گر گئے تھے اور اس سے بہت سارا جانی نقصان ہمیں اٹھانا پڑا تھا۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کے لئے کیا قانون سازی ہے اور اس کی روک تھام کے لئے گورنمنٹ کیا کر رہی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بورڈوں کے جو سائز ہیں اس کے متعلق گورنمنٹ نے rules میں location wise amendment کی ہے، اگر location کسی بلڈنگ کے اوپر ہے تو وہ وہاں پر لاگو نہیں ہو گا لیکن اگر location کسی چوک یا روڈ کے اوپر ہے تو پھر specific ایک سائز ہے اور اس سائز سے بڑا بورڈ نہیں لگایا جا سکتا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پچھلے سال کی آمدنی کا اور اس نئے ٹھیکے کا حکومت کو جو نقصان پہنچتا رہا ہے، کیا یہ اس چیز کی تحقیقات کروا رہے ہیں اور جو ذمہ دار آدمی ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر۔order in the House منسٹر صاحبان! توجہ دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: وزیر صاحب نے جو بتایا ہے کہ پچھلے سالوں کی آمدن اور اس سال ان بورڈوں کے جو ٹھیکہ جات ہوئے ہیں ان کی آمدن میں بہت زیادہ فرق ہے تو کیا یہ نقصان جو حکومت کو ہوتا رہا ہے، کیا وزیر اس کی انکوائری کروانے کا اور انکوائری کے بعد اس ہاؤس کو بتانے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں کہ کون لوگ اس کے ذمہ دار تھے اور ان کو کیا سزا ملی؟ شکریہ

جناب سپیکر: یقیناً وہ آپ کو بتائیں گے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! اس حوالے سے جو نقصان ہوا ہے اس کے لئے کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب آپ کو بتا چکے ہیں اور وہ ان معاملات میں بڑے vigilant ہیں، آپ فکر مند نہ ہوں۔ میرے خیال میں وہ کمیٹی یا جو بھی طریقہ انہوں نے بنانا ہو گا یقیناً اچھا طریقہ ہی اختیار کریں گے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ قمر عامر چودھری: جی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ حکومت میں شامل ہیں اور حکومت کے نمائندے آپ کو یقین دہانی بھی کروا رہے ہیں۔ جس طرح سے یہ کام چل رہا ہے مجھے نہیں امید کہ اس میں کوئی ہیرا پھیری کر پائے گا۔ میں قوی امید رکھتا ہوں لاء منسٹر اور گورنمنٹ سے جس انداز سے انہوں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان): میں Chair کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے میری طرف سے معزز رکن کو اطمینان دلوایا اور میں بھی آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں data collect کیا جا رہا ہے اور اس کی انکوائری ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ اس کے بعد جو لوگ ذمہ دار پائے جائیں گے ان کے خلاف باقاعدہ قانون کے تحت کارروائی کی جائے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔

جناب سپیکر: آپ سے پہلے محترمہ قمر عامر چودھری کھڑی ہیں۔ جی۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال ہے اور اسی کے end پر انہوں نے لکھا ہے کہ تشہیری بورڈ کی بذریعہ نیلامی کا طریق کار وضع کرنا تھا۔ میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ تشہیری بورڈ کی بذریعہ نیلامی کا کیا طریق کار وضع کیا گیا ہے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کا طریق کار بتائیں، اگر نہیں تو کیوں؟ کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ 30۔ جون 2008 کے بعد اجازت دی جائے گی۔ اب تو مہینہ ڈیڑھ ہو گیا ہے تو میرے خیال میں کوئی نہ کوئی طریق کار وضع کر لیا گیا ہو گا ذرا ہمیں بھی بتا دیا جائے۔

جناب سپیکر: پلیز! ذرا غور سے سنیں۔ آرڈر پلیز آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں نہ صرف طریق کار وضع کر لیا گیا ہے بلکہ اس طریق کار کے مطابق auction بھی کر دی گئی ہے۔ یہ figures جو میں نے پڑھے ہیں یہ auction ہی کے figures تھے۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ دیر سے آئی ہیں۔ میرے خیال میں آپ کے سوال کا جواب آ رہا تھا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سڑک پر پانی بہت زیادہ تھا جس وجہ سے تھوڑی دیر ہو گئی۔

جناب سپیکر: اچھا ماشاء اللہ۔ چلو ٹھیک ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ماشاء اللہ تو نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس پر ہمیں افسوس ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: یہ اللہ کی رحمت ہے اور خدا کرے کہ رحمت کی بارش ہو۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں پر جو لسٹ ملی ہے اس کے مطابق 1109 کمپنیاں ہیں جن کو hoardings الاٹ کی گئی تھیں۔ ان کمپنیوں کا کیا PHA میں رجسٹرڈ ہونا ضروری ہے؟ ایک تو ان کی رجسٹریشن ویسے ہی لازمی ہونی چاہیے، دوسرا یہ ہے کہ کیا یہ PHA میں بھی رجسٹرڈ ہیں اور کیا ایسا کوئی قانون ہے کہ جس کے تحت سب سے پہلے یہ PHA میں رجسٹرڈ ہوں۔ وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ کیا یہ PHA میں رجسٹرڈ کمپنیاں ہیں جنہیں یہ hoardings

الاٹ کی گئی ہیں اور کیا ان میں سے کوئی کمپنی ایسی ہے کہ جو رجسٹرڈ نہیں ہے اور اس کو hoarding الاٹ کی گئی ہو؟

جناب سپیکر: آپ اس دور کی بات کر رہی ہیں یا پرانے دور کی کر رہی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: کوئی بھی ہورڈنگ چاہے وہ موجودہ دور میں ہو یا سابقہ دور میں کیا ایسا کوئی قانون ہے کہ PHA میں بھی کمپنیوں کا رجسٹرڈ ہونا ضروری ہے، اگر ہے تو کیا اسی قانون کے تحت وہ اپنے نام الاٹ کروا رہی ہیں؟ موجودہ صورتحال میں ان کا جو auction کیا گیا ہے کیا اس میں رجسٹرڈ کمپنیوں کو ہی بلایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: اب آپ کا سوال مکمل ہو گیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی۔

جناب سپیکر: پھر جواب سنیں اور اپنا مائیک بند کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس جانب توجہ دلائی ہے یہ بات specifically سوال میں نہیں پوچھی گئی تھی اس لئے میں اس کے بارے confirm نہیں ہوں لیکن اب صورتحال یہ ہے کہ جب auction کا فیصلہ ہو گیا تو auction کے rules علیحدہ ہوتے ہیں اور ان کے مطابق ایک specific bid money ہوتی ہے جو کمپنی یا فرد جمع کروائے تو اس کے بعد وہ bid میں حصہ لینے کا اہل ٹھہرتا ہے۔ اس سے پہلے جب کمپنیوں کو نیلامی میں حصہ دیا گیا تو اس حوالے سے میرا جو اپنا ذاتی خیال ہے کہ PHA سے لازمی طور پر ان کو regularize کیا جاتا ہوگا اور اس کے بعد ہی انہیں allow کیا جا رہا ہوگا۔ چونکہ یہ specifically نہیں پوچھا گیا اس لئے مجھے confirm نہیں ہے لیکن اب یہ معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ اب نیلامی ہے اور نیلامی کی جو شرائط ہوتی ہیں اس کے مطابق جو بھی پورا اترے گا وہ اس میں حصہ لے سکتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ موجودہ حالات میں کیا قانون بنایا گیا ہے جس کے تحت نیلامی میں کمپنیاں شریک ہو سکتی ہیں؟ اس کے علاوہ وزیر قانون سے ایک سوال یہ ہے کہ سابقہ ادوار کے ادارے کے ملازمین جو ڈائریکٹرز تھے ان کو نیب میں بھی refer کیا گیا ہے اور ان کو معطل بھی کیا

گیا ہے، انہوں نے ایسا کیا کام کیا ہے کہ ان کو برطرف کیا گیا ہے اور ان کو نیب کے حوالے بھی کیا گیا ہے یا انہوں نے کیا لاقانونیت کی ہے؟ اس حوالے سے بھی ہمیں تھوڑی سی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو information پوچھی ہے اس کے لئے fresh question بنتا ہے لیکن میں یہ عرض کر دوں کہ جہاں تک انہوں نے auction policy کی بات کی ہے تو وہ گورنمنٹ کی ایک ہی پالیسی ہے۔ محترمہ اگر چاہیں تو میں اس کی کاپی ان کو فراہم کر دوں گا۔ باقی واسا کے وہ لوگ جن کو arrest کیا گیا ہے جن کے خلاف انکوائری چل رہی ہے وہ ابھی تک ابتدائی مرحلے میں ہے، وہ جونہی مکمل ہو گی تو اس کے بعد یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ ان کا چالان عام عدالت میں جائے گا یا نیب کورٹ میں جائے گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ اس پر کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں اور اب میں وہ سوال چھوڑ چکا ہوں۔ اگلے سوال پر دھیان کریں۔ جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 519 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

موضع رتوچھ چوا سیدن شاہ میں واٹر سپلائی کا مسئلہ

***519: محترمہ صغیرہ اسلام:** کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع رتوچھ تحصیل چوا سیدن شاہ میں واٹر سپلائی سکیم تعمیر کی گئی تھی کس سال اور اس کا تخمینہ لاگت کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے واٹر سپلائی سکیم تو چالو کر دی ہے، مگر وہاں کے رہائشیوں کو خاطر خواہ کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا کیونکہ ایک ماہ میں صرف تین دن چند منٹوں کے لئے پانی سپلائی کیا جاتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ واٹر سپلائی کا شیڈول روزانہ پانی مہیا کرنے کی بنیاد پر ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی اور انچارج وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ واٹر سپلائی پڑھ، رتوچھ نالی کے نام سے 89-1988 میں بنائی گئی اور اس پر تقریباً 37 لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔

(ب) موضع رتوچھ میں واٹر سپلائی 1989 میں چالو کر دی گئی اور پچھلے تقریباً 19 سال سے یہ سکیم چل رہی ہے۔ موضع رتوچھ میں اس وقت تقریباً 470 واٹر یوزر کنکشن موجود ہیں اور پچھلے 8 سال سے گاؤں کی یوزر کمیٹی اس سکیم کو چلا رہی ہے۔ منہالہ واٹر ورکس سے رتوچھ گاؤں کو آٹھ گھنٹے پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ سورس اور انٹر میڈیٹ سٹیشن پر مشینری کی خرابی اور یوزر کمیٹی کے غیر تکنیکی طریق کار کی وجہ سے گاؤں کے کچھ حصوں میں باقاعدگی سے پانی مہیا نہ ہو رہا ہے۔ پانی کے کمی کی ایک اور وجہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ بھی ہے۔

(ج) اس سکیم کے واٹر سورس میں اضافہ کے لئے محکمہ نے رتوچھ گاؤں کے عقبی طرف ایک ٹیوب ویل لگانے کا منصوبہ بنایا ہے جس کی انتظامی منظوری مورخہ 29-09-2007 کو 46.83 لاکھ روپے ہو چکی ہے۔ مطلوبہ فنڈز مہیا ہونے پر اس منصوبہ پر کام شروع کر دیا جائیگا جبکہ موجودہ واٹر سپلائی سسٹم کو جو کہ 20 سال پرانا ہے کو بھی Rehabilitate/Improve کرنے کے لئے جلد منصوبہ بنایا جائیگا۔ منصوبہ ہائے کی تکمیل کے بعد گاؤں رتوچھ میں پانی کی کمی کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ پانی جو انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ یہاں پر رتوچھ گاؤں ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ اس گاؤں کو آٹھ گھنٹے پانی فراہم کیا جاتا ہے جو سراسر جھوٹ کی بنیاد کے اوپر ہے۔ یہاں پر انہوں نے کہا ہے کہ ایک ٹیوب ویل جس کی منظوری بھی ہو گئی ہے اور اس کو فنڈ بھی مہیا کر دیا گیا ہے۔ اگر ایک سکیم کے لئے فنڈ بھی مہیا کر دیا جائے اور اس کی منظوری بھی دے دی جائے تو اس کے باوجود ایک سال تک اس فنڈ کو استعمال نہیں کیا گیا میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا وہاں پر لوگوں کو پانی کی ضرورت نہیں ہے یا ان کو پانی دیا نہیں جانا چاہئے؟ وہاں پر پانی کا ایک قطرہ تک نہیں آ رہا اور ٹیوب ویل جس کی منظوری بھی ہوئی ہے، فنڈ بھی مہیا کر دیا گیا ہے، سکیم بھی منظور ہو گئی ہے لیکن ایک سال تک کسی نے اس پر توجہ نہیں دی۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ جن لوگوں نے ابھی تک اس پر عمل نہیں کیا، کیا وہ ان کو سزا دیں گے یا ان سے پوچھیں گے کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ رتوچھ گاؤں کی بہت بڑی

آبادی ہے جس کو مکمل طور پر پانی سے محروم کیا گیا ہے۔ میں وزیر صاحب سے اس کا جواب چاہوں گی۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ نے جو کہا ہے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ جس طرح آپ کو پتا ہے کہ پچھلے آٹھ سال میں تمام اداروں کا نظام تباہ کر دیا گیا تھا۔ ابھی محترمہ نے کہا ہے کہ احتساب ہونا چاہئے۔ بالکل ہونا چاہئے۔ ایک دفعہ مشرف کا احتساب کر لیں اس کے بعد نیچے بھی انشاء اللہ یہ تلوار چلے گی اور جنہوں نے ملک کو لوٹا ہے وہ نہیں بچ سکیں گے۔ میں محترمہ کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ 46 لاکھ کی یہ سکیم منظور ہوئی ہے لیکن ابھی تک اس کے لئے فنڈز مہیا نہیں کئے گئے۔ اس سال ہم فنڈز مہیا کر رہے ہیں۔ آگے بھی آپ سوال دیکھیں گے اور یقین جانیئے کہ اس محکمے کا کوئی وارث ہی نہیں تھا۔ اس محکمے کو لوٹا گیا ہے جس طرح ابھی رانا صاحب نے بتایا کہ کروڑوں، اربوں روپے لاہور میں گجرات سے لوگوں کو لا کر بورڈ دیئے گئے اسی طرح اس محکمے کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ آگے میرے سوال ہیں۔ میں نے جب پڑھے تو مجھے شرم آ رہی تھی لیکن اس وقت کے حکمرانوں کو شرم نہیں آئی۔ میں محترمہ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سال انشاء اللہ فنڈز مہیا کر کے اس سکیم کو شروع کر دیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر نہیں، ابھی ضمنی سوال چل رہے ہیں۔ آپ کی مہربانی وقت دیکھیں کتنا گزر چکا ہے۔ باقی سوالات ہیں۔ یہ درمیان میں رہ جائیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے اور میں یہ کہوں گی کہ پچھلے tenure میں پانچ سال جن ایم پی اے صاحبان نے اپنے فنڈز لگائے ہیں ان کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں بلا کر پوچھا جائے۔ اگر آپ سرکاری افسروں کو بلاتے ہیں تو ان سے بھی پوچھا جائے کہ آیا ان کے فنڈز کہاں خرچ ہوئے ہیں اور جو دختر چکوال کل تک کہلواتے تھے ان سے پوچھا جائے کہ آپ نے پانچ سال تک اپنے فنڈز سے چکوال کے لوگوں کو پانی مہیا نہیں کیا تو کیا کیا ہے؟ میرا خیال ہے اگر وہ male ہے تو اس کو بھی بلایا جائے، اگر وہ female ہیں تو ان کو بھی بلایا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! کافی جگہوں پر کھدائی ہو رہی ہے اور وہاں پر black colour کا پائپ لگایا جا رہا ہے۔ کیا یہ صحت کے لئے ٹھیک ہے اور کیا اس کی thickness ٹھیک ہے؟ اس بارے میں بھی وضاحت کریں اور جہاں جہاں واٹر سپلائی کے یہ پائپ ڈالے جا رہے ہیں وہاں پر نئی سڑکیں کھودی گئی ہیں اس طرح حکومت کا کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے کیا اسی گرانٹ میں سے سڑک کو اکھاڑنے کے بعد کوئی فنڈز مخصوص کئے گئے ہیں؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جب بھی کوئی محکمہ کام کرتا ہے کیونکہ آپ کو پتا ہے کہ ہمارے پاکستان میں عرصہ دراز سے محکموں کی آپس کی understanding نہیں ہے۔ ایک سڑک بنتی ہے اگلے دن واٹر سپلائی والے آ کر وہ سڑک توڑ دیتے ہیں، پھر بنتی ہے پھر سیوروالے آ جاتے ہیں، اس نظام کو جس طرح میں نے آپ کو بتایا ہے کہ اب ہم نے ایک تو یہ انتظام کیا ہے کہ کوئی بھی محکمہ کام کرنے سے پہلے سی اینڈ ڈبلیو سے این او سی ضرور لے گا دوسری بات یہ کہ جو محکمہ کسی جگہ کھدائی کرے گا اس کے لئے رقم وہ محکمہ پہلے ادا کرے گا اور اس کے بعد وہ وہاں پر کام کر سکے گا۔ جہاں تک انہوں نے پائپ کا کہا ہے کہ میں ان کو ensure کرتا ہوں کہ اس پائپ میں صحت کے لئے کسی قسم کا کوئی problem نہیں ہے۔ وہ ٹھیک پائپ ہے اس کی منظوری لی گئی ہے۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! It's a related question

جناب سپیکر: اگر آپ کو اس بات پر تسلی نہیں ہوئی تو آپ ان کو علیحدہ مل لیں۔ میرے خیال میں ان کا جواب کافی ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب کا ضمنی سوال ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ واٹر سپلائی سکیم کا پراجیکٹ محکمہ خود launch کرتا ہے یا اس کو CCPs کے ذریعے launch کیا جاتا ہے۔اس میں دو فیصد CCPs جمع کرواتی ہے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر! بعض سکیمیں لوکل CCPs کے ذریعے ہوتی ہیں اور بعض سکیموں کے لئے حکومت پنجاب رقم دیتی ہے اور اس کے ذریعے کروائی جاتی ہیں۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی:جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: ہمارے پاس پندرہ بیس منٹ ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ سارا ایجنڈا مکمل ہو اور سب کی بات سنی جائے۔مہربانی کریں کہ دو تین سے زیادہ ضمنی سوال نہ کریں۔میں آپ کا ممنون ہوں گا۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی:جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اس طرح کی ناقص سکیمیں ننکانہ صاحب میں بھی ہیں۔کیا حکومت پنجاب بھر کی تمام سکیموں کی details اکٹھا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ اس طرح کی سکیموں کے مسائل کو حل کیا جاسکے؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!صاف پانی مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔اس کے لئے بہت زیادہ فنڈز کی ضرورت ہے لیکن اس دفعہ ہم نے اس کے لئے کثیر رقم رکھی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہماری کوشش ہو گی کہ ہم مرحلہ وار پورے صوبے میں لوگوں کو صاف پانی مہیا کریں۔شکریہ

محترمہ قمر عامر چودھری:ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: اب ضمنی سوال نہیں ہو گا۔آپ خیال کریں۔اس کے لئے وقت ایک گھنٹہ ہے اور ابھی دیکھیں کہ کتنے سوال رہتے ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری:جناب سپیکر!میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر:آپ اپنی ضد سے باز نہیں آئیں۔جی،فرمائیں!

محترمہ قمر عامر چودھری:بہت شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ جز(ب)میں---

جناب سپیکر: یہ اوپر سے پڑھ کر بات نہ کریں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب والا! میں سوال پڑھ رہی ہوں۔
جناب سپیکر: جی، فرمائیں!
محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! اس میں user committee کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ user committee کن ممبران پر مشتمل ہے۔ کیا آپ ان کے نام بتا سکتے ہیں؟
جناب سپیکر: آپ پڑھے لکھے ہیں۔ آپ کو ماشاء اللہ خود پڑھ لینا چاہئے کہ ہر گاؤں کی علیحدہ علیحدہ user committee بنائی ہوئی ہے۔ یہ تو کوئی سوال نہیں ہے۔
محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! میں particular سکیم کا ذکر کر رہی ہوں۔
جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب! بتائیں۔
سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برق (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جو انہوں نے وہاں کے لوگوں کے نام پوچھے ہیں، محترمہ کو میں وہاں کا ایڈریس دے دیتا ہوں۔ وہاں سے جا کر یہ ان کے نام پتا کر لیں۔
جناب سپیکر: جی، اگلا سوال میاں نصیر احمد کا ہے۔
MEHR ISHTIAQ AHMAD: On his behalf Q. No.9
MS ARIFA KHALID PERVEZ: On his behalf Q. No.9
جناب سپیکر: چلیں! آپ دونوں ہی کر لیں۔
محترمہ عارفہ خالد پرویز: یہ سوال نمبر 9 ہے اور اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (میاں نصیر احمد کے ایماء پر معزز ممبر نے طبع شدہ سوال نمبر 9 دریافت کیا)

سوڈیوال کوارٹرز اور طیب کالونی ملتان روڈ لاہور پانی کی فراہمی
اور واسا کی جگہ پر قبضہ و دیگر تفصیلات

*9: میاں نصیر احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوڈیوال کوارٹرز اور طیب کالونی (مہاجر آباد) ملتان روڈ لاہور میں عوام کو پانی سپلائی کرنے کے لئے عرصہ دراز سے واسا کا ایک ٹیوب ویل (ٹینکی) موجود ہے؟

(ب) ایل ڈی اے واسا کی یہ جگہ کتنے رقبے پر مشتمل ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل ایل ڈی اے واسا کی جگہ پر ناجائز قابضین نے قبضہ کر لیا تھا؟

(د) کیا اب یہ جگہ قابضین سے واگزار کروالی گئی ہے؟

(ہ) اگر یہ جگہ واگزار کروا لی گئی ہے تو کیا اس جگہ پر حکومت بچوں اور خواتین کے لئے خوبصورت پارک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) سوڈیوال کوارٹرز میں واسا کا ایک ٹیوب ویل موجود ہے جو کہ پچھلے 14 سالوں سے سوڈیوال کوارٹرز اور طیب کالونی کو صاف پانی پینے کے لئے مہیا کر رہا ہے۔

(ب) ایل ڈی اے واسا کی جگہ کا رقبہ 22050.00 مربع فٹ (یعنی 5 کنال) ہے۔

(ج) ایل ڈی اے واسا کی جگہ پر فی الحال کوئی ناجائز قبضہ نہیں ہے۔

(د) کوئی ناجائز قبضہ نہیں ہے۔

(ہ) یہ جگہ متبادل ٹیوب ویل کے لئے مختص کی گئی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: اس میں جز (ہ) کا جو جواب آیا ہے کہ یہ جگہ متبادل ٹیوب ویل کے لئے مختص کی گئی ہے اس کے لئے میرا سوال ہے کہ پانچ کنال جگہ ہے تو کیا اس جگہ بچوں اور خواتین کے لئے خوبصورت پارک بنانے کا کوئی ارادہ ہے؟ کیا ٹیوب ویل بنانے کے بعد اتنی جگہ بچے گی اور حکومت کا ارادہ ہے کہ وہاں پر بچوں اور خواتین کے لئے ایک پارک بنا دیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

جناب سپیکر! محکمہ کا مؤقف یہ ہے کہ یہ جگہ واسا کی مستقبل کی ضروریات کے لئے مختص کی گئی ہے اس لئے یہاں پر پارک بنانا ممکن نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ جگہ جو مختص کی گئی ہے اس کا رقبہ پانچ کنال ہے۔ اگر اس میں ٹیوب ویل لگا بھی دیا جائے تب بھی اس میں اتنی جگہ بچ جاتی ہے کہ بچوں کے لئے پارک بآسانی بنایا جا سکتا ہے اور پارک کی ایسی صورت ہوتی ہے کہ اگر کل کو مزید ٹیوب ویل لگانے کے لئے جگہ چاہئے بھی ہو تو اسی پارک کو مزید استعمال کیا جا سکتا ہے۔ میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ وہ ٹیوب ویل بھی وہاں پر لگائیں اور وہاں پر پارک بھی بنائیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ سوال تو نہیں ہے بلکہ یہ تو تجویز ہے۔ یہ کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا اور ارادہ انہوں نے بتا دیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اسے تجویز ہی سمجھ لیں۔

مہر اشتیاق احمد: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہر صاحب!

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ آبادی بہت گنجان ہے اور وہاں پر لوگوں کے لئے کوئی ایسا پارک موجود نہیں ہے اور ٹیوب ویل تو دو مرلے کے اندر لگ سکتا ہے۔ وہاں پر پانچ کنال جگہ ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ وہاں پر پارک بنایا جانا چاہئے کیونکہ وہ مہاجر آباد بہت گنجان آباد علاقہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو محکمہ کا مؤقف ہے وہ تو میں نے عرض کر دیا ہے لیکن اس سلسلے میں غالباً یہ حلقہ مہر اشتیاق احمد صاحب کا ہو گا یا میاں نصیر احمد صاحب کا ہو گا جنہوں نے سوال raise کیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: یہ حلقہ رانا مشہود احمد خان صاحب کا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):
جناب سپیکر! معزز ممبران نے جو تجویز دی ہے تو اس سلسلے میں میری ان سے گزارش ہے کہ یہ حکومت کو تجویز دیں اور اگر یہ ممکن ہوا تو حکومت اس سلسلے میں کارروائی کرے گی۔

جناب سپیکر: مہر صاحب اور محترمہ آمنہ الفت صاحبہ آپ ان کے ساتھ علیحدہ بیٹھ کر میٹنگ کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ سے یہ گزارش کرنی ہے کہ صفحہ 17 پر میرا بڑا اہم سوال نمبر 421 ہے تو اسے out of turn لینے کی اجازت چاہوں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ out of turn کیسے آئے گا؟ ابھی ہم اس سے بہت پیچھے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ آپ کی discretion ہے اور آپ اس کو out of turn لے سکتے ہیں۔ اہم عوامی نوعیت کا مسئلہ ہے اور لاہور کے اندر پانی پینے کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: یہ ساری بات پینے کے پانی کی ہو رہی ہے۔ محترمہ! جب آپ کا نمبر آئے گا تو دیکھیں گے۔ اگلا سوال پیر ولائت شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال رانا محمد اقبال خان صاحب کا ہے۔ جی، رانا صاحب!

لاہور میں گزشتہ آٹھ سالوں میں ہولز کے ڈھکن نہ ہونے کی وجہ سے ہلاکتیں و دیگر تفصیلات

*50: **رانا محمد اقبال خان:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کی حدود میں گزشتہ آٹھ سالوں میں مین ہولز کے ڈھکنوں کے نہ ہونے کی وجہ سے کتنے افراد ہلاک و مضروب ہوئے، ان کے نام اور پتا جات کیا ہیں۔ اس ضمن میں مذکورہ بالا عرصہ میں کتنے مقدمات درج ہوئے اور ان کا فیصلہ کیا ہوا، کیا محکمہ ہذا یا کسی اور محکمہ کی

جانب سے مرحومین و مضروبین کے لواحقین کو کوئی معاوضہ دیا گیا، ان کے نام، پتا جات اور معاوضہ کی رقم کیا تھی؟

(ب) لاہور کی حدود میں اس وقت کتنے مین ہول (گٹر) ڈھکنوں کے بغیر ہیں اور کیا حکومت اس ضمن میں کوئی انقلابی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کیوں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) پچھلے آٹھ سالوں میں واسا لاہور میں صرف دو ایسے واقعات ہوئے ہیں جن کی تفصیل درج ہے:-

1- پہلا واقعہ نشتر ٹاؤن ڈویژن میں پیش آیا جس میں ایک اڑھائی سالہ بچے کی لاش مین ہول سے ملی تھی جو کہ گمشدگی کے چار دن بعد وارثان نے مین ہول سے نکالی تھی جو کہ پبلک ہیلتھ سٹور میں رہائش پذیر تھا، سٹور پبلک ہیلتھ کمپلیکس بلاک نمبر 2 سیکٹر سی-1 ٹاؤن شپ میں واقع ہے۔اس بچے کی فوتیدگی کی ایف آئی آر تھانہ گرین ٹاؤن میں وقوعہ ہونے کے تقریباً پانچ دن بعد والدین کی طرف سے درج کروائی گئی۔ والدین / وارثان کی طرف سے کیس کی پیروی نہیں کی گئی تھی کیونکہ بچے کی موت مشکوک تھی۔

2- دوسرا واقعہ مصری شاہ سب ڈویژن میں گوجر پورہ چائنہ سکیم میں مورخہ 4۔مارچ 2008 کو پیش آیا تھا۔ مکان نمبر 212 بلاک بی-1 گوجر پورہ کا رہائشی بچہ محمد احمد ولد طارق محمود گھر کے نزدیک مین ہول میں گر کر فوت ہو گیا۔ بچے کے والد مسمی طارق محمود ولد محمد صدیق نے اپنے بیان میں لکھا ہے کہ مورخہ 08-03-03 کو وہاں ڈھکن موجود تھا جو چوری ہو گیا تھا محکمہ نے بچے کے لواحقین کو مبلغ ایک لاکھ روپے معاوضہ ادا کیا تھا اس واقعہ کی ایف آئی آر بچے کے والد نے درج نہیں کروائی تھی۔

(ب) فیلڈ سٹاف کی رپورٹ کے مطابق تمام مین ہولز پر ڈھکنے موجود ہیں۔چونکہ ڈھکنے چوری ہونے کی واردات بھی ہوتی ہیں اور ہیوی ٹریفک کی وجہ سے بعض اوقات ڈھکنے ٹوٹ جاتے ہیں۔اس صورت میں اطلاع ملنے پر فوری طور پر ڈھکنے رکھ دیئے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ

لاہور میں دوسری ایجنسیوں کے مین ہول بھی موجود ہیں اور ہر مین ہول واسا کا مین ہول نہیں ہوتا۔

رانا محمد اقبال خان: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مین روڈ پر ڈھکنوں کا مسئلہ تھا اور میرا حلقہ شاہدرہ ہے جہاں کے مین ہولوں پر ڈھکن نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ کا مؤقف موصوف نے پڑھ لیا ہے اور میں نے بھی اسے پڑھ لیا ہے اور اگر موصوف یہ سمجھتے ہیں کہ جواب درست نہیں ہے تو آپ اس کی نشان دہی کریں اور پھر اسے verify کروا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ نے ان کی بات سنی نہیں۔ وہ فرما رہے ہیں کہ شاہدرہ میں کسی بھی مین ہول کا ڈھکن نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کا سوال بھی یہی تھا۔ ان کا سوال یہی ہے اور اب محکمہ کا مؤقف یہ ہے کہ انہوں نے جو آخری سروے کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس فیلڈ رپورٹ کے مطابق تمام مین ہولز پر ڈھکن موجود ہیں۔

پیر محمد اشرف رسول: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میں رانا اقبال صاحب کے حلقہ میں ہی رہتا ہوں اور وہاں میری رہائش ہے اور میں خود اس بات کا شاہد ہوں کہ وہاں پر مین ہولوں کے اوپر ڈھکن نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: وہاں پر ڈھکن نہیں ہیں؟

پیر محمد اشرف رسول: جی، جناب! ڈھکن نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کا جواب غلط آیا ہے اور آپ اس کا نوٹس لیں کیونکہ دو معزز ممبران نے اس بات کی تائید کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبران جو فرما رہے ہیں تو میں اس کی تردید نہیں کرتا اور نہ ہی میں کہتا ہوں کہ ان کا فرمانا درست نہیں ہے لیکن اب انہوں نے ایک سوال کیا تھا جس کا جواب محکمہ نے دے دیا ہے۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جواب درست نہیں ہے تو سیکرٹری ہاؤسنگ یہاں پر موجود ہیں۔ میں اس بات کو arrange کروا دیتا ہوں کہ دونوں معزز ممبران یا جن کا حلقہ ہے وہ ساتھ چلے جائیں اور آج ہی موقع پر جا کر اس بات کو confirm کر لیتے ہیں اور اگر اس میں واقعی یہ پایا گیا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر کوئی ڈھکن بھی موجود نہیں ہے تو پھر جو متعلقہ ذمہ داران ہوں گے، ان کے خلاف action لیا جائے گا اور اس بارے میں بھی کارروائی کی جائے گی کہ ڈیپارٹمنٹ نے ہاؤس میں جو غلط جواب دیا ہے۔ اب یہ دونوں مؤقف آمنے سامنے ہیں اور اس کا without spot verification کے اور تو کوئی حل نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! رانا اقبال صاحب کے سوال سے ہی متعلقہ ضمنی سوال ہے کہ جو مین ہول واسا بناتا ہے اس کی گہرائی تقریباً 10 سے 15 فٹ ہوتی ہے اور جب واسا کا ملازم اس کی صفائی کے لئے نیچے اترتا ہے تو آپ نے اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ وہاں پر کئی ملازم بھی مر گئے اور ایک بچے کی height دو یا تین فٹ ہو اور پانچ سال کی عمر ہو۔ اگر وہ اس میں گرتا ہے تو وہ بے چارہ expire ہی ہو جاتا ہے۔ نہ اس کے ماں باپ کو پتا چلتا ہے کہ بچہ گھر سے کھیلنے کے لئے گیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بڑا اہم سوال ہے اور اس کو آپ اس طرح آسانی سے نہ لیں۔ آپ اس محکمے کو باقاعدہ طور پر بلا کر پوچھیں کہ اس کا طریق کار کیا ہے کہ جس کی 15/20 deep فٹ تک ہے اور ایک سینیٹری ورکر جب اس کے اندر جاتا ہے تو وہاں جا کر وہ اس کی گیس کی وجہ سے مر جاتا ہے اور اگر بچہ وہاں پر گر جاتا ہے تو وہ مر جاتا ہے تو اس کے لئے حکومت کو proper اقدامات کرنے چاہئیں۔ جب ہمیں آپ فنڈز دیتے ہیں، PCC بنواتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ tough tile لگوا دیں لیکن مین ہول جو گلیوں اور بازاروں میں نظر آتا ہے یہ لاہور کے شہریوں کے لئے ایک بڑا اہم مسئلہ ہے اور اس مسئلے کو آگے لے کر چلنا ہے، یہاں تک کہ اس زد پر میری ایک آفس بیئرر بڑی سینئر رہنما لوکل باڈیز الیکشن کے دوران گٹر میں گر گئی تھی اور اخبارات میں آیا تھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پر آپ خصوصی توجہ دیں

اورلاہور کے ضلع ناظم کوپبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں بلایا جائے اور اس سے پوچھا جائے کہ آیا یہ کیا وجہ ہے کہ یہاں پر ایسے کام ہو رہے ہیں۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بڑا گھمبیر مسئلہ ہے اگر گورنمنٹ یا واسا گٹر کے ڈھکن پورے بھی کرتی ہے تو کچھ عرصہ بعد نشئی، چرسی اور چور اچکے گٹر کے ڈھکنے چوری کر کے انہیں سکریپ میں بیچ ڈالتے ہیں، یہ سلسلہ لگاتار چلتا جارہا ہے۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ایک دفعہ ڈھکن لگا دیئے جائیں بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ اس کو مستقل بنیادوں پر کیسے حل کیا جائے؟ جو گٹر کا ڈھکن آج لگ جائے گا پھر مہینہ ڈیڑھ مہینہ بعد کوئی چور، اچکا، نشئی یا چرسی بیچ کر کھا جائے گا۔ پھر یہی صورتحال ہوگی اور کوئی بچہ ڈوب کر مرے گا۔ جس طریقے سے Child Bureau Protection میں قانون بنایا گیا تھا کہ ایسے بچے جو بھیک مانگتے تھے ان کو پکڑ کر وہاں داخل کروایا جاتا تھا۔ اسی طرح علاقے میں نشئی، چرسی اور چور اچکے لوگوں کے لئے کوئی سخت قانون بنانے کی ضرورت ہے۔ میرا وزیر موصوف سے سوال ہے کہ وہ اس سلسلے میں اس کو مستقل بنیادوں پر حل کرنے کے لئے کیا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے ضمنی سوال کے حوالے سے جو تقریر فرمائی ہے اس کے points میں نے نوٹ کر لئے ہیں اور متعلقہ محکمے کو کہا جائے گا کہ ان points کا پوری طرح خیال رکھا جائے اور اس سلسلے میں کارکردگی کو بہتر بنائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

رانامحمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

رانامحمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ ایک بہت اہم سوال ہے اور میں واسا کا وائس چیئرمین بھی رہا ہوں۔ میں اس پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے گٹر اور مین ہولوں کے ڈھکن چوری ہوتے ہیں، یہ لگائے ضرور جاتے ہیں، ان کا لوہا بک جاتا ہے، نشئی وغیرہ چوری کر لیتے ہیں۔ یہاں مسئلے کا اصل حل یہ

ہے کہ اس کو proper design اور lockable design کیا جائے۔ وہ اس مضبوطی سے لگایا جائے کہ اس کو صرف واسا کا عملہ ہی کھول سکے، عام آدمی اس کو نہ کھول سکے۔ دوسرا حل اس کا یہ ہے کہ اس کو composite material سے بنایا جائے، اس کا لوہا بک نہ سکے، اس کے اوپر واسا کا نام لکھا ہو اور یہ بھی لکھا ہو کہ جو اس کو چوری کرے گا اس کو سزا ملے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف اس چیز کی گارنٹی دیں کہ وہ اس کو ڈیزائن کروا کر مستقل حل کریں گے کیونکہ یہ ہر شہر کا ہر روز کا مسئلہ ہے۔ اس کو آپ by proper design درست کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: اصل میں وزیر موصوف کو قادری صاحب نے گھیرا ہوا تھا شاید انہوں نے بات سنی نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے ان کی پوری بات سن لی ہے، رانا افضل خان صاحب نے بڑی valuable تجویز دی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس تجویز پر واقعی عمل ہونا چاہیے۔ میں اس سلسلہ میں ان کو ensure کرتا ہوں کہ محکمے کو کہا جائے گا کہ اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے اس انتہائی اہمیت کے حامل مسئلہ کو حل کیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں صوبے کے تمام چھوٹے بڑے شہر میں ان سب کو یہ ہدایت ہونی چاہیے جس طرح وہ کہہ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب سوالات کا وقت تو ختم ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 664 ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو ابھی بہت دور ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں! اس کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 605 کو بھی pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے آپ کی توسط سے ایک سوال پوچھنا تھا کہ کل یہ ہمارے علاقے میں گئے تھے جہاں flood آیا ہوا ہے، میں نے پوچھنا تھا کہ ہمارے علاقے کے لئے بھی کچھ کیا ہے یا نہیں کیا؟

جناب سپیکر: راجہ ریاض صاحب! وہ آپ سے متعلقہ کوئی بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے راجہ ریاض صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ کل آپ ہمارے flood affected areas میں گئے تھے، میں نے اس دن چیف منسٹر صاحب سے بھی request کی تھی کہ میرے حلقے کا جو علاقہ flood سے affected ہے وہاں پر relief operation نہیں ہو رہا ہے۔ میرا پورا حلقہ نہیں بلکہ اس کی ایک یونین کونسل جو "راجن پور" کے ساتھ لگتی ہے اور داجل شہر کے ساتھ لگتی ہے وہ علاقہ بھی flood سے ڈوبا ہوا ہے لیکن relief operation راجن پور اور تونسہ کے اندر تو بڑے اچھے طریقے سے ہو رہا ہے لیکن میری constituency میں flood relief operation کی کافی کمی دیکھنے میں آ رہی ہے۔ میں نے اس دن چیف منسٹر صاحب سے بھی گزارش کی تھی اور آپ سے میں پھر پوچھنا چاہوں گا کہ کل آپ وہاں گئے تھے آپ نے اس سلسلہ میں کوئی حکم صادر فرمایا ہے جو علاقہ پی پی۔245 کے اندر flood affected ہے، اس کے لئے بھی کوئی کام کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محمد محسن خان لغاری نے جس بات کی نشاندہی کی ہے میں اور وزیر اعلیٰ صاحب کل راجن پور گئے تھے اور وہاں پر ہم نے دیہات کے اندر جاکر لوگوں سے پوچھا کہ کیا آپ کو مکمل ریلیف مل رہا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہمیں مکمل طور پر آٹا، چینی، ڈاکٹر ہر چیز available ہے۔ جہاں تک ڈی جی خان کا تعلق ہے تو ان کا علاقہ ڈی جی خان میں آتا ہے وہاں پر D.C.O راجن پور اور D.P.O راجن پور اور ہمارے پنجاب کے ریلیف کے انچارج تھے ان کو چیف منسٹر صاحب نے کل خصوصی طور پر ہدایات دیں کہ آپ راجن پور کے ساتھ ڈی جی خان کو فوراً cover کریں کیونکہ جس طرح راجن پور میں تیزی سے کام ہو رہا ہے وہاں نہیں ہو رہا ہے۔ کل اس کی ہدایت دی گئی ہے اور انشاء اللہ لغاری صاحب کو ایک دو دن میں اس کا رزلٹ نظر آ جائے گا۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان) جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پی پی۔220 کے دیہات میں میٹھا پانی مہیا کرنے و دیگر صورتحال کی تفصیل

667: پیر ولایت شاہ کھگہ: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔220 میں واٹر سپلائی کی کتنی سکیمیں ہیں اور ان میں سے کتنی بند اور کتنی چالو حالت میں ہیں؟

(ب) حلقہ پی پی۔220 میں واٹر سپلائی سکیمیں جو بند ہیں ان کو کب تک چلانے کا ارادہ ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔220 میں زیادہ تر ایریا میں زیر زمین پانی کڑوا ہے، اگر یہ درست ہے تو کیا حکومت کڑوے پانی والے دیہات میں میٹھا پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ قصبہ نور شاہ میں منظور شدہ اکلوتی واٹر سپلائی سکیم اس وقت بند ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت اس سکیم کو کب تک چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و برقی قوت انچارج وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):

(الف) حلقہ پی پی۔220 میں محکمہ ہذا نے 9 عدد دیہی واٹر سپلائی سکیمیں مکمل کی ہیں ان میں سے 3 سکیمیں چل رہی ہیں اور 6 سکیمیں بند ہیں۔ (فہرست مع تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) جو سکیمیں بند ہیں ان کی بحالی کے لئے رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں حکومت پنجاب نے صوبہ بھر کے لئے 165 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے۔ پالیسی کے مطابق ہر وہ

کمیونٹی جو Operation & Maintenance کی مد میں 2 فیصد حصہ جمع کروائے وہ حکومت سے دیہی واٹر سپلائی سکیم بنوا سکتی ہے۔ لیکن حلقہ پی پی۔220 کی بند سکیموں کے لئے اہل دیہہ نے ابھی تک مطلوبہ 2 فیصد رقم جمع نہ کروائی ہے۔ حلقہ پی پی۔220 کی 6 عدد بند سکیموں کا تخمینہ بحالی لاگت 55.370 ملین روپے ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔220 میں زیادہ تر دیہات میں پانی کڑوا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ حکومت ان دیہات میں میٹھا پانی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس مقصد کے لئے حکومت پنجاب نے رواں مالی سال 2008 تا 2009 میں 2335 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے۔ اس مختص رقم سے ہر وہ کمیونٹی جو Maintenance & Operation کے لئے 2 فیصد حصہ جمع کروائے حکومت سے دیہی واٹر سپلائی سکیمیں بنوا سکتی ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ قصبہ نور شاہ کی سکیم اس وقت بند ہے اور یہ سکیم 1982-83 میں مکمل ہوئی اور مقامی سی بی او چلا رہی تھی۔ ٹیوب ویل کا کام کرنا چھوڑ جانا اور پائپوں کے پھٹنے سے سکیم بند ہو گئی۔ علاوہ ازیں مشینری اور پمپ ہاؤس بھی موقع پر موجود نہ ہیں اور ٹینکی بھی بوسیدہ حالت میں ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر سکیم 1992 سے بند ہے۔ حکومت اس طرح کی سکیمیں چلانے کے لئے پالیسی وضع کر رہی ہے اور عنقریب عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔

حلقہ پی پی۔225 میں واٹر سپلائی سکیموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

672: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔225 چیچہ وطنی میں واٹر سپلائی کی سکیمیں کتنی ہیں، ان میں کتنی بند اور کتنی چالو حالت میں ہیں؟

(ب) مذکورہ تحصیل میں جو واٹر سپلائی سکیمیں بند ہیں، ان کو کب تک چلانے کا ارادہ ہے؟

(ج) کیا حلقہ پی پی۔225 کے لوگوں کے لئے کوئی نئی واٹر سکیم دینے کا ارادہ ہے؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی انچارج وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):

(الف) حلقہ پی پی۔225 میں محکمہ ہذا نے 2 عدد دیہی واٹر سپلائی سکیمیں مکمل کی ہیں، یہ دونوں سکیمیں مالی سال 1964-65 میں مکمل ہوئی ہیں جن میں سے دیہی واٹر سپلائی سکیم 14/4 بجلی کے بلوں کی عدم ادائیگی اور ٹینکی کی مرمت کی وجہ سے مالی سال 2006 سے

بند حالت میں ہے۔جب کہ واٹر سپلائی سکیم 12/45 ٹیوب ویل کا کام کرنا چھوڑ جانا، بجلی کا کنکشن کٹ جانا وغیرہ وغیرہ کی وجہ سے مالی سال 1990 سے بند حالت میں ہے۔فہرست مع تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) جو سکیمیں بند ہیں ان کی بحالی کے لئے ترقیاتی پروگرام میں حکومت پنجاب نے صوبہ بھر کے لئے رواں مالی سال 09-2008 میں 165.00 ملین روپے کی رقم مختص ہے۔اس مختص رقم سے حلقہ پی پی۔225 کی دو عدد بند سکیموں کا تخمینہ بحالی لاگت 8.370 ملین روپے ہے۔

(ج) حکومت تمام دیہات میں میٹھا پانی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس مقصد کے لئے حکومت موجودہ مالی سال 09-2008 میں صوبہ بھر کے لئے 2335.00 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے۔حکومت اس طرح کی سکیمیں چلانے کے لئے پالیسی وضع کر رہی ہے اور عنقریب عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔

لاہور سبزہ زار بلاک ایچ ون میں بنیادی سہولیات کی فراہمی

*57: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سبزہ زار سکیم ملتان روڈ لاہور میں محکمہ ایل ڈی اے نے پلاٹ مالکان سے ترقیاتی اخراجات بشمول سوئی گیس، سیوریج، پانی اور بجلی وصول کر لئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سکیم میں جزوی طور پر سوئی گیس کی سپلائی کی گئی مگر ایچ ون میں تاحال بشمول سوئی گیس، سیوریج، پانی اور بجلی فراہم نہ کی گئی جس کے باعث وہاں کے رہائشیوں کو مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بلاک ایچ ون سے صرف 150 فٹ کے فاصلے سے مین سوئی گیس پائپ لائن گزر رہی ہے اور متذکرہ بلاک کو سوئی گیس سے محروم رکھا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بلاک ایچ ون کے مکینوں نے سال 1998 سے سوئی گیس کنکشن کے حصول کے لئے اپلائی کیا ہوا ہے، مگر تاحال سوئی گیس، سیوریج، پانی اور بجلی مہیا نہیں کی گئیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت سبزہ زار کے رہائشیوں کو سوئی گیس، سیوریج، پانی اور بجلی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب، اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی لاہور کی نظامت لینڈ ڈویلپمنٹ سبزہ زار ہاؤسنگ سکیم میں واقع بلاک ایچ ون کے رہائشی پلاٹوں کے مالکان سے مروجہ پالیسی نمبر DF/LDA/527 بتاریخ 7۔دسمبر 2004 کے تحت ترقیاتی اخراجات بحساب ایک لاکھ روپے فی کنال وصول کر رہی ہے جبکہ سوئی گیس کے اخراجات مبلغ 35 روپے فی مربع میٹر کے حساب سے وصول کر رہی ہے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے لیکن اس کی وجہ فی الحال ترقیاتی کاموں کا نہ ہونا ہے۔

(د) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ہ) ایل ڈی اے نے سبزہ زار بلاک ایچ ون میں ترقیاتی کام 03-05-08 سے شروع کروا دیئے ہیں جس میں سڑکوں کی تعمیر، واٹر سپلائی و سوئی گیس، سیوریج شامل ہیں اور انہیں تقریباً 6 ماہ میں مکمل کرنے کا تہیہ رکھتا ہے۔

حلقہ پی پی۔4 میں واٹر سپلائی سکیموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*674: راجہ شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔4 راولپنڈی میں واٹر سپلائی سکیمیں کتنی ہیں، ان میں سے کتنی بند اور کتنی چالو حالت میں ہیں؟

(ب) مذکورہ تحصیل میں جو واٹر سپلائی سکیمیں بند ہیں ان کو کب تک چلانے کا ارادہ ہے؟

(ج) کیا حلقہ پی پی۔4 کے لوگوں کے لئے کوئی نئی واٹر سکیم دینے کا ارادہ ہے؟

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی، انچارج وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (راجہ ریاض احمد):

(الف) حلقہ پی پی۔4 راولپنڈی میں کل واٹر سپلائی 38 سکیمیں ہیں ان میں سے 17 سکیمیں چالو حالت میں اور 21 سکیمیں بند پڑی ہیں (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(ب) تحصیل گجر خان میں واٹر سپلائی سکیموں کی دیکھ بھال ٹی ایم اے گجر خان ویوزر کیٹیاں کر رہی ہیں۔ تاہم حکومت کی پالیسی کے مطابق جوCBOs بحالی کے لئے تخمینہ لاگت کا 2فیصد پہلے جمع کروائیں اور آئندہ کے لئے سکیم چلانے کی ذمہ داری لیں اور اس کے علاوہ بجلی کے بقایاواجبات (بل وغیرہ) بھی ادا کریں توان سکیموں کی بحالی ہو سکتی ہے۔

(ج) گورنمنٹ نے سالانہ بجٹ 09-2008 میں بلاک ایلوکیشن کے تحت نئی واٹر سکیموں کے لئے 2335 ملین روپے مختص کئے ہیں۔ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق سکیمیں بنائی جائیں گی۔

لاہور جلو پارک، ماڈل ٹاؤن پارک، ریس کورس پارک میں صفائی کا معاملہ و دیگر تفصیل

*79: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ جلو پارک، ماڈل ٹاؤن پارک اور ریس کورس پارک میں صفائی کا انتظام نہیں ہے، جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اگر یہ درست ہے تو کوڑا کرکٹ کی صفائی کے لئے کیا انتظامات کئے جا رہے ہیں، ان پارکوں کے لئے کتنے ملازم رکھے ہوئے ہیں تفصیل بیان کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

ماڈل ٹاؤن پارک پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کے زیر انتظام وانصرام نہ ہے بلکہ اس کی نگرانی ماڈل ٹاؤن سوسائٹی لاہور کے ذمے ہے یہ کہنا کہ ریس کورس پارک میں صفائی کا انتظام نہ ہے درست نہ ہے یہ لاہور کا بہترین پارک ہے کسی جگہ بھی گندگی کا ڈھیر نہ ہے بلکہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ڈسٹ بن نصب ہیں اور متواتر صاف کئے جاتے ہیں۔ صفائی کے کام پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے جس پر تین شفٹوں میں کام ہوتا ہے اور 36 خاکروب مامور ہیں۔

لاہور۔2007میں یو سی۔43فتح گڑھ میں ناقص
واٹر سپلائی پائپ ڈالنے کا مسئلہ و دیگر تفصیل

*109: محترمہ ثمینہ نوید: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2007 میں محکمہ نے یو سی۔43 فتح گڑھ لاہور میں واٹر سپلائی فراہم کی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ واٹر سپلائی کے لئے ڈالے گئے پائپ ناقص اور گھٹیا مٹیریل سے تیار کئے گئے ہیں جو سکیم کی تکمیل سے قبل ہی خراب ہو گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ناقص واٹر سپلائی پر اہل علاقہ نے احتجاج کیا مگر کسی ذمہ دار نے توجہ نہ دی؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ ناقص واٹر سپلائی فراہم کرنے والے ٹھیکیدار اور ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟ نیز محکمہ اس واقعہ کی کسی دوسرے محکمہ کے غیر جانبدار افسران سے انکوائری کروائے اور انکوائری رپورٹ مکمل ہونے تک ٹھیکیدار کو ادائیگی نہ کرے، ورنہ اس قومی نقصان کے ذمہ دار محکمہ کے متعلقہ افسران ہونگے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ 2007 میں محکمہ واسا نے یو سی۔43 فتح گڑھ لاہور میں واٹر سپلائی کی لائنیں فراہم کی ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ واٹر سپلائی کے لئے ڈالے گئے پانی کے پائپ ناقص اور گھٹیا میٹریل سے تیار کردہ ہیں استعمال شدہ پانی کے پائپ ASBESTOS اور سیمنٹ سے تیار کردہ ہیں اور پاکستان میں واحد کمپنی DADEX یہ پائپ تیار اور فراہم کرتی ہے اور یہ پائپ پورے پاکستان میں استعمال ہو رہے ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔اہل علاقہ نے اس معاملہ میں کبھی احتجاج نہیں کیا اور نہ کبھی واسا ذمہ داران کو اس بارے میں مطلع کیا گیا ہے۔

(د) محکمہ واسالاہور نے نہ تو کوئی ناقص واٹر سپلائی فراہم کیا ہے اور نہ ہی متعلقہ ٹھیکیدار یا افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتا ہے مزید برآں اطلاع ہے کہ مہیا کردہ واٹر سپلائی کامیابی کے ساتھ زیر استعمال ہے اور اس سلسلہ میں کوئی شکایت نہ ہے۔

لاہور۔سب ڈویژن مغل پورہ واسا میں عرصہ دراز سے تعینات افسران اور اہلکاران کا مسئلہ

*110: محترمہ ثمینہ نوید: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سب ڈویژن مغل پورہ لاہور واسا میں افسران اور اہلکاران کی تعداد، نام، عہدہ اور سکیل بتایا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سب ڈویژن میں تعینات افسران عرصہ دراز سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں جس کی وجہ سے متعلقہ ڈویژن میں رشوت کا بول بالا ہے اور افسران و اہلکاران کے رویے بھی تبدیل ہو چکے ہیں؟

(ج) محکمہ کی ٹرانسفر پالیسی کیا ہے ایک افسر زیادہ سے زیادہ کتنی دیر تک ایک ہی جگہ پر تعینات رہ سکتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ کوئی ٹھوس ٹرانسفر پالیسی بنانے کو تیار ہے تاکہ محکمہ کے افسران واہل کاران عرصہ دراز سے ایک ہی جگہ تعیناتی سے اپنے قدم نہ جما پائیں اور رشوت میں مبتلا نہ ہو سکیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) لاہور سب ڈویژن مغل پورہ واسا میں تعینات افسران اور اہلکاران کی کل تعداد 203 ہے، جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں کیونکہ متعلقہ سب ڈویژن میں صرف ایک افسر ہے جو کہ بطور ایس ڈی او کام کر رہا ہے اور اس کی تعیناتی مورخہ 21-2-2006 کو کی گئی تھی اور اس کا عرصہ تعیناتی تین سال سے کم ہے۔

(ج) گورنمنٹ کی جاری کردہ ٹرانسفر پالیسی بموجب نمبری ایس او (کوآرڈ)1-13/79 مورخہ 16-3-1980 کے مطابق اور محکمہ کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے ملازمین کی تبدیلی/تعیناتی عمل میں لائی جاتی ہے۔مذکورہ پالیسی ہی پر یہ محکمہ عمل درآمد کرتا ہے اور اس کی کوئی الگ وضع شدہ پالیسی نہیں ہے۔

(د) جواب ندارد

ایل ڈی اے کے زیر اہتمام سکولوں میں اہلیت پر پورا اترنے والے سینئر اساتذہ کی تعیناتی کا مسئلہ

*181: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے کے زیر انتظام لاہور میں دو سکول علامہ اقبال ٹاؤن اور جوہر ٹاؤن میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 22۔اپریل 2008 کو جوہر ٹاؤن برانچ کے لئے ہیڈ مسٹریس اور ہیڈ ماسٹر کی اسامی کے لئے اخباری اشتہار دیا گیا ہے جس کے لئے مطلوبہ اہلیت ایم۔اے،ایم۔ایس۔سی اور پانچ سالہ تجربہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل۔ڈی۔اے کے علامہ اقبال ٹاؤن والے سکول میں اس اہلیت اور تجربہ کے اساتذہ موجود ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ کو براہ راست بھرتی کا اشتہار دینے کا کیا جواز ہے، کیا اس عمل سے سینئر اساتذہ کی حق تلفی نہیں ہوئی؟

(ہ) کیا محکمہ براہ راست بھرتی کی بجائے سینئر اساتذہ کو ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے کے زیر انتظام لاہور میں دو سکول علامہ اقبال ٹاؤن اور جوہر ٹاؤن میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) درست ہے کہ مورخہ 22۔اپریل 2008 کو جوہر ٹاؤن سکول میں ایک مرد اور ایک خاتون برائے پرنسپل کی اسامی کے لئے اخباری اشتہار دیا گیا ہے اشتہار کی کاپی ایوان کی میز

پر رکھ دی گئی ہے۔جس کے لئے مطلوبہ اہلیت ایم اے، ایم ایس سی فرسٹ ڈویژن، بی ایڈ فرسٹ ڈویژن اور کسی اچھی شہرت کے حامل ادارے میں کام کرنے کا پانچ سالہ انتظامی تجربہ ہو۔

(ج) ایل ڈی اے کے علامہ اقبال ٹاؤن سکول میں کام کرنے والے اساتذہ میں سے اس اہلیت اور تجربہ کے حامل کسی فرد نے مطلوبہ اسامی کے لئے درخواست دائر نہ کی جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ یہ اسامیاں کنٹریکٹ کی بنیاد پر تین سال کے لئے ہیں جبکہ علامہ اقبال ٹاؤن سکول کے اساتذہ مستقل بنیاد پر ملازمت کر رہے ہیں اور وہ مستقل ملازمت چھوڑ کر عارضی ملازمت کے لئے تیار نہ ہوں تاہم اس ضمن میں ان پر اس اسامی کے لئے درخواست دینے پر کوئی پابندی عائد نہ کی گئی تھی۔

(د) جز(ج) کے جواب کی روشنی میں علامہ اقبال ٹاؤن سکول میں کام کرنے والے اساتذہ کی کوئی حق تلفی نہ ہوئی ہے۔

(ہ) ترقی مستقل اسامی خالی ہونے کی بنیاد پر کی جاتی ہے جیسے ہی مستقل اسامی خالی ہو گی سینیارٹی اور قواعد وضوابط کی بنیاد پر ترقی دی جائے گی۔یہاں پر اس بات کی وضاحت بھی کی جاتی ہے کہ گورنمنٹ آف دی پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ (سکولز ونگ) نوٹیفکیشن نمبر SO(S-III)2-16/2007 مورخہ 05-03-2008 ایل۔ڈی۔اے سکول علامہ اقبال ٹاؤن میں حقدار اساتذہ کا سکیل نمبر 17 کر دیا گیا ہے۔

لاہور۔پنڈی سٹاپ سے گرین ٹاؤن تک سڑک کی تعمیر نو کا مسئلہ

*246: ملک جہانزیب وارن: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنڈی سٹاپ سے گرین ٹاؤن لاہور تک سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کی تعمیر نو کیلئے تیار ہے، تو کب تک؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) جی، ہاں۔یہ درست ہے۔

(ب) جی، ہاں۔مالی سال 2008-09 میں متعلقہ سڑک کی تعمیر کی جائے گی۔

لاہور۔ٹاؤن شپ میں سوک سنٹراور سبزی منڈی کے رقبہ پر خانہ بدوشوں کاقبضہ ودیگر تفصیل

*247: **ملک جہانزیب وارن:** کیاوزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ٹیلی فون ایکسچینج ٹاؤن شپ سے رحمت علی میموریل ہسپتال ٹاؤن شپ لاہور کی شمالی سمت کاایریاسوک سنٹرکیلئے مختص کیاگیا؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ اس میں کچھ ایریاسبزی منڈی کیلئے مختص کیاگیاتھا؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیایہ بھی درست ہے کہ اس ایریاپر خانہ بدوشوں نے قبضہ کررکھاہے،اگرایساہے توقابضین کی فہرست ایوان میں پیش کی جائے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقبہ کو کچی آبادی ڈیکلئیر کیاگیاہے،اگرایساہے تو ماسٹر پلاننگ میں تبدیلی کس کے حکم سے عمل میں لائی گئی ہے؟

(ہ) اگر جز(د)کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت اس ایریاکوناجائزقابضین سے خالی کروانے اور ماسٹرپلان کے مطابق اس جگہ کواستعمال کرنے کے لئے تیارہے،اگرہاں توکب تک،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور،انچارج وزیرہاؤسنگ وشہری ترقی(راناثناءاللہ خان):

(الف) اس حدتک درست ہے کہ قائداعظم ٹاؤن(ٹاؤن شپ) میں ٹیلی فون ایکسچینج سے رحمت علی میموریل ہسپتال تک ایریا محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے سوک سنٹر کے لئے مخصوص کیاتھاجوکہ بدستور موجودہے۔کاپی سکیم پلان تتمہ(الف)ایوان کی میزپررکھ دیا گیاہےاورمذکورہ رقبہ برنگ سرخ ظاہرکردیاگیاہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ قائداعظم ٹاؤن(ٹاؤن شپ)میں قائم شدہ سوک سنٹر محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے سبزی وفروٹ منڈی کے لئے مختص کیاہواہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ علاقہ سوک سنٹر قائداعظم ٹاؤن(ٹاؤن شپ)میں کچھ ایریاپر محکمہ ایل ڈی اے کے چارج لینے سے پہلے محکمہ ہاؤسنگ اینڈفزیکل پلاننگ نے سبزی وفروٹ منڈی کے لئے مختص شدہ پلاٹ پر خانہ بدوشوں نے قبضہ کررکھاہے۔

(د) متذکرہ جگہ پر ضیا کالونی کے نام سے ایک کچی آبادی (بعد از 1985) ڈائریکٹر جنرل کچی آبادیز پنجاب نے نوٹیفکیشن نمبری DG (KAUI)10-01/2007-179 مورخہ 27-10-2007 کے تحت ڈکلیئر کی لیکن بعد ازاں بذریعہ چٹھی نمبری DG(KAUI)10-5/-07-679 مورخہ 05-12-2007 کے تحت ڈائریکٹر جنرل کچی آبادیز پنجاب نے آرڈر/ڈکلیئر معطل کر دیا۔کاپی تتمہ (ب) و(ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) جز(د) میں ذکر کیا گیا ہے کہ علاقہ سوک سنٹر میں قائداعظم ٹاؤن (ٹاؤن شپ) کے ماسٹر پلان/سکیم پلان میں ایل ڈی اے نے کوئی تبدیلی نہ کی ہے اور مذکورہ رقبہ ماسٹر پلان/سکیم کے مطابق سوک سنٹر میں فروٹ و سبزی منڈی کے لئے مختص ہے۔

مذکورہ رقبہ کے بارے میں محکمہ ایل ڈی اے نے محکمہ بورڈ آف ریونیو، حکومت پنجاب کو بذریعہ چٹھی نمبری LDA/DEM(QAT)/2623 مورخہ 19-05-2008 تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے میں واضع کیا ہے کہ ڈائریکٹوریٹ جنرل کچی آبادی پنجاب اور اربن امپر وومنٹ حکومت پنجاب کی جاری کردہ چٹھی مورخہ 17۔11۔2007 تتمہ (ح) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اس کے مطابق محکمہ بورڈ آف ریونیو نے 27-10-2007 کو مذکورہ رقبہ کی محکمہ کچی آبادی کو منتقل کرنے کی منظوری دی اور محکمہ کچی آبادی نے اس ایریا (ضیا کالونی) اور دیگر کچی آبادیوں کا نوٹیفکیشن مورخہ 27۔10۔2007 کو ہی جاری کیا۔ بعد ازاں مذکورہ نوٹیفکیشن مورخہ 17-11-2007 جاری کردہ چٹھی کے مطابق محکمہ کچی آبادی پنجاب نے معطل کر دیا نیز یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ اس رقبہ پر کی گئی تعمیر سوک سنٹر قائداعظم ٹاؤن کی خوبصورتی میں حائل ہو رہی ہے۔یہ رقبہ ایل ڈی اے کا ریگولر کمرشل پلاٹ ہے جو کہ سبزی و فروٹ منڈی کے لئے مختص ہے۔

مزید کارروائی سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو کی جانب سے مذکورہ رقبہ کے بارے میں حتمی جواب موصول ہونے پر عمل میں لائی جائے گی۔

لاہور، یو سی۔37 میں علی پارک، محمود پارک اور نیو کرول میں سیوریج کا مسئلہ

*257: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یو سی۔37 لاہور میں علی پارک، محمود پارک اور نیو کرول کی گلیوں کا سیوریج اکثر بند رہتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان گلیوں میں پائپ سیوریج پانی کے حساب سے چھوٹا ہے جس کی وجہ سے گلیوں میں سیوریج اکثر بند رہتا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ گلیوں میں سیوریج کا بڑا پائپ ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) علی پارک، محمود پارک اور نیو کرول کی گلیوں کا سیور تسلی بخش طور پر کام کر رہا ہے جب بھی سیوریج بند ہونے کی شکایت ہو تو اسے مشینری کی مدد سے فوراً ٹھیک کر دیا جاتا ہے۔

(ب) ان گلیوں میں سیوریج گھریلو استعمال کے حساب سے ڈالا گیا تھا لیکن رہائشی علاقہ میں سٹیل ملز لگنے کی وجہ سے پانی کی مقدار غیر معمولی طور پر زیادہ ہو گئی ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات سیوریج اوور فلو ہو جاتا ہے۔

(ج) حکومت مذکورہ گلیوں میں سیوریج کا بڑا پائپ ڈالنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ اگر رہائشی علاقہ سے سٹیل انڈسٹری کو ختم کر دیا جائے تو گھریلو استعمال کے لئے موجودہ سیوریج کا سائز کافی ہے مزید عرض ہے کہ واسا انجینئرنگ برانچ بند روڈ محمود بوٹی روڈ پر "72 سائز کا بڑا سیوریج ڈالنے کا منصوبہ رکھتی ہے اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد مذکورہ آبادی کے سیوریج کو اضافی سہولت میسر ہو گی۔ اس علاقے کا سیوریج کا مسئلہ مستقل بنیاد پر حل ہو جائے گا۔

لاہور شہر کے گندے نالوں پر قبضہ و صفائی کا مسئلہ

*263: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں گندے نالوں پر قبضہ گروپوں نے پختہ مکان بنا رکھے ہیں؟

(ب) لاہور شہر میں کتنے گندے نالے ہیں، ان کی تعداد، لمبائی اور چوڑائی بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پی پی۔144 سے گزرنے والے نالہ سکھ نہر کی پہلے سے چوڑائی کم ہو گئی ہے جس کی وجہ سے بارش کا پانی نالے سے باہر آ کر گھروں اور سڑکوں پر کھڑا ہو جاتا ہے۔

(د) کیا حکومت ان نالوں کو چوڑا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر کے نالوں کی صفائی کافی عرصہ سے نہیں ہوئی، جس کی وجہ سے نالوں میں گند جمع ہو جاتا ہے، کیا حکومت لاہور شہر کے گندے نالوں کی صفائی کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہیں ہے جب بھی کوئی شکایت ملتی ہے تو قانون کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) لاہور شہر میں بڑے نالوں کی تعداد گیارہ ہے جن میں دوسرے چھوٹے چھوٹے نالے شامل ہوتے ہیں اور نالوں کی کل لمبائی 212 کلومیٹر ہے ان نالوں کی چوڑائی مختلف مقامات پر مختلف ہوتی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ سکھ نہر نالہ کی چوڑائی کم ہو گئی ہے بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ آبادی کے بڑھنے سے گندے پانی کی مقدار میں اضافہ ہوا ہے اور واپڈا کالونی تا محمود بوٹی ڈسپوزل تک نالے کی پختہ دیواریں نہ ہونے کی وجہ سے بعض اوقات بارشی پانی کناروں سے باہر آ جاتا ہے۔

(د) محکمہ واسا کا نالوں کو چوڑا کرنے کا کوئی منصوبہ نہ ہے کیونکہ دونوں طرف آبادی ہونے سے سکھ نہر کی مزید چوڑائی ممکن نہیں ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے بلکہ ہر نالے کی صفائی پروگرام کے مطابق ہوتی رہتی ہے اور حال ہی میں نالوں کی صفائی کے لئے محکمہ نے کریش پروگرام کے تحت نالوں کی صفائی شروع کی ہوئی ہے جس کو مختلف ٹیمیں اور عوامی نمائندے گاہے بگاہے چیک کرتے رہتے ہیں۔

لاہور۔مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک میں سیوریج کا مسئلہ

*284: رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلی نمبر 1 (پہلی پلی، رانا بلڈنگ میٹریل سٹور) مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور میں پانچ سال قبل سیوریج کے پائپ ڈالے گئے تھے جو آج تک صفائی نہ ہونے کی وجہ سے گند اور مٹی سے بھرے پڑے ہیں اور آئے روز بند رہتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گلی نمبر 1 اور ملحقہ گلیوں کو اس کی وجہ سے ایک عرصہ سے سیوریج کی آمیزش والا سرکاری پانی پینے کو مل رہا ہے جس کی وجہ سے علاقے کے مکین بیمار ہو رہے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گلی نمبر 1 میں ڈالے گئے سیوریج کی صفائی کے ساتھ پینے کے سرکاری پانی میں سیوریج کی آمیزش کے نقص کو دور کرنے کو تیار ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ واسا نے عرصہ پانچ سال قبل گلی نمبر 1 مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ میں سیوریج کے پائپ بچھائے تھے یہ درست نہ ہے کہ ان کی آج تک صفائی نہ ہوئی ہے اور یہ مٹی اور گارے سے بھرے ہوئے ہیں کیونکہ واسا لاہور کا عملہ ان کی بار بار صفائی کرتا رہتا ہے جس کی وجہ سے پانی کا بہاؤ درست حالت میں چل رہا ہے۔مزید اس سیوریج کی صفائی واسا کے عملہ نے مورخہ 12-06-08 کو شکایت نمبر 66 کے تحت دوبارہ کر دی ہے جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھی دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے واسا اپنے صارفین کو صاف پانی مہیا کر رہا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے واسا نے سیوراور پانی کے پائپوں کی صفائی کر دی ہے جس کی وجہ سے پانی کا بہاؤ بھی درست ہے اور پینے کا پانی بھی صاف مہیا ہو رہا ہے۔مدینہ کالونی گلی نمبر 1 سے لئے گئے پانی کے نمونہ جات کی ٹیسٹ رپورٹ جس کے مطابق صارفین کو صاف پانی مہیا کیا جارہا ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور کھاڑک گلی نمبر 3 میں سیوریج کے نئے پائپ ڈالنے کا مسئلہ

*285: رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان : کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلی نمبر 1 (پہلی پلی، رانا بلڈنگ میٹریل سٹور) اور گلی نمبر 2 (دوسری پلی پولیس چوکی جناح فاؤنڈیشن سکول) مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور میں حکومت نے گندے پانی کی نکاسی کے لئے سیوریج اور پینے کے سرکاری پانی کے پائپ بچھا دیئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ درج بالا دونوں گلیوں کو ملانے والی چھوٹی گلی نمبر 3 (سلامت دودھ والا) جس کی چوڑائی بھی گلی نمبر 2 کے برابر ہے، میں گندے پانی کی نکاسی کے لئے سیوریج اور پینے کے سرکاری پانی کے پائپ نہیں ڈالے گئے ہیں، جس کی وجہ اس گلی کے مکین سخت مشکلات سے دوچار ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گلی نمبر 3 (سلامت دودھ والا) میں بھی گندے پانی کی نکاسی کے لئے سیوریج اور پینے کے سرکاری پانی کے پائپ ڈالنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں! گلی نمبر 1 پہلی پلی رانا بلڈنگ مٹیریل سٹور میں سیوریج اور پانی کے پائپ بچھا دیئے ہیں اور گلی نمبر 2 (دوسری پلی پولیس چوکی جناح فاؤنڈیشن سکول) مدینہ کالونی گرڈ سٹیشن روڈ کھاڑک لاہور میں صرف پانی کا پائپ بچھایا ہے اور سیوریج نہیں بچھایا ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ گلی نمبر 3 (سلامت دودھ والا) میں ابھی تک سیوریج اور پانی کے پائپ نہیں ڈالے گئے۔

(ج) جی ہاں! سیوریج بچھانے کی سکیم جس کا تخمینہ 38.65 ملین ہے حکومت پنجاب سے منظوری ہو گئی جس کے تحت ڈبن پورہ میں مین سیور بچھانے کا کام تیزی سے جاری ہے۔ جیسے ہی مین سیور کا کام پایا تکمیل کو پہنچے گا گلیوں میں بعد میں سیوریج کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ جس کے تحت گلی نمبر 3 میں بھی سیوریج ڈالا جائے گا، ڈبن پورہ کے لئے نئے ٹیوب ویل کی تنصیب اور پانی کے پائپ بچھانے کی منظوری حکومت پنجاب سے لے لی گئی ہے جس کا تخمینہ 24-68 ملین ہے۔ موجودہ مالی سال 09-2008 میں فنڈز ملتے ہی اس پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

سرگودھا۔لوانکم ہاؤسنگ سکیم سے متعلقہ تفصیلات

*355: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا میں لوانکم ہاؤسنگ سکیم تیار کی گئی تھی، اگر ہاں تو کب اور اس کے لئے کتنی اراضی حاصل کی گئی تھی اور پلاٹوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ سکیم میں تمام پلاٹ الاٹ کر دیئے گئے ہیں، اگر ہاں تو الاٹیوں کے نام اور پتا جات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ سرگودھا میں لوانکم ہاؤسنگ سکیم نمبر 1 400 ایکڑ پر 1976 میں شروع کی گئی جو 1985 میں مکمل ہوئی۔ پلاٹوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

رہائشی پلاٹ

1-ایک کنال	67
2-دس مرلہ	830
3-سات مرلہ	84
4-چھ مرلہ	1153
5-پانچ مرلہ	918
6-تین مرلہ	2306
ٹوٹل	5358

کمرشل پلاٹ

1-ایک مرلہ مارکیٹ بلاک زیڈ	155
2-ایک مرلہ کمرشل سنٹر بلاک ایکس	238
3-فلیٹ سائٹ	84
4-محلہ شاپ	93
5-دس مرلہ کمرشل کم ریذیڈنیشل	77
ٹوٹل	647

(ب) مذکورہ سکیم میں درج ذیل پلاٹ الاٹ / نیلام کئے جاچکے ہیں۔

ٹوٹل الاٹمنٹ بقایا

	ٹوٹل	الاٹمنٹ	بقایا
(1) کنال رہائشی	67	67	-
(2) دس مرلہ "	830	817	13
(3) سات مرلہ "	84	84	-
(4) چھ مرلہ "	1153	1144	-
(5) پانچ مرلہ "	918	915	3
(6) تین مرلہ "	2306	2246	60
(7) ایک مرلہ کمرشل بلاک زیڈ	155	155	-
(8) فلیٹ سائٹ بلاک زیڈ	84	27	57
(9) ایک مرلہ کمرشل سنٹر بلاک ایکس	238	113	125
(10) محلہ شاپ	93	53	40
(11) دس مرلہ کمرشل کم ریذیڈنیشل	77	70	7

الاٹیوں کے نام وپتاجات کی فہرست ایوان کی میز رکھ دی گئی ہے۔

مزید برآں ایک اور لوانکم ہاؤسنگ سکیم (ایریاڈویلپمنٹ سکیم نمبر2) 172ایکڑ پر تیار کی جارہی ہے جو مالی سال 09-2008 میں مکمل ہو جائے گی۔اس سکیم کے پلاٹوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔اس سکیم میں فی الحال کوئی پلاٹ الاٹ یا نیلام نہیں کیا گیا۔

رہائشی

1-ایک کنال	112
2- 10مرلہ	231
3- 7مرلہ	264
4- 5مرلہ	1543
ٹوٹل	2150

کمرشل / کمرشل کم ریذیڈنیشل

1- 10مرلہ کمرشل، کم ریذیڈنیشل	25
2- 7مرلہ کمرشل، کم ریذیڈنیشل	09
3- 5مرلہ کمرشل، کم ریذیڈنیشل	58
4-محلہ شاپ	84
5-کمرشل سنٹر	01
ٹوٹل	177

لاہور۔ جلال پارک اور محمود پارک کے رہائشیوں کے لئے پینے کے پانی کا مسئلہ

*356: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلال پارک محمود روڈ شرقی بالمقابل سہراب فیکٹری شاہدرہ لاہور کے رہائشیوں کی درخواست پر محکمہ واسا لاہور نے 1998 میں جناب محتسب اعلیٰ پنجاب کی عدالت میں یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ جلال پارک اور محمود پارک کی گلیوں میں پینے کا پانی مہیا کیا جائے گا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ پارکوں میں پینے کا پانی مہیا کر دیا گیا ہے، اگر ہاں تو کب، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور محتسب اعلیٰ کے حکم پر عمل نہ کرنے والے کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ واسا نے صوبائی محتسب اعلیٰ کے دفتر میں مذکورہ آبادیوں میں سیور لگانے کا وعدہ کیا تھا جب کہ بعد ازاں ان آبادیوں میں پانی کے پائپ لگانے کا تخمینہ سال 2001-02 کے اے ڈی پی میں شامل کیا گیا لیکن فنڈ کی منظوری اسی سال وصول نہ

ہوئی اور کام شروع نہ کیا جا سکا بعد ازاں 2004 میں اہل علاقہ نے صوبائی محتسب اعلیٰ کے پاس Implementation Petition دائر کی جس پر معزز دفتر نے کام کی فوری تکمیل اور اجراء کا حکم جاری فرمایا جس کی تعمیل میں اسی سال یعنی 2004 میں ان علاقوں میں پانی کی لائنیں لگا دی گئیں۔

(ب) اس وقت جلال پارک اور محمد علی پارک کی آبادیوں میں واسا کا پانی موجود ہے اور وہاں سے پانی کا بل وصول کیا جا رہا ہے۔

لاہور۔لاجپت روڈ گلی نمبر 2 شاہدرہ کے مین ہولز کے ڈھکنوں کا مسئلہ

*379: محترمہ سکینہ شاہین خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلی نمبر 2 لاجپت روڈ شاہدرہ، لاہور کے مین ہول کے ڈھکن ایک عرصہ سے غائب ہیں اور ان کھلے مین ہولوں کی وجہ سے علاقہ کے کچھ لوگوں کی ٹانگیں ٹوٹ گئی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا کو بارہا شکایت کرنے کے باوجود مین ہولوں کے ڈھکن نہیں لگائے گئے، اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت محکمہ کے ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔گلی نمبر 2 لاجپت روڈ میں کوئی ڈھکن غائب نہیں ہے اور نہ ہی کھلے مین ہولوں کی وجہ سے کوئی زخمی ہوا جب کبھی واسا کا عملہ پٹرولنگ کے دوران دیکھے کہ مین ہول کا ڈھکن ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے تو وہاں فوری طور پر نیا ڈھکن لگا دیا جاتا ہے۔

(ب) واسا کے متعلقہ دفاتر میں اس ضمن میں کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی اور نہ ہی تھانہ متعلقہ کے ریکارڈ میں کسی کے زخمی ہونے کی کوئی رپورٹ ماضی میں ریکارڈ کی گئی، آج مورخہ 24-06-08 کو دوبارہ سروے کیا گیا اور گلی نمبر 2 لاجپت روڈ میں کوئی ڈھکن غائب نہ پایا گیا۔

لاہور۔سیوریج اور عوام کو صاف پانی فراہم کرنے کے لئے اقدامات کی تفصیل

*421: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں کتنے ایسے محلے یا یونین کونسلز ہیں جن میں پینے کے پانی کے پائپ ناکارہ ہو چکے ہیں یا اپنی میعاد پوری کر چکے ہیں اور ان کو ابھی تک تبدیل نہیں کیا گیا اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) لاہور شہر میں متعلقہ انتظامیہ لوگوں کو صاف پانی فراہم کرنے کیلئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے اور اس کے لئے 2008-09 کے بجٹ میں کتنے فنڈز رکھے جا رہے ہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) لاہور کی مختلف یونین کونسلز میں تقریباً سات سو کلو میٹر لائنیں ایسی تھیں جو یا تو ناکارہ ہو چکی تھیں یا اپنی میعاد پوری کر چکی تھیں ان میں اکثر لائنیں گیسٹر وپیکج کے تحت تبدیل کی جا چکی ہیں۔کیونکہ اے سی پائپ کی مارکیٹ میں کمی تھی اس وجہ سے کچھ لائنیں بروقت تبدیل نہ ہو سکیں اور محکمہ ہذا کو تقریباً ایک صد پچاس ملین روپے سرنڈر کرنا پڑے۔

(ب) لاہور میں لوگوں کو صاف پانی مہیا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں:-

1- پانی میں ہائپو کلورائیٹ محلول ملایا جا رہا ہے۔

2- اکثر و بیشتر واٹر سپلائی کی وہ لائنیں جو پرانی یا ناکارہ ہو چکی تھیں تبدیل کر دی گئی ہیں جو تھوڑی بہت رہ گئی ہیں ان کا تخمینہ جات لگایا جا رہا ہے۔

3- پائپ لائنوں کو گاہے بگاہے صاف کیا جا رہا ہے۔

4- رات کو پائپ لائنوں میں مثبت دباؤ رکھا جاتا ہے سال 2007-08 میں جو لائنیں تبدیل نہیں ہو سکیں، ان کے لئے موجودہ مالی سال 2008-09 میں گیسٹر وپیکج کے تحت 500 ملین کے فنڈز رکھے جا رہے ہیں تاکہ ان کو بھی تبدیل کیا جا سکے۔

5- 69 عدد پرانے ٹیوب ویلز جن کی میعاد تقریباً ختم ہو چکی ہے ان کو موجودہ مالی سال 09-2008 میں تبدیل کیا جا رہا ہے- جس کے لئے 412.309 ملین روپے کے فنڈز رکھے گئے ہیں- تاکہ لوگوں کو وافر مقدار میں صاف پانی مہیا کیا جا سکے-

6- اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے واسا کو 674.390 ملین روپے مہیا کئے ہیں جن سے لوڈ شیڈنگ کے دوران پانی کی ترسیل برقرار رکھنے کے لئے جنریٹر خرید کر ٹیوب ویلوں پر نصب کئے جائیں گے-

گوجرانوالہ شہر میں واسا کی طرف سے کئے گئے ترقیاتی کاموں کی تفصیلات

*422: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ شہر 09-2008 میں سیوریج کے نظام کیلئے کتنے فنڈز رکھے جا رہے ہیں؟

(ب) گوجرانوالہ شہر میں پینے کے پانی کیلئے نئے پائپ کب بچھائے جا رہے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) گوجرانوالہ شہر میں اب تک کتنی آبادیوں / علاقوں کو واسا نے پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کیلئے اقدامات اٹھائے ہیں، انکے نام فراہم کئے جائیں؟

(د) 2002 سے اب تک گوجرانوالہ شہر میں واسا نے جو ترقیاتی کام کئے انکی سال وائز تفصیل فراہم کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) مالی سال 09-2008 میں سیوریج کے نظام کے لئے 150.00 ملین فنڈز مختص کئے گئے ہیں جس سے کھیالی شاہ پور، قلعہ دیدار سنگھ، اروپ اور نندی پور ٹاؤنز کے موجودہ سیوریج، ڈسپوزل سٹیشن کی بحالی و توسیع (اپ گریڈیشن) شامل ہے-

(ب) واسا گوجرانوالہ مالی سال 08-2007 اور 09-2008 میں پینے کے پانی کے لئے 193.885 ملین روپے کی لاگت سے 21 عدد نئے ٹیوب ویل اور تقریباً 130 کلو میٹر واٹر سپلائی کی پائپ لائنیں بچھائی جا رہی ہیں-

(ج) واسا نے اب تک مندرجہ بالا سکیم کے تحت واٹر سپلائی کی لائنیں مدینہ کالونی، جناح روڈ، بیکو پور، علی آباد، عثمان کالونی، چک جگنہ، گلزار کالونی، نوشہرہ سانسی، مدینہ کالونی، کھیالی، شاہین آباد، سمن آباد، دھلے، راجکوٹ، زاہد کالونی، رسول پورہ، عطامحمد روڈ، طارق آباد، قاسم ٹاؤن، سلیم کالونی، فرید ٹاؤن، چمن شاہ، بلال پورہ، عرفات کالونی، فقیر پورہ، عثمان پارک، علی پارک، سیالوی ٹاؤن، میاں سانسی، مومن آباد، مختار کالونی، گرجاکھ، افضل پورہ، کلر آبادی، حمید پورہ میں بچھائی جارہی ہیں۔واسا کو اس سے پہلے کوئی فنڈز مہیا نہ کئے گئے ہیں۔

(د) واسا نے 2002 سے اب تک جو ترقیاتی کام کروائے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

راولپنڈی میں سرکاری ہاؤسنگ سکیموں کی تعداد و دیگر تفصیل

*478: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پچھلے پانچ سالوں میں راولپنڈی میں کل کتنی سرکاری طور پر ہاؤسنگ سکیمیں بنائی گئیں اور کہاں کہاں؟

(ب) لوئی بھیر ہاؤسنگ سکیم کا منصوبہ آج تک کیوں شروع نہیں کیا گیا اور اس میں تاخیر کی کیا وجہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) کوئی نہیں۔

(ب) سال 1991 میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے رکھ لوئی بھیر کی 200 ایکڑ زمین آر ڈی اے کو الاٹ کرنے کی منظوری دی تھی مگر الاٹمنٹ سے پہلے ہی مختلف ہاؤسنگ سوسائٹیوں نے اس زمین پر تجاوز کر کے قبضہ کر لیا۔بعد ازاں سال 1998 میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے رکھ لوئی بھیر کی کل 1087 ایکڑ زمین آر ڈی اے کو منتقل کرنے کی ہدایات جاری کیں۔مگر بوجوہ یہ زمین بھی آر ڈی اے کو ٹرانسفر نہ ہو سکی اور مزید یہ کہ اردگرد کی مختلف ہاؤسنگ سکیموں نے مزید تجاوز کر لیا۔سال 2003 میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے آر ڈی اے کو رکھ لوئی بھیر میں محکمہ جنگلات کے اعتراض کی وجہ سے زمین الاٹ کرنے کی منظوری نہ دی۔

راولپنڈی میں واسا کی طرف سے نئی
پائپ لائنیں بچھانے کا مسئلہ

*483: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی میں واسا اس وقت پانی کی نئی پائپ لائنیں بچھانے کے سلسلے میں کس کس علاقہ میں سڑک پر کام کر رہا ہے؟

(ب) مذکورہ منصوبے کب تک مکمل ہو جائیں گے؟

(ج) راولپنڈی میں آر ڈی اے اس وقت کون سے منصوبوں پر کام کر رہی ہے اور آئندہ سالوں کے لئے مزید کون سے منصوبہ جات بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) راولپنڈی واسا میں، PMU، راولپنڈی انوائر نمنٹل امپرومنٹ پراجیکٹ (REIP) کے تحت مندرجہ ذیل علاقوں میں نئی پائپ لائنیں بچھانے کا کام کر رہا ہے۔

	تاریخ کام تکمیل
1۔ بھابرا بازار/ صرافہ بازار/ اردو بازار	05-12-2008
2۔ جامعہ مسجد روڈ (سرکلر روڈ سے غزنوی روڈ)	16-10-2008
3۔ غزنوی روڈ (فوارہ چوک سے گنج منڈی چوک	"
4۔ کشمیر روڈ	"
5۔ کمرشل مارکیٹ سیٹلائیٹ ٹاؤن	"
6۔ 4th اور 5TH روڈ سیٹلائیٹ ٹاؤن	"
7۔ مری روڈ (اصغر مال روڈ سے بھابرا بازار)	25-09-2009
8۔ غزنوی روڈ (چونگی نمبر 4 سے ہملٹن روڈ)	"
9۔ غزنوی روڈ (راجہ بازار، ہملٹن روڈ سے فوارہ چوک)	"
10۔ سیدپور روڈ (صدیقی چوک سے واٹر ورکس)	"
11۔ گنج منڈی روڈ برتج کراسنگ	"
12۔ اصغر مال روڈ سے سٹی چوک	"
13۔ سرکلر روڈ (سٹی چوک سے مری روڈ)	"

(ب) مندرجہ بالا پائپ لائنوں کی بچھائی کا کام ہر ایک کے سامنے دی گئی تاریخ تک مکمل کر لیا جائے گا۔

(ج) پنجاب گورنمنٹ آر ڈی اے کے مندرجہ ذیل منصوبہ جات سال ADP،2008-09 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کئے ہیں۔جن پر آر ڈی اے کام کر رہا ہے۔

1-نالہ لئی ایکسپریس وے

2-راولپنڈی رنگ روڈ-II(سٹی بلیوارڈ)

3-راولپنڈی ڈویلپمنٹ اینڈ سٹریٹیجک پلان

4-لنک روڈ ہائی کورٹ تا اسلام آباد ہائی وے۔

5- UTS سسٹم مری روڈ راولپنڈی

آر ڈی اے کے اپنے فنڈ سے مندرجہ ذیل منصوبہ جات زیر تجویز ہیں

1-آر ڈی اے ہاؤسنگ سکیم (آر ڈی اے وسٹا)

2-آر ڈی اے پارکنگ پلازہ فوارہ چوک راولپنڈی

3-آر ڈی اے بزنس ہائٹس شیر پاؤ سکیم کمیٹی چوک راولپنڈی

مرکزی حکومت کی جانب سے ملنے والی گرانٹ سے مندرجہ ذیل منصوبہ جات پر بھی آر ڈی اے کام کر رہا ہے۔

1- تعمیر و توسیع اسلام آباد ہائی وے (جناح پارک تا فلائنگ کلب موڑ) راولپنڈی

آئندہ کے لئے مندرجہ ذیل منصوبہ جات زیر تجویز ہیں۔

1- تعمیر و توسیع اسلام آباد ہائی وے (جناح پارک تا فلائنگ کلب روڈ) راولپنڈی

2- تعمیر و توسیع سڑک جناح پارک تا آرمی ہاؤس راولپنڈی

3- ایلیویٹڈ ایکسپریس وے مری روڈ راولپنڈی

آئندہ کے لئے مندرجہ ذیل منصوبہ جات زیر تجویز ہیں۔

1-تعمیر راول روڈ-11 (مسلم ٹاؤن تا مری روڈ) راولپنڈی

2-تعمیر و توسیع ڈھوک کھبہ روڈ (حمید خان روڈ) راولپنڈی

3-تعمیر و توسیع مریڑ چوک راولپنڈی

لاہور۔ایچ بلاک گلبرگ III میں سیوریج پائپ ڈالنے کے مسائل

*687: محترمہ آمنہ الفت: کیاوزیرہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایچ بلاک گلبرگ III میں سیوریج کا پائپ ڈالا جارہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیوریج کا پائپ ڈالنے کے لئے جو کھدائی کی گئی ہے،اس سے متعدد گھروں کے واٹر سپلائی پائپ ٹوٹ گئے ہیں اور لوگ پینے کے پانی کے لئے بھی پریشان ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نیا سیوریج پائپ ڈالنے سے پہلے ہی پرانا سیوریج سسٹم بند کر دیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کھدائی کے بعد اس جگہ کو بھرا نہیں گیا جس کی وجہ سے وہاں گارا اور کیچڑ موجود ہے اور بہت سی گاڑیاں اس میں گرتی ہیں اور بچے بھی زخمی ہوئے ہیں؟

(ہ) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی مثبت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک،اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون وپارلیمانی امور،انچارج وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ایچ بلاک گلبرگ تھری میں سیوریج پائپ ڈال دیا گیا ہے۔

(ب) دوران کام جو سیور کنکشن یا واٹر کنکشن ٹوٹے تھے بروقت مرمت اور منسلک کر دیئے گئے۔

(ج) درست نہیں ہے۔پرانا سیوریج ابھی تک چالو حالت میں ہے اسے بند نہیں کیا گیا اور نیا سسٹم بھی چلادیا گیا ہے۔

(د) درست نہ ہے۔کام مکمل ہونے کے بعد مناسب بھرائی کے بعد پتھر ڈال دیا گیا ہے اور ہموار کر دیا گیا ہے۔

(ہ) واسا نے سیوریج پائپ ڈالنے کے بعد کھدائی بھر کے پتھر ڈال کر اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے اس لئے مزید کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے مزید برآں سڑک کو کشادہ کرنے کے لئے محکمہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی زیر نگرانی کام جاری ہے۔

لاہور۔واسا میں کنکشن لگانے کے لئے مختلف شرح سے ڈیمانڈ نوٹس جاری کرنے کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*691: جناب رمضان صدیق بھٹی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واسا لاہور نئے کنکشن لگانے کے لئے مختلف شرح سے ڈیمانڈ نوٹس جاری کرتا ہے، رقبے کے لحاظ سے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا لاہور اب بھی بغیر میٹر کے کنکشن لگاتا ہے، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا لاہور اپنے صارفین سے 1997 سے پہلے کے صارفین سے کم شرح سے بل وصول کرتا ہے اور 1997 کے بعد کے صارفین سے زائد بل وصول کرتا ہے، اگر ہاں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

(د) کیا حکومت تمام صارفین کے ساتھ اس کے رقبے کے مطابق بل وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اس پر عملدرآمد ہو جائے گا۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) واسا لاہور نئے کنکشن کے لئے واسا کی مرتب کردہ پالیسی کے مطابق گھریلو / خیراتی، تعمیراتی اور کمرشل نوعیت کے کنکشنوں کے لئے مختلف شرح سے میٹر سائز اور کنکشن سائز کے مطابق ڈیمانڈ نوٹس جاری کرتا ہے۔ رقبہ کے لحاظ سے صرف تعمیراتی کنکشن میں تعمیراتی چارجز وصول کئے جاتے ہیں۔ پالیسی حسب ذیل ہے:-

1-گھریلو / خیراتی کنکشن

کنکشن سائز / میٹر سائز	1/4"	3/8"	1/2"	3/4"	1"	2"
سکیورٹی	50	50	50	50	50	50`
فیس پانی	300	600	1200	1500	3600	7200
قیمت میٹر	1032	1500	1032	3012	4500	8032
سیور فیس	400	400	400	400	400	400
ایڈوانس	300	300	300	300	300	300
ٹوٹل	2082	2850	2982	5762	88520	15982

2-کمرشل کنکشن

کنکشن سائز/ میٹر سائز	1/4"	3/8"	1/2"	3/4"	1"	2"
سیکورٹی	50	50	50	50	50	50`
فیس پانی	300	600	1200	1500	3600	7200
قیمت میٹر	1032	1500	1032	3012	4500	8032
سیور فیس	500	500	500	500	500	500
ایڈوانس	300	300	300	300	300	300
ٹوٹل	2182	2950	3082	5362	89520	16082

3- کاروبار کی نوعیت کے لحاظ سے سیوریج فیس مختلف شرح سے حسب ذیل وصول کی جاتی ہے:-

نوعیت کاروبار	سیوریج فیس
i) جنرل سٹور، کلاتھ شاپ، درزی، سبزی اور گوشت کا کاروبار، پٹرول پمپ بغیر سروس سٹیشن، چھوٹے پرائیویٹ سکول، دفتر ڈاکٹر کلینک ڈسپنسری اور لیبارٹری کے ساتھ، پرنٹنگ پریس، کپڑا رنگائی شاپ، سویٹ شاپ، بڑے سکول ایک سو طالب علم سے زیادہ، چرغہ ہاؤس وغیرہ	500روپے
ii) ریسٹورنٹ، پلاسٹک انڈسٹری، شوز انڈسٹری، صابن کی انڈسٹری	7500روپے
iii) شاپنگ پلازہ، شاپنگ مارکیٹ وغیرہ	9000روپے
iv) سیمنٹ پائپ فیکٹری، گھی ملز، ڈیری، ہوٹل بی کلاس، سٹیل مل، کیمیکل اینڈ ربڑ فیکٹری وغیرہ	12000روپے
v) کارپٹ واشنگ اڈا، ڈائینگ فیکٹری، پٹرول پمپ سروس سٹیشن کے ساتھ اے کلاس ہوٹل، آئس فیکٹری، گھی ملز، پرائیویٹ ہسپتال، بیوریج انڈسٹری	15000روپے

4- تعمیراتی کنکشن:

تعمیراتی گھریلو/خیراتی کنکشن کے ڈیمانڈ نوٹس میں سیوریج کنکشن فیس مبلغ/400 روپے وصول کی جاتی ہے جب کہ کمرشل تعمیراتی کنکشن کے ڈیمانڈ نوٹس میں سیوریج فیس کاروباری نوعیت کے لحاظ سے وصول کی جاتی ہے اور تمام تعمیراتی ڈیمانڈ نوٹس میں ایڈوانس تعمیراتی چارجز کی شرح حسب ذیل ہے:-

رقبہ بلحاظ مرلہ	تعمیراتی عرصہ برائے ایک منزل	تعمیراتی ایڈوانس بحساب 30000گیلن ماہانہ
3مرلے تک	2مہینے	3158روپے
3.1سے5مرلے تک	3مہینے	4737روپے
5.1سے10مرلے تک	6مہینے	9475روپے

10.1 سے 20 مرلے تک	9 مہینے	14212 روپے
20.1 سے 40 مرلے تک	12 مہینے	18955 روپے
40.1 اور زائد	16 مہینے	25272 روپے

(ب) تمام نئے کنکشن مورخہ 01-07-1997 سے بطور میٹرڈ پاس ہوتے ہیں۔ کوئی کنکشن مورخہ 01-07-1997 سے بغیر میٹرڈ پاس ہوا ہے اور نہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ البتہ میٹر دستیاب نہ ہونے کی صورت میں میٹر نہیں لگایا جاتا اور بل محکمہ کی پالیسی کے تحت اوسط تخمینہ / پلاٹ سائز اور کاروباری نوعیت کے مطابق جاری کیا جاتا ہے۔

(ج) اصل صورتحال یہ ہے کہ مورخہ 30-06-1997 سے پہلے گھریلو اور خیراتی کنکشن بغیر میٹرڈ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی سالانہ تشخیص کے مطابق پاس ہوتے تھے اور تشخیص شدہ ایسمنٹ (ARV) کے مطابق بل جاری کئے جاتے ہیں۔ اگر کسی کی ایسمنٹ کم ہے تو کم بل جارہا ہے۔ اگر ایسمنٹ زیادہ ہے تو بل بھی زیادہ جاری ہوتا ہے جبکہ کوئی کنکشن مورخہ 01-07-97 سے (ARV) ایسمنٹ پر پاس ہوا ہے نہ کیا جا سکتا ہے البتہ میٹر کی عدم دستیابی پر اوسط استعمال تخمینہ اور پلاٹ سائز کے مطابق جاری کیا جاتا ہے۔

(د) تمام بغیر میٹرڈ کنکشنوں کو میٹر میں تبدیل کرنے کی پالیسی پر کام جاری ہے اس سلسلہ میں 10 مرلے اور اس سے زائد رقبہ کی حامل پراپرٹیوں کے کنکشنوں کو میٹر میں تبدیل کیا جا چکا ہے۔ البتہ میٹر نہ ہونے کی صورت میں کاروباری نوعیت اور اوسط استعمال تخمینہ / پلاٹ سائز کے مطابق بل جاری کیا جاتا ہے اور بقایا بغیر میٹرڈ کنکشنوں کو میٹرڈ میں تبدیل کرنے کے سلسلہ میں کام جاری ہے۔

لاہور شہر میں پی ایچ اے کی تحویل میں پارکوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*730: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شہر کی حدود میں پی ایچ اے کی تحویل میں کتنے چھوٹے، بڑے پارک ہیں ان پارکوں کا رقبہ اور کہاں واقع ہیں؟

(ب) سال 2005 سے آج تک ان پارکوں کی دیکھ بھال کے لئے کتنی رقم سال وار خرچ ہوئی ہے؟

(ج) ان پارکوں کی دیکھ-بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) جن پارکوں میں انٹری فیس وصول کی جاتی ہے ان کے نام اور جگہ کی تفصیل نیز ہر ایک کی انٹری فیس کتنی ہے؟

(ہ) جن میں انٹری فیس وصول کی جاتی ہے کیا ان کی انٹری فیس کا ٹھیکہ دیا گیا ہے یا محکمہ خود انٹری فیس وصول کرتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، انچارج وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) لاہور شہر کی حدود میں پی ایچ اے کی تحویل میں بڑی پارکوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

جیلانی پارک جیل روڈ	88ایکڑ
گلشن اقبال پارک علامہ اقبال ٹاؤن	67ایکڑ
نیشنل بینک پارک گلبرگ	13ایکڑ
لبرٹی پارک گلبرگ	40ایکڑ
ناصر باغ شاہراہ قائداعظم	13ایکڑ
مینار پاکستان سرکولر روڈ	57ایکڑ

(ب) سال 2005 سے آج تک ان پارکوں کی دیکھ بھال کے لئے جو رقم خرچ ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

2005-2006	58663000روپے
2006-2007	63183000روپے
2007-2008	69124000روپے
ٹوٹل	190970000روپے

(ج) ان تمام مندرجہ بالا پارکوں کی دیکھ بھال کے لئے 4600 ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(د) جن پارکوں میں انٹری فیس وصول کی جاتی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

جیلانی پارک جیل روڈ	2 روپے فی کس
گلشن اقبال علامہ اقبال ٹاؤن	2 روپے فی کس
نیشنل بنک پارک گلبرگ	2 روپے فی کس

(ہ) پی ایچ اے کی تحویل میں موجود جن پارکوں میں انٹری فیس وصول کی جاتی ہے۔ان کا باقاعدہ سالانہ ٹھیکہ کیا جاتا ہے۔اس ٹھیکے کی مدت پوری ہونے تک متعلقہ ٹھیکیدار انٹری فیس وصول کرتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔اس سے پہلے کہ تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں۔ میں معزز اراکین کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر E-83 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جاچکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جاسکتی ہیں کیونکہ امن عامہ پر بحث کے لئے آج کا دن یعنی 13۔اگست کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے۔لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ ان کے نمبر میں بولنا چاہتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر 351 محترمہ زوبیہ رباب ملک کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 352 محترمہ زوبیہ رباب ملک کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 354 محترمہ زوبیہ رباب ملک کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 357 محترمہ زوبیہ رباب ملک کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 388 چودھری عامر سلطان چیمہ اور ڈاکٹر سامیہ امجد کی ہے، 400 شیخ علاؤالدین کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 405 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 415 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 421 چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 422 بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 428 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 436 الحاج محمد الیاس چنیوٹی اور شوکت محمود بسرا کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 440 جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب محمد محسن خان لغاری کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 442 محمد اعجاز شفیع، جناب شفیع محمد کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 443 میاں طارق محمود، جناب شفیع محمد کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 444 چودھری عبداللہ یوسف، چودھری خالد اصغر گھرال کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 445 سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 447 سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 448 حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، چودھری عبداللہ یوسف، میاں طارق محمود کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 462 سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ آمنہ جہانگیر، ڈاکٹر سامیہ امجد کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 464 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 465 جناب علی حیدر نور خان نیازی کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 471 لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ شبیر اعوان کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 477 جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 479 سردار خالد سلیم بھٹی کی ہے۔ یہ تمام تحاریک

التوائے لاء اینڈ آرڈ سے متعلقہ ہے تو لاء اینڈ آرڈر پر آج جنرل بحث ہو گی اس لئے میں آپ کا اور اس معزز ایوان کا بھی وقت بچانا چاہتا ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری عرض ہے کہ جتنے صاحبان کے آپ نے نام پڑھے ہیں تو کیا ان سب کو لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنے کا موقع دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جتنا بھی ہو سکا اتنا زیادہ موقع دیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: تو پھر جن کی باری آ گئی وہ ٹھیک ہے اور جن کی نہ آ سکی تو ان کی بھی تحاریک رہیں گی یا ختم کر دی جائیں گی؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ وہ automatic جدھر جانی ہیں وہ تو اُدھر جائیں گی۔ آپ کو پتا ہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): امن و امان کی صورتحال پر بحث کے لئے آپ نے اس کے لئے آج کا پورا ٹائم رکھا ہے اور اگر کوئی معزز ممبر بات کرنا چاہے اور اسے آج وقت نہ ملے تو ہم اسے ایک دن اور بڑھانے کے لئے بھی تیار ہیں۔ سب دوستوں کی بات سنیں گے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کی تھی کہ اہمیت عامہ رکھنے والے مسئلہ کو خصوصی طور پر ایوان میں پیش کرنے کے لئے rules کو suspend کرنے کی اجازت دی جائے۔ مسئلہ کھادوں سے متعلقہ ہے جس سے 75 فیصد کاشتکار، مزدوروں اور کھیت مزدوروں کی زندگی کی ڈور بندھی ہوئی ہے۔ آج کھادوں کی بلیک مارکیٹنگ، ذخیرہ اندوزی پر میں نے یہ تحریک التوا کار پیش کی ہے۔ اہمیت عامہ کا مسئلہ اس سے زیادہ اور کوئی ہو نہیں سکتا ہے۔ کسانوں کو کھاد ملتی نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

کھاد کی ذخیرہ اندوزی، بلیک میں فروخت
اور عدم دستیابی کی وجہ سے کسانوں کو مشکلات کا سامنا

میاں محمد رفیق: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے rules کو suspend کر کے خصوصی طور پر میری اس تحریک التوائے کار کو پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 28۔ جولائی 2008 روزنامہ "جنگ" کی ایک خبر کے مطابق شکر گڑھ میں کھاد ذخیرہ کرنے اور بلیک میں بیچنے والے ڈیلروں کے خلاف کریک ڈاؤن، بیشتر ڈیلر گرفتار۔ اس خبر کے شائع ہوتے ہی صوبہ بھر کے کھاد ڈیلروں نے کھاد چھپا لی اور کھاد کی مصنوعی قلت پیدا کر کے بلیک میں فروخت کرنا شروع کر دی ہے۔ کھادوں کی ذخیرہ اندوزی، عدم دستیابی اور بلیک میں فروخت سے متعلق مورخہ 29۔ جولائی 2008 کو چوہدری فتح محمد صاحب صدر پاکستان کسان کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف سے ایک فیکس مجھے موصول ہوئی ہے۔ کھادوں کی ذخیرہ اندوزی، عدم دستیابی اور بلیک میں فروخت کرنے کی وجہ سے نہ صرف فصلوں پر برا اثر پڑ رہا ہے بلکہ کسان بیچارہ مہنگے داموں کھاد خریدنے پر مجبور ہے۔ نیز کھادوں کے نرخ سرکاری طور پر مقرر نہ ہونے کی وجہ سے کھاد ڈیلر اپنے مرضی کے ریٹ پر فروخت کرتے ہیں۔ کھادوں کے سرکاری نرخوں کا اخبارات اور مقامی اضلاع میں اعلان نہ ہونے، کھاد ڈیلروں کی کھاد ذخیرہ کرنے اور بلیک میں فروخت کرنے کی وجہ سے صوبہ بھر کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں محمد رفیق صاحب نے جس مسئلے کی جانب توجہ دلائی ہے اس کے important ہونے اور اہمیت کا حامل ہونے میں تو کوئی شک نہیں ہے۔ اس کی کاپی ابھی مجھے ملی ہے تو آپ اسے pending فرما لیں تاکہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے اس کا ایک مفصل جواب آ جائے اور اس کے بعد پھر اس پر بات ہو سکے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار 15۔اگست تک pending کی جاتی ہے۔

میاں محمد رفیق: میں آپ سے اتفاق کر لیتا ہوں۔ صرف ایک verb pero ہے کہ "عراق سے تریاق آتے آتے بڑھیا مر جائے گی"۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ یقین رکھیں۔ اب انہوں نے بات کر دی ہے تو آپ کو اس بات سے مطمئن ہونا چاہئے۔ میرے خیال میں 15 تاریخ تک ہم نے اسے pending کر دیا ہے اور اس وقت تک اس کا جواب آ جائے گا۔ شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میاں صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے وہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ بے شک اسے pending کیا گیا ہے، ٹھیک ہے لیکن اس پر فوری ایکشن لیا جائے کیونکہ آپ بھی زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ کھاد پورے ٹائم پر دینی چاہئے۔ آج کل ہر فصل کو کپاس کو، گنے کو، مونجی کو ہر چیز کو اس کی ضرورت ہے اور اس کو لیٹ نہیں کرنا چاہئے۔ وزیر قانون جو کہ یہاں تشریف فرما ہیں، وہ فوراً اس پر ایکشن لیں اور اس کو یقینی بنائیں کہ زمینداروں اور کسانوں کو کھاد پورے نرخوں پر دستیاب ہو۔ یہ میری آپ سے گزارش ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ کل میں نے ایک سوال وزیر قانون کے گوش گزار کیا تھا اور مجھے پتا چلا ہے کہ وہ اس کا جواب بھی دینا چاہ رہے ہیں۔ میرا گلاب دیوی ہسپتال کے حوالے سے سوال تھا۔

جناب سپیکر: وہ ان کی آمد تک pending کیا تھا Food minister صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں۔ وہ آپ کو جواب دے رہے ہیں۔ انہوں نے جواب لے کر آنا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: اچھا جی۔ ٹھیک ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی لیکن وہ شامل نہیں ہے۔ حالانکہ میں نے وہ دس دن پہلے کی دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کس میں شامل نہیں ہے؟

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! جو لسٹ آپ نے ابھی announce کی ہے اس میں شامل نہیں ہے۔ کھاد سے متعلق ہی میری تحریک التوائے کار تھی چونکہ انتظامیہ کھاد ڈیلروں سے ملی ہوئی ہے لہذا اس پر فوری ایکشن لینا چاہئے۔ زمیندار بیچارے مر رہے ہیں اور جلوس نکال رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ان کو کہہ دیا ہے، بھائی اب آپ دو دن کا انتظار کریں تو ان سے جواب بھی لیں گے۔ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ممبران کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس میں دو دن انتظار والی کوئی بات نہیں ہے۔ جب انہوں نے یہ تحریک table کر دی ہے تو ابھی جب اس کے جواب کے لئے متعلقہ آفیسران اور ڈیپارٹمنٹ سے کہا جائے گا تو اس پر ایکشن ابھی سے شروع ہو جائے گا اور انشاءاللہ تعالیٰ پرسوں تک آپ کو اس بارے میں تفصیل سے آگاہ کر دیں گے۔

جناب سپیکر: شاباش۔ جی، وزیر صحت!

گلاب دیوی ہسپتال سے متعلق ایک سوال کا جواب

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے ان کے آنے سے پیشتر بھی جواب دینے کی کوشش کی تھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ وہ آئیں گی تو جواب دیں۔ آپ نے گلاب دیوی ہسپتال کے بارے میں پوچھا تھا کہ جہاں پر ایک مریضہ ممتاز بیگم داخل ہے تو ان کے بارے میں، میں نے ایم۔ ایس سے بات کی ہے اور ابھی مجھے صبح جو رپورٹ ان کی آئی ہے تو وہ وہیں پر داخل ہے اور ان کی investigations ہو رہی ہیں اور ان کا آپریشن کروا دیا جائے گا اور اس کے ساتھ آپ نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر میں ذکر کیا کہ زکوٰۃ فارم دیا گیا تھا لیکن اس پر عمل نہیں ہوا تو اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ وہ فارم نامکمل تھا لیکن اس کے باوجود ہم نے ہدایات

جاری کر دی ہیں اور ان کا فری آپریشن کر دیا جائے گا۔اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ وہاں پر جنریٹر خراب ہیں اور وہاں پر پانی کی فراہمی کا بھی مسئلہ تھا تو میں نے اس سلسلے میں بھی بات کی ہے اور جنریٹر ٹھیک ہو چکا ہے چونکہ 200 کے وی کا جنریٹر تھا اور عام وہاں پر لگ نہیں سکتا تھا وہ ٹھیک ہو چکا ہے اور لفٹ بحال ہو چکی ہے۔اس کے علاوہ اگر کوئی بات ہے تو پلیز آپ وہ کر دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وہاں پر لفٹ بھی خراب ہے، اس کا بھی ذکر کیا تھا۔ میں وزیر موصوف صاحب کی ممنون بھی ہوں کہ انہوں نے فوری طور پر اس کا action لیا اور دعائیں بھی ہوں گی جس، جس کا کام ہو گا وہ ان کے لئے دعائیں بھی کریں گے تو لفٹ کے حوالے سے بھی مریض بڑے پریشان ہیں۔

جناب سپیکر: اب ہمیں ایجنڈے کے مطابق چلنا چاہیے۔جی!

وزیر خوراک، صحت اور مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جی، وہ لفٹ بھی اس میں شامل ہے، لفٹ بھی وہاں پر شروع ہو گئی ہے اور یہاں سے اس محترمہ کے کوئی عزیز تھے ان کو میں نے ہسپتال بھجوا بھی دیا ہے، ان کا علاج بھی ہو رہا ہے اور جلد ہی ان کا آپریشن بھی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے ساؤنڈ سسٹم میں کوئی ایسا defect ہے کہ آپ پورے ہاؤس کے ممبران سے پوچھ لیں کہ جب بھی کوئی ممبر بولتا ہے تو اس کی سمجھ نہیں آتی، اس کی آواز بالکل پھٹ سی جاتی ہے اور سمجھ نہیں آتی تو میری یہ request ہے کہ آپ کسی بھی expert سے چیک کروائیں، اس سسٹم کی آواز میں واقعی defect ہے اور اس کے سمجھنے میں کافی دقت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جو خرابی ہے اس کو دور کیا جائے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جب کل یہاں سے احمد علی اولکھ جواب دے رہے تھے تو ایک تو ان کی بات سمجھنا ویسے ہی بڑا مشکل ہے اور دوسرا اس میں تو بالکل سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہی آپ نے سنی ہو گی اس لئے آپ کہہ رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جو نوانی صاحب فرما رہے ہیں یہ پچھلے پانچ سالوں سے sound system کی problem جو ہے بار ہا پہلے افضل ساہی صاحب سپیکر تھے، آپ بھی یہاں موجود تھے، ہم بھی تھے تو اس وقت بھی یہ مسئلہ point out کیا گیا تھا، مگر اس کا آج تک حل نہیں ہو سکا تو اس لئے میں نے تو کہنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ جب تک ہمیں کسی کی بات کی سمجھ نہ آئے تو اس وقت تک ہم debate میں کیسے حصہ لے سکتے ہیں؟ اس لئے اس کو فی الفور ٹھیک کروایا جائے۔

جناب سپیکر: اس کو ٹھیک کروائیں، دو دن آپ کے پاس ہیں، دو دن میں ٹھیک کروائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ پوائنٹ آف آرڈر کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ سپیکر جو خراب ہے، یہ ساؤنڈ سسٹم جو خراب ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں خراب نہیں ہوں۔ (قہقہے)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سپیکر نہیں، سپیکر نہیں۔

جناب سپیکر: یہ لاؤڈ سپیکر ہے۔ دیکھیں! بات سنیں، بیٹھیں، آپ کا بنایا ہوا سپیکر خراب نہیں ہے۔ یہ جو انہوں نے بنایا ہے، وہ لاؤڈ سپیکر ہے، وہ لاؤڈ سپیکر خراب ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اپنے کانوں کو ہاتھ لگا کر معذرت کرتی ہوں اور اپنے الفاظ ٹھیک کرتی ہوں کہ ساؤنڈ سسٹم کا جو مسئلہ تھا وہ پچھلی گورنمنٹ میں بھی بہت دفعہ take up ہوا تھا کہ بولنے کی دقت ہوتی تھی لیکن اس کے اوپر جو estimate لگا تھا وہ تقریباً اڑھائی کروڑ روپے کا لگا تھا اور

یہ decide ہوا تھا کہ جب نئی اسمبلی کا ہال بن رہا ہے تو یہ سسٹم ادھر install کیا جائے تو بہتر ہے کیونکہ یہ چھوٹی close meetings کے لئے رکھا جائے گا لہذا اس کو ٹھیک کیا گیا اور یہ بڑا اچھا سسٹم ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اتنی خطیر رقم خرچ کرنے کی بجائے یہ نئی اسمبلی میں جب ساؤنڈ سسٹم لگے گا تو وہ ٹھیک رہے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ بات ٹھیک ہے لیکن بات یہ ہے کہ جب تک یہ نیا حال بنتا نہیں ہے تو اس کا ساؤنڈ سسٹم خراب رہے، ہم کسی debate میں حصہ نہ لیں؟

جناب سپیکر: نہیں۔ ہم اس کو چیک کروائیں گے، کیوں ہم ایسے چھوڑیں گے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! دیکھیں بات یہ ہے کہ اس کو ٹھیک کروائیں، جب نئے ہاؤس میں جائیں گے تو پھر دیکھا جائے گا کہ وہاں پر کیا ہے، کیا نہیں ہے؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! کل ٹی وی پر Leader of the Opposition نے سپیکر خراب ہونے کا الزام ہماری گورنمنٹ پر لگایا ہے تو اس کو وہ ذرا explain کر دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے کیا الزام لگایا، میرے اوپر کہ آپ کے اوپر؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: یہی کہ اپوزیشن نے اور سب نے مل کر سپیکر ہم نے سارے توڑ دیئے ہیں اور دوسری ایک ضروری بات میں آپ کے سامنے لانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں House in order ہو تو بات سمجھ میں ضرور آتی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! Leader of the Opposition نے کہا ہے کہ یہ ہم نے توڑ دیئے ہیں، پچھلی اپوزیشن نے، وہ اس کو ذرا explain کر دیں۔ دوسرا میں نے یہ کہنا تھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کیا توڑے ہیں، مجھے ابھی سمجھ نہیں آئی؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: کل انہوں نے ٹی وی پر سپیکر کے بارے میں کچھ کہا ہے۔ وہ ذرا دوبارہ بتا دیں؟

جناب سپیکر: وہ میرے بارے میں یا اس ساؤنڈ سسٹم کے بارے میں؟ (شور وغُل)

نئی جج پالیسی میں ایم۔این۔ایز اور سینیٹرز کی طرز پر ایم۔پی۔ایز کا بھی کوٹا مقرر کرنا

(---جاری)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کدھر ہیں شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جی، جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: آپ کی یہ تحریک پڑھی گئی تھی؟ میرے خیال میں آج 13 تاریخ تک یہ pending تھی۔ رانا صاحب! شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک پڑھی گئی تھی، یہ آج تک pending کی تھی، اس کے بارے میں کوئی آپ بیان فرمائیں گے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سب سے پہلے جو جج کوٹا کا معاملہ ہے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں، اگر آج اس پر کوئی فیصلہ ہو جائے کیونکہ یہ آپ کو پتا ہے کہ تھوڑے سے دن ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو جج کوٹا سے متعلق محترم شیخ صاحب نے یہ معاملہ اٹھایا تھا، واقعی یہ بڑی بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اس دن ہاؤس کی بھی sense یہی تھی، تمام ممبران یہ چاہتے تھے کہ اس میں ایم پی ایز کا کوٹا ہونا چاہیے تو اس سلسلے میں کائرہ صاحب نے اس دن ذمہ داری لی تھی، کائرہ صاحب آج پھر موجود نہیں ہیں لیکن میری information کے مطابق شیخ صاحب کا بھی میرا خیال ہے کہ اس بارے میں knowledge کا فی update ہوتا ہے---(شور وغُل)

جناب سپیکر:.Order please ,order in the House کتنی ضروری بات ہو رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!ایم این ایز کے دس اور ایم پی ایز کے پانچ کا کوٹا مقرر کر دیا گیا ہے۔اس کو مزید confirm کرنے کے لئے اگر شیخ صاحب اس بارے میں کوئی بات کرنی چاہتے ہیں تو کریں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میری اس میں گزارش ہے کہ اس میں پہلے بھی چھ دن ضائع ہو گئے ہیں،درخواستوں کا ٹائم شاید دو دن باقی رہ گیا ہے تو میں یہ چاہ رہا تھا کہ آج اس پر حکومت یہ کہہ دے کہ ایم پی ایز کو پانچ سیٹیں،اول تو ایم پی ایز کو دس سیٹیں ملنی چاہئیں،اگر ایم پی ایز کو پانچ سیٹیں بھی مل رہی ہیں تو آج ہی کہہ دیں تاکہ دو دن میں درخواستیں مکمل ہو جائیں اور میری دوسری گزارش اس میں یہ تھی کہ مرکزی حکومت سے یہ کہا جائے کہ انہوں نے بغیر tender کے پی آئی اے کو یہ سارے کا سارا contract دیا ہے جس کی وجہ سے دو لاکھ روپیہ حج کا خرچ بن گیا ہے تو اس کو subsidize کیا جائے یا کم از کم اور کچھ نہیں ہو سکتا تو جو ہمیں ایم پی ایز کو سیٹیں مل رہی ہیں اس میں تو کوئی subsidize کیا جائے،فیڈرل گورنمنٹ کوئی subsidize کرے تاکہ غریب لوگ اور عام لوگ بھی حج کر سکیں۔اب دو لاکھ روپیہ تو بہت بڑی رقم ہے اور اس کے اندر صرف دو دن رہ گئے ہیں۔

جناب سپیکر:تو پھر کائرہ صاحب تو یہاں تشریف نہیں رکھتے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!عرض یہ ہے کہ کائرہ صاحب کافی دنوں سے نہیں آ رہے لیکن ہمارے الحمدللہ انتہائی قابل رانا ثناء اللہ صاحب یہاں پر موجود ہیں،یہ بات کر لیں،پانچ،چھ دن سے یہاں سے یہ معاملہ چل رہا ہے۔

جناب سپیکر:اب کل تو اجلاس نہیں ہو گا،اب تو یہ 15 تاریخ کو اجلاس آئے گا۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ بہت ہی اہم نوعیت کا معاملہ ہے،آج اگر فیصلہ کر دیں تو سب کو پانچ پانچ سیٹیں مل جائیں حالانکہ پانچ سیٹیں کم ہیں لیکن چلیں پانچ ہی مل جائیں۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون وپارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جہاں تک کوٹے کا معاملہ ہے وہ تو جیسے میں نے عرض کیا کہ پانچ حج درخواستوں کا کوٹا مقرر ہو چکا ہے۔ اب اس میں جو شیخ صاحب دوسری بات کر رہے ہیں تو اس میں ایک ہی طریقہ ہے، شیخ صاحب نے بھی اور غالباً یہاں پر اور دو تین معزز ممبران نے بھی اس کی طرف توجہ دلوائی تھی کہ اس کو open tender کر دیا جائے اور دوسری جو فضائی کمپنیاں ہیں ان کو بھی یہ allow کیا جائے کہ وہ اس میں bid کریں اور یہ کم سے کم کرایہ جو کمپنی offer کرے اس کو موقع دیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں ٹائم ہے یا اب اتنے عرصے میں یہ سارا کچھ ممکن ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا، اس بارے میں وفاقی حکومت سے رابطہ کر کے ہی اس کا کوئی واضح جواب دیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کے بعد جب کارروائی یہاں سے ختم ہو گی، راناصاحب اپنے آفس میں بیٹھیں گے تو آپ ان سے دو منٹ وہاں بیٹھ کر بات کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: اچھا، بہت شکریہ لیکن میں ایک بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ---

جناب سپیکر: اب pressed or not pressed.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ NAS airline جو تھی اس نے اس سے بہت کم پیسوں میں حاجیوں کو لے جانے کے لئے کہا تھا اور استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ حج کا سارا process صوبائی حکومت کو دے دیا جائے اور میں گارنٹی دیتا ہوں کہ میں فی حاجی پچاس ہزار روپے کم کروا کر دوں گا۔ لہذا میں دوبارہ عرض کروں گا کہ پنجاب کے حاجیوں کا معاملہ پنجاب کو دے دیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی تجویز راناصاحب نے سن لی ہے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جی، درست ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بیٹھیں گے تو آپ کا معاملہ settle ہو جائے گا اور اس میں بہتری ہو گی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 465 ہے۔ میں نے اس میں یہ لکھ کر دیا تھا کہ سابقہ حکومت کی ناقص پالیسیوں کے باعث اموات ہو رہی ہیں اور خودکشیاں ہو رہی ہیں لیکن اس میں لکھا ہوا ہے کہ حکومت کی ناقص پالیسیوں کے باعث ذرا اس کی تصحیح کی جائے کہ سابقہ حکومت کی پالیسیوں کے باعث اموات ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: ریکارڈ درست کر لیا جائے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 347 بھی شیخ صاحب کی ہے۔ (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز.Order in the House وہ تحریک پڑھ رہے ہیں۔

لیکویڈیشن بورڈ کے ذریعے فروخت کردہ جائیدادوں کی تفصیل

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق لیکویڈیشن بورڈ نے جتنی بھی کوآپریٹو کمپنیوں کی جائیدادیں فروخت کی ہیں ان کی مکمل سکروٹنی ہونا بے حد ضروری ہے جس کی تازہ ترین مثال رحمان پلازہ کوئنز روڈ پر بیچی گئی پراپرٹی ہے جس میں ایک ایسی پارٹی کو جو زیادہ رقم دینے پر تیار تھی اور جس کی earnest money بھی پوری تھی کو بدنیتی کی بنا پر main bid میں شامل نہ کیا گیا۔ اسی طرح لیکویڈیشن بورڈ نے بہت سی کوآپریٹو کمپنیوں کی جائیدادیں جس طرح بیچی ہیں ان کو ایوان کے علم میں لانا بہت ضروری ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں لیکویڈیشن بورڈ نے جو جواب بھیجا ہے اس سے پہلے بھی شیخ علاؤالدین صاحب نے تحریک التوائے کار نمبر 22 پیش کی تھی۔ یہ جواب اس طرح سے ہے کہ P.C.B.L تمام پراپرٹی open auction کے تحت فروخت کرتا ہے۔ P.C.B.L سب سے پہلے جائیدادیں evaluate کراتا ہے۔ اس کے بعد اخبارات میں اشتہارات برائے فروخت دیتا ہے۔ اس کے بعد seal bids مقررتاریخ پر auction committee بولی

دینے والوں کی موجودگی میں کھولتی ہے۔تین زیادہ بولی دینے والوں کے درمیان قیمت بڑھانے کے لئے مقابلہ کروایا جاتا ہے۔سب سے زیادہ بولی دینے والے کی bid کو P.C.B.L میٹنگ میں پیش کر دیا جاتا ہے اور بورڈ کی منظوری کے بعد جائیداد فروخت کر دی جاتی ہے۔جہاں تک رحمان پلازہ کا تعلق ہے۔رحمان پلازہ میں مندرجہ بالا طریق کار کو اپناتے ہوئے فروخت کرنے کے لئے اخبار میں مورخہ 20۔مئی 2006 کو اشتہار دیا گیا۔سب سے زیادہ بولی 75 لاکھ 15 ہزار آئی جسے بورڈ میٹنگ میں منظور ہونے کے لئے رکھا گیا مگر قیمت کم ہونے کی وجہ سے بورڈ نے اسے نامنظور کر دیا اور ہدایت کے مطابق اس جائیداد کو دوبارہ فروخت کرنے کے لئے اخبارات میں مورخہ 14۔جون 2007 کو اشتہار دیا گیا۔زیادہ بولی دینے والوں کی موجودگی میں seal bids کھولی گئیں جن کی تعداد پانچ تھی۔ان میں سے قیمت کے لحاظ سے اور سابق طریق کار کے مطابق تین زیادہ بولی دینے والوں کے درمیان قیمت بڑھانے کے لئے مقابلہ کروایا گیا۔سب سے زیادہ قیمت دینے والے کی پیشکش کو بورڈ میٹنگ میں پیش کیا گیا جو بورڈ نے سب سے زیادہ offer ایک کروڑ 26 لاکھ بنام احمد ظفر منظور کر لی۔

جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا یہ جواب ہے لیکن یہ وہی جواب ہے جو تحریک التوائے کار نمبر 22 کے ضمن میں دیا گیا تھا۔جن خدشات کا اظہار شیخ صاحب نے کیا ہے وہ اس میں شامل نہیں ہیں۔میں نے آج تین بجے چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ کو بلایا ہے لہذا آپ اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیں، شیخ صاحب بھی تین بجے میرے چیمبر میں تشریف لائیں اور ان کی موجودگی میں اس معاملے کو sort out کر لیا جائے گا اور اگر اس میں کوئی ایسی کوتاہی پائی گئی یا جس خدشے کا اظہار شیخ صاحب نے کیا ہے اگر ہوا تو اسے sort out کر لیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ مطمئن ہو جائیں گے اور اسے pending کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جیسے محترم لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں آپ اسے pending کر دیں۔میں ان کے سامنے بات کروں گا اور یہ بات ثابت کروں گا کہ ابھی تک وہ bid ان کے سامنے پڑی ہوئی ہے لیکن انھوں نے اس کو ignore کیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ

جناب سپیکر:اگلی تحریک التوائے کار نمبر 349/08 بھی آپ کی ہے۔

گاڑیوں کی چوری روکنے کے لئے ٹریکر سسٹم شروع کرنا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں چوری شدہ گاڑیوں کی بازیابی نہ ہونے کے برابر ہے۔لاہور کے علاوہ صوبے کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں روزانہ بے شمار گاڑیاں چوری ہوتی ہیں یا چھینی جاتی ہیں۔یہ امر بھی کوئی پوشیدہ نہ ہے کہ بہت سی گاڑیاں افغانستان سمگل کر دی جاتی ہیں اور بہت سی گاڑیاں dismantle کر کے پارٹس کی شکل میں فروخت کر دی جاتی ہیں۔اگر نئی یا 10 سال تک پرانی گاڑیوں کو accidental rate سے پرکھا جائے تو یہ کباڑ مارکیٹوں میں دستیاب پرزہ جات کی بھرمار سے کسی صورت مطابقت نہیں رکھتا۔یہ وہ نکتہ ہے جس میں ارباب اختیار کو سمجھ کر نا سمجھی کا سامنا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ فوری طور پر پنجاب میں تمام گاڑیوں، موٹر سائیکلوں کو ایک Tracker System کے تحت منسلک کیا جائے جس کے لئے پنجاب Excise Department میں بہت کم سرمایہ سے حکومت کو Tracker System شروع کرنا چاہیے۔جن کو بہت تھوڑے معاوضے پر ٹوکن ٹیکس کے ساتھ وصول کیا جائے۔یہ سارا کام پولیس کے انٹی کارلفٹنگ ڈیپارٹمنٹ پر اخراجات کے مقابلہ میں بہت کم سرمائے سے مکمل ہو سکتا ہے۔جس کا بڑا حصہ بھی انشورنس کمپنیوں سے وصول ہو سکتا ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح محرک نے اس تحریک میں یہ درج کیا کہ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ سے کہا جائے وہ اس سسٹم کو شروع کروائے۔اس لئے یہ تحریک ایکسائز اور ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کو بھیجی گئی تھی لیکن ان کی طرف سے جواب آیا ہے کہ یہ معاملہ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے تو اب یہ تحریک التوائے کار ہوم ڈیپارٹمنٹ کو بھیجی گئی ہے اور 15-8-2008 تک اس کا جواب آجائے گا لہذا اسے مورخہ 15۔اگست تک pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار مورخہ 15-اگست تک pending کی جاتی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ پہلے بھی ساؤنڈ سسٹم کی سمجھ نہیں آتی تھی۔ابھی رانا صاحب نے جو فرمایا ہے ہمیں سمجھ نہیں آیا۔اس لئے ان کا سپیکر، آپ نہیں بلکہ یہ سپیکر تھوڑا سا بڑا کر دیا جائے چونکہ رانا صاحب بڑے حلیم طبع ہیں۔سنا تو یہ تھا کہ بڑے انقلابی ہیں لیکن آج کل زیادہ ہی حلیم طبع ہو گئے ہیں اور ان کی گفتگو بڑی نرم ہوتی ہے اور لہجہ بھی بڑا نرم ہوتا ہے مگر ہم سننے سے قاصر رہ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: اسے ٹھیک کروایا جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: اس لئے ان کا سپیکر ذرا بڑا کر دیا جائے جیسے سابقہ لاء منسٹر راجہ بشارت کا تھا۔

جناب محمد اعجاز شفیع: آپ کی بات کی سمجھ آ رہی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: آپ کو پہلے سمجھ نہیں آتی تھی لیکن اب آئے گی۔

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ نے میری گزارش پر توجہ نہیں دی۔

جناب سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے۔آپ کے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔آپ اپنی بات جاری رکھے ہوئے تھے اور میں نے اسی دوران کہہ دیا تھا کہ اس کو درست کرائیں۔

سید ناظم حسین شاہ: بہت مہربانی۔

پوائنٹ آف آرڈر

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

مال روڈ پر ٹریفک نظام کی خرابی

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔معاملہ یہ ہے کہ کل اچانک مال روڈ پر ریگل چوک سے لے کر سٹیٹ بنک تک یعنی ہائی کورٹ چوک تک مال روڈ کی مین ٹریفک جو ٹیمپل روڈ کی طرف سے آتی ہے اسے سروس روڈ پر ڈال دیا گیا ہے جس وجہ سے نہ صرف مال روڈ کی ٹریفک کا نظام درہم برہم کر دیا گیا ہے بلکہ پارکنگ بھی ختم کر دی گئی ہے۔میں نے اس سلسلے میں ایس پی ٹریفک حسین حبیب سے بات کی تو انھوں نے کہا کہ میں نے مال روڈ پر ٹریفک کے لوڈ کو divert کیا ہے۔میں نے کہا کہ کوئی قانون یہ اجازت نہیں دیتا کہ آپ مین ٹریفک سروس روڈ پر ڈالیں۔اس وجہ سے مال روڈ کے تاجروں میں بہت زیادہ غم وغصہ ہے۔وہاں پر تو پارکنگ بھی نہیں رہنے دی گئی اور سروس روڈ پر ٹریفک چلائی جارہی ہے۔لہذا میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ محترم رانا ثناء اللہ صاحب سے کہا جائے کہ ٹریفک والوں سے پوچھیں کہ آخر انھوں نے یہ زیادتی کیوں کی ہے؟اگر ہم نے اس بارے میں آج کوئی action نہ لیا تو ابھی وہاں پر کالے بیز لگیں گے پھر ہنگامہ ہوگا۔ایک ٹریفک جو 60 سال سے service road پر کبھی نہیں چلی، وہ customers کی parking کے لئے ہے، لوگوں کی facility کے لئے ہے یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے لہذا میری گزارش ہے کہ اس پر آپ ابھی حکم صادر فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیخ صاحب یہ معاملہ ابھی ہاؤس کے notice میں لائے ہیں۔ میں اس کے متعلق معلومات لیتا ہوں اور اس کا جو بھی جواب موصول ہوا وہ میں ان کی نذر کر دوں گا۔ شیخ صاحب نے جس خدشے کا اظہار کیا ہے، کوشش کریں گے کہ ٹریفک والے اس عمل کو روک دیں اور service customers کے لئے جو جگہ ہے اس کو انہی کے لئے خالی رہنے دیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب! بہت شکریہ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شاہ صاحب! آپ کو میری بات سمجھ آرہی ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: کچھ آئی ہے، کچھ نہیں آئی۔ رانا صاحب! دراصل آپ کا مائیک راجہ صاحب کی طرح ذرا بڑا ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! معاف کرنا، آپ میرے لئے بہت ہی محترم ہیں مگر میں جو بات کر رہا ہوں وہ غلط نہیں۔ میں آپ کو خدانخواستہ کوئی ایسی بات بھی نہیں کہہ سکتا لیکن آپ کو اجازت لے کر اور مجھ سے مخاطب ہو کر بات کرنی چاہیے۔

سید ناظم حسین شاہ: I am sorry. میں آپ کی اجازت سے عرض کرتا ہوں کہ آپ بھی مجھے بہت عزیز ہیں، بہت پیارے ہیں اس لئے میں بھی آپ سے پیار و محبت کی بات کر سکتا ہوں، کوئی اور بات نہیں کر سکتا۔ میرا رانا صاحب کو کوئی قطعاً taunt کرنے کا مقصد نہیں تھا۔ حقیقت یہی ہے اور میں نے آپ سے یہی گزارش کی ہے جس پر آپ نے مہربانی فرمائی۔ رانا صاحب نے کہا "سمجھ آئی؟" تو میں نے حقیقت بیان کی ہے کہ کچھ آئی ہے اور کچھ نہیں آئی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! آج صبح جب میں فیصل آباد سے لاہور آ رہا تھا تو میں نے یہ دیکھا کہ فیصل آباد سے لاہور کی سڑک کے اوپر، خاص طور پر شیخوپورہ تک ٹریفک پولیس کو ہٹا کر ہائی وے پٹرولنگ کو یہ ڈیوٹی دے دی گئی ہے کہ وہ ٹریفک کو کنٹرول کریں۔ میری یہ استدعا ہے کہ ہائی وے پٹرولنگ ٹریفک کے حوالے سے trained نہیں ہے۔ میں جس چوک سے بھی گزرا ہوں وہاں پر ٹریفک کنٹرول نہیں ہو رہی تھی تو یہ بغیر کسی وجہ کے جو تبدیلی کی گئی ہے صحیح نہیں ہے۔ یہ ڈیوٹی ان لوگوں کو دے دی گئی ہے جو کہ trained نہیں ہیں۔ اس سے ٹریفک کے حادثات بڑھیں گے لہذا اس کا فوری notice لیا جائے۔ شکریہ

جناب افتخار احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اپوزیشن کی ایک خاتون ممبر جس طریقے سے بیٹھی ہوئی ہیں کیا اس طرح ہاؤس میں بیٹھنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: کیسے بیٹھی ہوئی ہیں؟ میں نے notice نہیں لیا۔ I am sorry میں دیکھ نہیں سکا۔

جناب افتخار احمد خان بلوچ: [*********************]

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ غلط بات ہے، میں اسے کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔اس کو کارروائی کا حصہ نہ بننے دیا جائے۔

سرکاری کارروائی

بحث

صوبہ میں امن وامان کی صورت حال پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے میں امن وامان پر بحث ہے۔بحث کا آغاز وزیر قانون اپنی تقریر سے فرمائیں گے۔دیگر معزز اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوادیں۔رانا صاحب کے بعد قائد حزب اختلاف بات کریں گے اور پھر باقی ممبران اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔درمیان میں کوئی cross talk نہیں ہو گی۔یہ بڑی اہم بحث ہے اور جن صاحبان نے حصہ لینا ہے وہ اپنے نام بھجوادیں۔آج جتنے ممبران بات کر سکتے ہیں وہ کر لیں گے باقی ممبران انشاء اللہ تعالیٰ اگلے امن وامان پر بحث کے دن بات کریں گے۔جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! آج ہم امن و امان پر بحث کا آغاز کرنے جارہے ہیں۔بنیادی طور پر ریاست کا concept اسی بات سے منسلک ہے۔انسان کو جب ریاست کی ضرورت پڑی تو سب سے پہلی بات یہ تھی کہ اس کی جان و مال، عزت اور کاروبار کی حفاظت ممکن ہو سکے۔کسی معاشرے، state یا ملک میں بسنے والے انسانوں کو اپنی عزت، جان و مال اور کاروبار کی حفاظت درکار ہوتی ہے۔اس کے بغیر کوئی معاشرہ یا کوئی ملک نہ تو آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ ہی قائم رہ سکتا ہے۔یہ ریاست کی بنیادی ذمہ داریوں میں ایک ذمہ داری ہے کہ اس میں بسنے والے شہریوں کی حفاظت کو ensure کیا جائے اور ریاست اس ذمہ داری کو قبول کرے۔

جناب سپیکر! آج کے ترقی یافتہ دور میں ویسے تو ہر طبقہ امن وامان کی صورتحال میں اپنا اپنا کردار ادا کرنے کا پابند ہے کیونکہ جب تک تمام طبقات اپنا اپنا حصہ ادا نہ کریں اس وقت تک ایک مثالی امن وامان کی صورتحال قائم نہیں ہو سکتی لیکن law enforcing agencies کا کردار نمایاں ہے اور اس میں پولیس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔اس کے بعد انصاف فراہم کرنے والے ادارے ہیں

جس میں عدلیہ کا ادارہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے، جب تک یہ دونوں ادارے اپنا اپنا کام merit پر اور صحیح انداز میں سرانجام نہ دیں تو کوئی بھی معاشرہ یا ریاست امن وامان کو یقینی نہیں بنا سکتی۔

جناب سپیکر! ویسے تو تقریباً پچھلے 60 سالوں سے پاکستان میں یہ کوشش ہوتی رہی ہے کہ پولیس کو service oriented force بنایا جائے۔ وہ صرف crime fighter نہ ہو بلکہ وہ لوگوں کی خدمت کے اوپر مامور ہو۔ سب سے بڑی بات جس کی لوگوں کو شکایت ہے کہ تھانہ کلچر کو اس انداز میں بہتر بنایا جائے کہ ایک عام آدمی، ایک شریف آدمی اور ایک law abiding citizen جب تھانے میں جائے تو وہاں پر وہ سکون محسوس کرے، حفاظت اور تحفظ محسوس کرے۔ وہ وہاں پر جانے سے کسی طور پر بھی خوفزدہ نہ ہو۔ اس سلسلے میں مجھے یہ بات تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ آج تک جتنی بھی کوششیں کی جاتی رہی ہیں وہ اس حد تک بارآور نہیں ہوئیں جیسا کہ اس ملک میں بسنے والے 16 کروڑ عوام کی سوچ یا نظریہ ہے کہ ہماری پولیس کا نظام یا تھانہ کلچر اس طرح کا ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! اس وقت موجودہ حکومت کو جو سب سے بڑی مشکل صورتحال کا سامنا ہے وہ پولیس آرڈیننس 2002 ہے۔ اس کو نافذ کیا گیا لیکن نافذ کرنے سے پہلے نہ تو وفاقی سطح پر اور نہ ہی کسی صوبے میں زیر بحث لایا گیا۔ پولیس ایک Provincial subject ہے لیکن اسے کسی منتخب ادارے میں یا اس ہاؤس میں پیش نہیں کیا گیا۔ یک طرفہ طور پر اسے ترتیب دے کر، ہماری ground realities کو مدنظر نہ رکھتے ہوئے نافذ کر دیا گیا اور نافذ کرنے کے ساتھ ساتھ اسے 6th schedule میں ڈال کر اس بات کی پابندی بھی لگا دی گئی کہ غالباً 2009 تک یہ ہاؤس اس میں amendment نہیں کر سکتا جو کہ ایک Legislative ادارہ ہے اور جسے اس صوبے کے آٹھ کروڑ لوگوں نے اپنے قوانین کو بنانے اور ان قوانین میں عوام کی ضروریات اور وقت کے تقاضوں کے مطابق amendment کرنے کے لئے منتخب کیا ہے۔ اسے بھی اس بات سے روک دیا گیا کہ اس میں کسی قسم کی amendment نہ کی جاسکے۔ اس مجبوری اور limitation کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت within the rule جو کچھ کر سکتی ہے اس کے مطابق ہم نے اس بات کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات شروع کئے ہیں۔ میں مختصراً وہ ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر! انصاف فراہم کرنے والا معزز ادارہ جسے ہم عدلیہ کے نام سے جانتے ہیں ہم نے سب سے پہلے وہاں پر موجود کام کرنے والے judges کی بنیادی تنخواہ میں تین گنا اضافہ اس امید

اور یقین دہانی کے ساتھ کیا ہے کہ عدلیہ merit کے اوپر یعنی جو تقاضے ہیں، جو اس قوم کی امیدیں ہیں اس کے مطابق اس قوم کو انصاف فراہم کرے گی۔اس بارے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے special efforts کیں کیونکہ عدلیہ ایک آزاد ادارہ ہے وہ گورنمنٹ کے ماتحت نہیں ہے، گورنمنٹ کسی قسم کی direction pass نہیں کر سکتی۔ ہم نے ایک request کے انداز میں، وزیر اعلیٰ پنجاب نے بھی اور میں نے خود جا کر چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ سے ملاقات کی اور اس بارے میں ہمارے پاس جو informations ہیں، ہمارے پاس اس بارے میں جو معاملات تھے وہ ہم نے ان کے ساتھ بیٹھ کر discuss کئے ہیں۔ حکومت کی طرف سے انہیں یہ convey کیا گیا ہے کہ موجودہ حکومت اس صوبہ میں بسنے والے لوگوں کو انصاف کی فراہمی کے لئے ہر وہ وسیلہ خرچ کرنے کے لئے تیار ہے جو اس کے بس میں ہے۔ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اس ملک کے اور اس صوبہ کے عوام کو انصاف کی فراہمی سب سے زیادہ ضروری ہے اور اس سلسلے میں انہیں buildings، allowances اور salaries کے معاملے میں جو ان کی خواہشات تھیں اس کے مطابق پورا کیا جا رہا ہے۔judicial academy کا قیام ہوگا اور اس میں judicial officers اور law officers کی training کا اہتمام ہوگا۔اس کے لئے فنڈز مختص کر دیئے گئے ہیں اور اس کے علاوہ جس جس field میں انہوں نے نشاندہی کی ہے اس بارے میں ان کو وہ سہولتیں فراہم کرنے کی یقین دہانی کروائی گئی ہے اور صرف ایک request کے ساتھ کہ وہ عدلیہ سے bad elements کو eliminate کریں اور عدلیہ کے متعلق جو لوگوں میں تاثر پایا جاتا ہے اس تاثر کو دور کریں اور ایک ایسا انصاف فراہم کرنے والا ادارہ بنا دیں جو نہ صرف اس ملک اور اس صوبہ میں انصاف فراہم کرے بلکہ وہ جیسے کہتے ہیں کہ انصاف صرف فراہم نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہوتا نظر بھی آنا چاہیے، لوگوں کو نہ صرف انصاف ملے بلکہ لوگوں کا اس ادارے کے اوپر یقین ہو کہ انہیں انصاف فراہم کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں دوسرا سب سے اہم ادارہ جو ہے وہ پولیس کا ہے۔ سب سے پہلے آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری پنجاب کے عہدے کے اوپر محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پوری طرح سے اس بات کو focus کر کے کہ ایسے لوگ جن کا career بالکل neat اور clean ہو اور وہ honest ہوں / وہ نہ صرف اپنے محکمے میں بلکہ پورے معاشرے میں، پورے صوبے میں اور اپنی سروس میں بھی نیک نامی کے حوالے سے جانے جاتے ہوں۔انتہائی بہتر آفیسرز کا بطور آئی۔ جی پولیس اور ہوم سیکرٹری کی تعیناتی کی گئی ہے۔آج یہ بات بھی میں معزز House

کے نوٹس میں لاتا چلوں کہ پچھلے پانچ سال اپوزیشن یہاں پر اس بارے میں مسلسل احتجاج کرتی رہی کہ جب بھی کبھی امن وامان کے مسئلے پر بحث کی بات ہو تو آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری کو گیلری میں موجود ہونا چاہیے لیکن یہ بات ہمارے احتجاج تک ہی محدود رہی۔ انسپکٹر جنرل پولیس تو کبھی کبھار تشریف لاتے رہے لیکن ہوم سیکرٹری صاحب یہاں پر ایک ایسے صاحب جو ان پانچ سالوں میں زیادہ عرصہ رہے ہیں، جن کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ ایک بہت اوپر بیٹھے آدمی کے ذاتی دوست ہیں انہوں نے کبھی بھی اس معزز House میں آنا گوارا نہ کیا اور کبھی بھی انہوں نے یہاں پر آکر بیٹھنا گوارا نہ کیا۔

معزز اراکین حزب اقتدار: شیم، شیم۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جو سلوک ان کے آفس میں معزز اراکین کے ساتھ ہوتا تھا میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر مجھے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے تمام اضلاع میں جو DPOs صاحبان ہیں ان کے متعلق مختلف انداز میں شکایات موصول ہوئی ہیں اور ان کا حکومت اور آئی جی پولیس اپنے طور پر جائزہ لے رہے ہیں اور ان میں سے بھی جو شکایات درست پائی گئیں کہ اگر کسی جگہ پر کسی DPO نے معزز ممبران کو due protocol اور عزت نہیں دی تو اس کے خلاف بھی action لیا جائے گا کیونکہ یہ بھی ہماری گورنمنٹ کی ترجیح ہے کہ معزز اراکین کو ان کے اضلاع میں اس law and order کی صورتحال سے پوری طرح سے منسلک رکھا جائے اور ان کو due protocol عزت اور احترام دیا جائے۔ نہ صرف معزز ممبران کو بلکہ عام آدمی کو بھی تھانے میں اور پولیس افسران کے دفتروں میں پوری طرح سے عزت و احترام دیا جائے لیکن corruption کے بارے میں حکومت کی جو پالیسی ہے وہ zero tolerance ہے۔ کسی بھی سطح پر یعنی District level، حلقہ level اور S.H.O level پر corrupt officer کو قطعی طور پر برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں جو بھی شکایات معزز ممبران کے through اور دوسرے ذرائع سے موصول ہوئی ہیں ان کے اوپر فوری طور پر action لیا گیا ہے اور آئندہ بھی اس بارے میں جو شکایت موصول ہو گی تو اس سلسلے میں قطعی طور پر کوئی tolerance نہیں دکھائی جائے گی۔ اس کے علاوہ جو سروس 15 ہے اور جو elite force ہے اس کو re-organize کیا جا رہا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پچھلے دور میں ایک یہ غلط روایت چلی تھی کہ سروس 15 کو اور elite force کو زیادہ تر protocol duty سے منسلک کیا جاتا تھا اور elite

forceکے جو جوان اور گاڑیاں تھیں وہ وزراء اور دوسرے V.I.Pاور V.V.I.Pکی حفاظت کے لئے مامور تھیں، گورنمنٹ نے یہ پالیسی اپنائی ہے کہ elite force کا کوئی بھی جوان crime fightingکے علاوہ کوئی اور ڈیوٹی سرانجام نہیں دے گا۔ protocol dutyکو ان سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح سے جو اشتہاری ملزمان ہیں یہ ایک بہت بڑا معاملہ ہے کہ اشتہاری ملزمان crime rateمیں اضافے کا مؤجب بنتے ہیں۔ شیخوپورہ کا ڈسٹرکٹ اور گوجرانوالہ ڈویژن، خاص طور پر اس میں جو ڈسٹرکٹ گجرات ہے یہ اشتہاریوں کی جنت بنے ہوئے تھے اور یہاں پر لوگ دندناتے پھرتے تھے اور ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں تھا۔ ہم نے اس معاملے کو بھی پوری طرح سے focusکیا ہے اور اس سلسلے میں اشتہاری ملزمان کی کافی بڑی تعداد نہ صرف گرفتار ہو چکی ہے بلکہ ہم نے اگلے تین ماہ میں اس بات کو بھی یقینی بنانا ہے کہ جو اشتہاری ملزمان ہیں اور اشتہاری ملزمان بھی وہ جو targeted offenderہیں، جو لوگ قتل اور ڈکیتیوں کی وارداتوں سے منسلک ہیں وہ اشتہاری نہیں جو صرف چھوٹے موٹے مقدمے میں عدالت سے مفرور ہیں اور وہ اشتہاری ہیں پولیس ان کو پکڑ کر اپنی گنتی پوری کر لیتی ہے بلکہ ایسے لوگ جو ڈکیتی اور دوسرے سنگین جرائم میں ملوث ہیں ان کو گرفتار کرنے کے لئے پولیس کو targetدیا گیا ہے اور اس سلسلے میں جو head moneyہے وہ بھی اہم ملزموں کی مقرر کی گئی ہے اور وہ لوگ جوان کی نشاندہی کریں گے ان کو اس انعام سے بھی نوازا جائے گا اور ان کا نام بھی صیغہ راز میں رکھا جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جس طرح میں نے عدلیہ کا ذکر کیا ہے پولیس کو ہم نے یہ بات باور کروائی ہے کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ ان کی مراعات میں، ان کی تنخواہوں میں یا ان کے operational apparatus میں اضافہ کیا جائے تو اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس میں نہ صرف موجودہ پولیس سروس کے لوگ ہیں بلکہ ایسے لوگ جو ریٹائر ہو چکے ہیں لیکن ان کے پاس تجربہ ہے اور انہوں نے اس صوبے کو serveکیا ہے انہیں بھی اس کا ممبر رکھا گیا ہے اور پولیس ڈیپارٹمنٹ سے as a Departmentیہ بات کہی گئی ہے کہ وہ ایک ہاتھ وہ مراعات یا وہ deficienciesجو وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں کم مل رہی ہیں وہ لائیں اور دوسرا ساتھ ہی ایک ایسا road mapاس صوبے کے عوام کو اور اس Houseکو پیش کریں کہ وہ کس طرح سے پولیس کا نظام درست کر سکیں گے، وہ کس طرح سے پولیس سے badاور corrupt elementsکو eliminateکریں گے اور وہ کس طرح سے لوگوں کو یہ یقین دہانی کروائیں گے کہ تھانے میں آنے

والا ہر شخص تحفظ محسوس کرے گا، خوف محسوس نہیں کرے گا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے آئی جی پولیس کو یہ کہا ہے کہ اگر ان کا یہ road map جس میں انہوں نے اس صوبے کے عوام کو ان کے جان و مال، کاروبار اور ان کی عزت کے تحفظ کی یقین دہانی کروانی ہے اگر وہ reasonable ہوا اگر وہ اس صوبے اور اس معزز ایوان کو قابل قبول ہوا تو جو وہ اس بارے میں مراعات کہیں گے وہ سب تسلیم کر لیں گے۔ میں معزز House کے علم میں بھی یہ بات لانا چاہوں گا کہ law and order کی ایک میٹنگ میں آئی جی پولیس پنجاب نے یہ بات وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں لائی کہ یہ جو ٹیلی فون کے اوپر وارداتیں ہوتی ہیں اور خاص طور پر جو اغواء برائے تاوان کی وارداتیں ہوتی ہیں وہ سب موبائل فون پر manage کی جاتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب اس قسم کی کوئی واردات ہو جاتی ہے تو وہ موبائل فون detect کرنے کے لئے ہمیں پہلے ایک اور intelligence agency کے پاس جانا پڑتا ہے پھر ان کو information دینی پڑتی ہے اور پھر وہ وہاں سے detection کر کے ہمیں بتاتے ہیں اور بعض اوقات اس بارے میں کافی کوتاہی ہو جاتی ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ مشین بڑی مہنگی ہے تو اس لئے یہ پولیس کے پاس نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے there and then orders کئے کہ اس کے لئے آپ کو جتنی بھی مشینیں چاہئیں، ایک چاہیے، دو چاہئیں، تین چاہئیں، اس کے اوپر جو بھی خرچ ہو اور انہوں نے یہ بات سننا بھی گوارا نہیں کی کہ اگر وہ بہت قیمتی ہے تو اس کی کتنی قیمت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ابھی یہ order کرتا ہوں کہ آپ اس کو منگوائیں، اس میں اپنے لوگوں کو trained کریں کیونکہ لوگوں کے جان و مال سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اشتہاری ملزمان کو گرفتار کرنے سے متعلق کارکردگی ہے۔ آٹے کی سمگلنگ روکنے میں بھی 33 پوسٹیں بنائی گئی ہیں، اس کے اوپر بھی پولیس نے کافی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ marriage functions ہیں اور پتنگ بازی کی وجہ سے ڈور سے جو لوگ ہلاک ہوتے تھے گو اس قسم کے اِکا دُکا واقعات ہوئے ہیں لیکن جس طرح سے پچھلے سالوں میں یہ واقعات ہوتے رہے ہیں اس میں پولیس نے اس مرتبہ کافی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہاں لاہور میں جو ایک واقعہ ہوا تھا تو اس کے اوپر بڑا سخت ایکشن لیا گیا اور اس کے بعد ان واقعات کا تدارک ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ تمام بنکوں اور بڑی مارکیٹوں میں بھی کیمروں کا اہتمام کیا گیا ہے اور اس کی مدد سے کافی سارے لوگ پکڑے بھی گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایک اور منصوبہ ہے۔ایک فرم کے لوگ مجھے ملنے کے لئے آئے تھے،ان کے پاس کوئی اس قسم کی ٹیکنالوجی ہے کہ جس طرح وائرلیس کے ذریعے سارا شہر آڈیو level پر connected ہوتا ہے تو ان کے پاس کوئی ایسا سسٹم ہے کہ وہ پورے شہر کو through video camera in one room کنٹرول کرتے ہیں۔اس کے بارے میں بھی گورنمنٹ کا یہ خیال ہے کہ اس تجویز میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کو کوئی بہتری نظر آئی تو اس کے اوپر بھی جتنا پیسا خرچ ہوا گورنمنٹ وہ خرچ کرنے کو تیار ہے تاکہ لوگوں کو امن و امان کی بہتر صورتحال میسر آئے۔اس کے ساتھ ہی کچھ اور باتیں ہیں تو جب میں اس بحث کو conclude کروں گا تو وہ میں معزز ایوان کے سامنے رکھوں گا۔معزز ایوان اور تمام ممبران سے میری یہ گزارش ہوگی کہ وقت کی کوئی قید نہیں ہے اس سلسلے میں آج کے بعد کوئی دوسرا یا تیسرا دن بھی مختص کرنا پڑا تو کریں گے کیونکہ اس وقت تمام معاملات in making ہیں۔پولیس نے اپنا road map کہ کس طرح سے انہوں نے اپنی پولیس کو بہتر بنانا ہے، کس طرح سے انہوں نے اسے service oriented بنانا ہے اس کی تیاری ہو رہی ہے اور اسی طرح سے حکومت نہ صرف پولیس آرڈر میں ترمیم بلکہ اس حوالے سے باقی معاملات کے اوپر غور کر رہی ہے اس لئے یہ انتہائی اہمیت کا حامل وقت ہے کہ اس سلسلے میں اگر اس وقت اس معزز ہاؤس کی تجاویز سامنے آئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پولیس ڈیپارٹمنٹ بھی استفادہ کرے گا اور گورنمنٹ بھی استفادہ کرے گی اور ہم جو کام کر رہے ہیں اس سے ہمیں معزز ایوان کی تجاویز سے بہتر طور پر رہنمائی ملے گی تو میں اس سلسلے میں معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ اس میں وقت کی کوئی قید نہیں ہے لیکن وہ اپنے آپ کو emphasize رکھیں، focus رکھیں اور اس میں قطعی طور پر میرا یہ کہنا نہیں ہے کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ پر تنقید نہیں ہو سکتی، پولیس ڈیپارٹمنٹ پر تنقید ہو سکتی ہے، آپ اس کی کارکردگی کا بھرپور طریقے سے تنقیدی جائزہ لیں لیکن ایک میری گزارش ہے کہ آپ تجاویز ضرور رکھیں کیونکہ ہم نہ صرف پولیس آرڈر کو آنے والے دنوں میں amend کرنے جا رہے ہیں بلکہ پولیس کے پورے سسٹم کو ہم re-organize کرنا چاہتے ہیں اس سلسلے میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور پولیس افسران کا بڑا مصمم ارادہ ہے۔ان کی تجاویز انشاء اللہ تعالیٰ اس صوبے اور اس ڈیپارٹمنٹ کے لئے رہنمائی کا باعث بنیں گی۔اس کے ساتھ میں آپ کا اور معزز ہاؤس کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور ہاؤس کے لئے بحث کو open کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ابتدا میں یہ ارشاد فرمادیا کہ ان کے بعد میں بھی بات کروں گا اور پھر میں رانا صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تفصیل کے ساتھ ترجیحات بیان فرمائی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی situation، امن وامان کی ابتری پر اگر نظر نہ رکھی جائے تو لوگ بھوک تو برداشت کر لیتے ہیں لیکن اپنے گھروں کو لُٹا پُٹا دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ آج بھی کچھ ہمارے دیہی علاقوں میں پرانے آدمی جب ملتے ہیں تو گورے کے وقت کو یاد کرتے ہیں تو اس میں یہ نہیں کہ اس وقت کوئی خوشحالی تھی یا روزگاری زیادہ تھی یا انڈسٹری زیادہ لگی ہوئی تھی۔ اس وقت بھی مالی حالات بہتر نہیں تھے لیکن انہیں امن وامان کا تحفظ اس طرح کا تھا کہ وہ آج بھی اس دور کو یاد کر رہے ہیں۔ میں اپنی معروضات کو دو حصوں میں تقسیم کروں گا۔ رانا صاحب کا شکریہ کہ انہوں نے کہا کہ جتنا مرضی وقت لیا جائے لیکن تھوڑی سی تجاویز اور کام کی بات جو direct کر دی جائے تو وہی کافی ہوتی ہے۔ پہلے مرحلے میں تو میں آج کی صورت حال کے بارے میں آگاہ کروں گا اور بعد میں تجاویز کے حوالے سے اپنی کچھ معروضات پیش کروں گا۔ رانا صاحب کا ایک اور بھی شکریہ کہ انہوں نے آج اپنی تمام تقریر کے اندر یہ نہیں کہا کہ پچھلے 5 سالوں کی وجہ سے کل ڈاکے پڑے اور آج انہوں نے یہی کہا کہ اس وقت کے ذمہ دار ہم ہی ہیں یعنی انہوں نے ذمہ داری قبول کی ہے۔ انہوں نے دو ضلعوں کا ارشاد فرمایا، شیخوپورہ اور گجرات میں واقعی crime rate زیادہ ہے لیکن میں لاہور کی بات کرنے لگا ہوں جو شاید ان کی نظر کرم کے نیچے نہیں ہے تو اب آ جائے گا کہ 12 تاریخ کے اخبار کے مطابق لاہور میں 17 ڈاکے پڑے اور 17 ڈاکوں کو چوری کی وارداتوں میں رجسٹر کیا گیا اور اتنے ہی واقعات رجسٹر کرنے سے انکار کیا گیا۔ ایک صوبائی دارالحکومت کے اندر ایک دن کے اندر 60 ڈاکے پڑ رہے ہوں تو پھر واقعی اس کے اوپر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میں یہ نہیں کہتا، اس وقت اس قسم کی صورت حال ہے کہ بے روزگاریاں، معطلیاں اور ہر اس طرح کی صورت حال کہ لوگ اپنے گھروں میں چولہا جلانے سے بھی قاصر ہو رہے ہیں، اپنی سانس کا ناتا قائم رکھنے سے بھی قاصر ہیں تو پھر اس طرح کی situations آتی چلی جاتی ہیں۔ اب صورتحال یہ ہو چکی ہے کہ میں لاہور کی کالونیوں کی بات کر لیتا ہوں۔ وہ کبھی اس طرح کی بنی تھیں کہ وہ walk base کی طرح کی نظر آتی تھیں لیکن اب ایک ایک گلی کے اندر gates لگائے جا رہے ہیں اور وہ خود اپنے تحفظ کے لئے اپنے گارڈز رکھ رہے ہیں، وہ

سٹیٹ کے اوپر اعتبار نہیں کر رہے، سٹیٹ کے اوپر ان کا اعتماد مفقود ہونا یہ بات ہی ثابت کرتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کے منہ سے نوالہ چھین کر اور بچوں کی pocket money curtail کر کے اپنے محلوں کے اندر گارڈز رکھ رہے ہیں۔ یہ سٹیٹ کی ذمہ داری ہے کہ سٹیٹ ایسا ماحول مہیا کرے۔ اب آپ اقبال ٹاؤن کو لے لیں، ٹاؤن شپ کو لے لیں، کسی بھی ٹاؤن کو لے لیں۔ پہلے چند ایک گلیاں تھیں اب ساری کی ساری گلیوں کے دونوں اطراف پر گیٹ لگ گئے ہیں اور ایک اس طرح کا ماحول ہے جس کا ذکر کرنا ایک آزاد مملکت کے زمرے میں شرم محسوس ہوتی ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس وقت خصوصاً کاروباری طبقہ بہت ہی زیادہ عدم تحفظ کا شکار ہے۔ پچھلے دنوں اخباروں میں آیا ہے کہ انہیں کہا گیا ہے اور انہوں نے ٹیلی وژن پر آ کر حکومت کے لئے اپنی معروضات پیش کی ہیں، دکانداروں کو کہا گیا ہے کہ آپ لوگ اپنے گارڈز خود رکھیں۔ ان سے کہا گیا ہے کہ آپ اپنے خرچے پر close circuit cameras لگائیں۔ اگر انہوں نے ہی اس طریقے سے سب کچھ کرنا ہے تو ہمیں یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ حکومت نے کیا کرنا ہے۔ لوگوں پر پہلے ہی بہت بوجھ ہے انہوں نے آٹے کے لئے لائنوں میں لگنا ہوتا ہے، انہوں نے گھی کے لئے لائنوں میں لگنا ہوتا ہے، انہوں نے کھاد کے لئے لائنوں میں لگنا ہوتا ہے اور رات کو گھر آ کر انہوں نے اپنی چوکیداری کرنی ہوتی ہے، یہ ایک ناممکن سی صورت حال بنتی جا رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جیسے میرے محترم لاء منسٹر رانا ثناء اللہ صاحب نے ارادے فرمائے ہیں کہ اس کو بہتری کی طرف لے کر جائیں گے۔ میں یہ گزارش کروں کہ دیہی علاقوں میں اب صورتحال یہ ہے کہ رات کو پانی لگانے کے لئے لوگوں نے جب جانا ہوتا ہے تو وہ ٹھیکری پہرے کی طرح لوگوں کو اکٹھا کرتے ہیں۔ ریڑھی بان یا سائیکلوں پر جو لوگ سبزیاں بیچنے والے جایا کرتے ہیں۔ ان کا کل اثاثہ سائیکل کے پیچھے رکھا ہوتا ہے۔ اس کی قیمت ہی صرف چار پانچ سو روپے ہوتی ہے جس کو گھر لے جا کر اس نے کھانا پکانا ہوتا ہے۔ ان سائیکل والوں سے سائیکل بھی چھین لئے جاتے ہیں اور وہ ٹریڈ بھی مفقود ہوتی چلی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! ابتر صورتحال کے اندر بھی ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اس چیز کے لئے اگر اپوزیشن کی طرف سے انھیں کسی بھی قسم کا تعاون چاہیے یہاں مقصد صرف تنقید برائے تنقید نہیں ہے بلکہ اس وقت صورتحال ایسی ہو چکی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ترجیحات بدل گئی ہیں۔ یہ اس طرح بدل گئی ہیں کہ پولیس کو کسی اور کام پر لگا دیا گیا ہے کہ سیاست دانوں کو دبانا ہے اور جہاں کسی کیمرے اور صحافی نے پہنچنا ہے تو جو تصویر نہیں لی جانی چاہیے وہ تصویر روکنی ہے، چاہے وہ کیمرہ ایک کروڑ کا ہو

اس کو تم نے توڑنا ہے۔ تمھیں تو صرف تین دن کی معطلی ہو گی، بعد میں کسی اور تھانے کا S.H.O لگا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! ہمیں اپنے رویے بدلنے ہیں یہ کہہ کر جان نہیں چھوٹ سکتی کہ ایوب خان نے یہ کیا تھا، ذوالفقار علی بھٹو نے یہ کیا تھا، فلاں نے یہ کیا تھا۔ ہم سب اپنے اپنے کئے کے ذمہ دار ہیں۔ جیسا کہ بائبل میں ہے کہ قیامت کے روز ہر کسی نے اپنی صلیب خود اٹھائی ہو گی۔ اب کہ یہ صلیب آپ نے خود اٹھانی ہے۔ آپ سے میری گزارش ہے کہ اپنی ترجیحات کے ساتھ ساتھ رویوں میں تبدیلی لائی جائے۔ ایک decency culture introduce کرایا جائے۔ میں نہایت ادب سے خصوصاً یہ بات آپ کے توسط سے عرض کرنا چاہتا ہوں آپ بہت اعلیٰ روایات کے حامل خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کسی سے عزت کروانے سے پہلے ضروری ہے کہ اس کی عزت کی جائے۔ پولیس والے بھی پاکستان کے شہری ہیں، ہمارے ہی بھائی ہیں۔ ان میں سے ایک پولیس میں چلا جاتا ہے، ایک آرمی میں چلا جاتا ہے اور ایک سیاستدان بن جاتا ہے لیکن سیاستدان بننے کے بعد اگر وہ اس دائرہ کار کے اندر رائیونڈ سے لے کر گلبرگ کے احاطے میں رہتا ہو تو اس کو یہ culture نہیں دینا چاہیے کہ اب پولیس کی عزت نفس ہے ہی نہیں۔ اب پولیس منہ چھپائے پھرتی ہے، اس نے کسی کو تحفظ کیا دینا ہے جو خود عدم تحفظ کا شکار ہے؟ ان کو اعتماد دیجئے اس سے ان میں جرأت آئے گی اور معاشرے کے مخالف لوگوں سے لڑنے کی جرأت آئے گی اور بڑے لوگ بڑی روایات پیدا کرتے ہیں اور بڑے لوگوں کے امین بڑی سوچ رکھتے ہیں اور بڑے لوگوں کے جو وارث ہوتے ہیں وہ ان کی اچھی روایات کے امین ہوتے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ مسلم لیگ والے چاہے کسی بھی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن مسلم لیگ کا نام آپ لوگوں کے ساتھ لگتا ہے۔ مسلم لیگ کی جو روایات ہیں، جو پاکستان بننے سے پہلے کی ہیں اور پاکستان بننے سے بعد کی بھی ہیں وہ ساتھ چلنے کی روایات ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ وزیر قانون صاحب نے جو فرمایا تھا ہم اس میں تو نہیں بولے اب اگر بعد میں جو مرضی بات کر لیں۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انصاف میں تاخیر اور تفتیش میں تاخیر بھی جرائم کو آگے بڑھاتی ہیں۔ اگر تفتیشی آفیسر کے لئے کوئی time frame دے دیا جائے کہ تم نے اپنی تفتیش اتنی دیر میں مکمل کرنی ہے۔ آج صورتحال یہ ہے کہ صوبے کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو کچھ بھی کماتے ہیں اگر ہمارا جھگڑا ہو گیا تو میری پہلی بچی جس کی میں نے شادی کرنی ہے تو اس کا

جہیز تو آج تھانیدار کے سپرد ہو گیا۔ اگر تفتیش لمبی ہو گئی تو میری دوسری بچی جس کی میں نے شادی کرنی تھی اس کا زیور بھی اس کے حوالے ہو گیا۔ یہ سب کچھ تاخیر ہونے کی وجہ سے ہے۔ آپ تفتیش کا time frame fix کر دیں۔ اس سے فوری طور پر آپ کو جو گواہیاں ملتی ہیں وہ بھی انصاف پر مبنی ہوتی ہیں لیکن جیسے جیسے یہ چکر لمبا ہوتا چلا جاتا ہے ویسے ویسے یہ کام خراب ہوتا چلا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میرے محترم رانا ثناء اللہ صاحب نے بڑے اچھے اور دھیمے انداز میں ہمیں بتایا کہ وہ access to Justice کے لئے بھی کچھ کر رہے ہیں۔ اگر اس کے ساتھ ساتھ یہ کوئی ایسا مصالحتی سسٹم بنا دیں کیونکہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ جو لڑائی ہوتی ہے، بعد میں proclaim defender باہر نکلتے ہیں، اشتہاری ہو جاتے ہیں، اپنے چچا، اپنے ماموں اور اپنے رشتہ دار کو مارنے کے بعد اشتہاری ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی کہ جو صورتحال اس وقت access to Justice کے حوالے سے بن رہی ہوتی ہے، اگر تو عدالت میں زیادہ تاخیر ہو جاتی ہے تو مدعی جو پہلے کسی کا باپ ہوتا ہے، بھائی ہوتا ہے جو کہ victim ہوتا ہے وہ اپنا بدلہ لینے کے لئے چل پڑتا ہے لیکن عدالتوں کے ذریعے اکثر اب دیکھا گیا ہے اور رجحان بن گیا ہے کہ عدالتوں کے فیصلوں کے پر لڑائیاں رکتی نہیں ہیں، جرائم رکتے نہیں ہیں، اگر فیصلہ مدعی کے حق میں ہو گیا اور قاتل پھانسی پر چڑھ گیا تو اس کے بھائی نے اگلے دن بندوق اٹھا لی اور اگر قاتل بری ہو گیا تو مقتول کے بھائیوں نے بندوق اٹھا لی۔ اس سے پہلے اگر ایسا کوئی مصالحتی سسٹم دے دیا جائے کہ جسے ہمارے علاقے میں رسائی کہتے ہیں، رسائی سے دشمنیاں ختم ہوتی ہیں۔ عدالتوں کا سسٹم اس قسم کا ہو گیا ہے۔ مجھے یہاں اسمبلی میں بات کرنے کا تحفظ حاصل ہے تو میں یہ بات کرتا ہوں ورنہ contempt کا کوئی بھی متحمل نہیں ہو سکتا کہ عدالتوں پر لوگوں کا اعتماد نہیں رہا۔ اس لئے نہیں رہا کہ عدالتوں کے جج صاحبان انصاف دینے سے عاری اس وجہ سے نظر آتے ہیں کہ ماحول کرپشن کا ہے۔ میں آج سے کوئی چھ ماہ پہلے کی بات یا بعد کی بات نہیں کرتا۔ یہ معاشرے کی بہتری کے لئے بات ہو رہی ہے اس لئے میں یہ بات کر رہا ہوں۔ اس وقت جج صاحبان یہ سوچتے ہیں کہ اگر میں نے انصاف دے دیا تو میرے نام پر کرپشن لگے گی تو مجھے انصاف دینے کا کیا فائدہ؟ اس لئے لوگوں کو انصاف بھی نہیں مل رہا، لوگوں کو انصاف دیا جانا ترجیح ہونی چاہیے۔ مجھے افسوس ہے کہ شاید میں جو کہوں وہ صحیح figure نہ ہو، اس دفعہ بجٹ میں access to Justice کے لئے تقریباً پیسے نہیں رکھے گئے۔ میری گزارش ہو گی کہ آپ بجٹ کو ملاحظہ فرما لیں اور اپنی ترجیحات میں اس کو لے کر آئیے access to justice کے لئے بجٹ

میں کچھ رقم reflect ہو جانی چاہیے تاکہ اس کے لئے کام ہو سکے اور اس معاشرے کو کچھ نہ کچھ مل سکے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ واقعی ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ جب بھی ہماری کوئی بہن لٹتی ہے تو وہ نہ اپوزیشن بنچوں کی ہوتی ہے اور نہ وہ حکومتی بنچوں کی ہوتی ہے۔ جب کسی کے گھر میں ڈاکا پڑتا ہے اور مزاحمت کرنے والا کوئی غیرت مند بیٹا جب اپنی بہن کے کانوں سے چھینی گئی بالیوں کو بچانے کے لئے گولی کھالیتا ہے تو نہ وہ (ن) کا ہوتا ہے اور نہ وہ (ق) کا ہوتا ہے اور نہ وہ MMA کا ہوتا ہے اور نہ وہ پیپلز پارٹی کا ہوتا ہے۔ وہ ایک پاکستانی شہری ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے لئے ہم نے یہ سب کچھ کرنا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس وقت امن عامہ کی صورتحال بہت ابتر ہے۔ اس کو سنبھالنے کے لئے اپوزیشن کے تمام ساتھی آپ کے ساتھ مل کر کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس سے کسی قسم کا road block نہیں ہوگا۔ ہم اپنا تعاون آپ کو پیش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں تمام بھائیوں کو معذرت کے ساتھ یہ کہوں گا کہ ہمیں تعصب کی عینک اتار کر یہ بات کرنی چاہیے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! آپ نے پہلے بھی ایک آدھ دفعہ ارشاد فرمایا تھا۔ آپ کے منصب پر میرا جواب دینا مناسب نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ سپیکر بننے کے بعد کسی پارٹی کے ممبر نہیں رہے اور آپ غیر جانبدار ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے پارٹی کی بات نہیں کی۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ آپ جو بھی کام یہاں ہاؤس میں کر رہے ہیں وہ اچھا کام کر رہے ہیں، وہ تعصب کی عینک اتار کر کریں تو میرے خیال میں اس سے بہتری اور نکھار آئے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین): میں نے تو اپنا تعاون پیش کیا ہے۔ اس میں اگر کوئی تعصب نظر آتا ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ بہر حال میری طرف سے آپ کے منصب کا جواب دینا بنتا نہیں ہے۔ آپ ہمارے custodian ہیں اور جو ارشاد فرماتے ہیں وہ بجا فرماتے ہیں۔ میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امن وامان پہلی ترجیح ہے۔ اس وقت امن وامان ابتر ہے۔ اس کو بہتر کرنے کے لئے اگر یہ حکومت کچھ کرنا چاہتی ہے تو اس کو میں آخری تجویز دینے کے بعد اپنی معروضات ختم کروں گا کہ پچھلی حکومت نے تھانہ culture تبدیل کرنے کے لئے ہائی وے پٹرولنگ

پوسٹیں بنائیں تھیں اور ان کو ختم کرنے کی بجائے ان کو بہتر طریقے سے جاری رکھا جائے۔انھوں نے پولیس کی تنخواہیں بڑھائیں تھیں۔اس حکومت نے یہاں پر access to justice کے لئے بہت زیادہ کام کیا تھا،اس کو آگے بڑھایا جائے۔جیسا کہ انھوں نے کسانوں کو اعتماد دینے کے لئے 12 ایکڑ تک tax free کیا تھا اور آپ 18 ایکڑ تک کر دیں،انہوں نے پانچ مرلے کے مکان کے لئے ٹیکس معاف کیا تھا اور آپ ایک کنال تک ٹیکس معاف کر دیں۔ہم تو تعاون پیش کر رہے ہیں۔لوگوں کو یہ کہنا کہ پانچ مرلے کی بجائے دس مرلہ تک ٹیکس معاف کر دیں،اگر یہ تعصب کی بات ہے تو میں یہ بھی واپس لیتا ہوں۔میں تو یہاں پر اپنا ایک حق سمجھتے ہوئے بات کر رہا تھا کہ ہر شخص کا اپنا نکتہ نگاہ ہوتا ہے اور ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں جو اپنے آپ کو کامل خطیب سمجھتے ہیں۔ہم میں غلطیاں ہوتی ہیں لیکن اس کی درستی کرنا آپ کا کام ہے۔ادھر سے ارشاد فرمائیں ہم وہ سن لیں گے کہ تم نے یہ غلط بات کی تھی اور آئندہ اس کو amend کر لیں گے۔رانا صاحب نے بہت سی باتیں کیں لیکن ایک اچھی بات یہ ہے کہ انہوں نے اس وقت کی ڈکیتیوں،چوریوں اور بدامنی کو پچھلے پانچ سال سے منسوب نہیں کیا جس پر میں نے ان کا شکریہ بھی ادا کیا ہے۔آپ یقین کر لیجئے گا کہ میں اپنے سیاسی فرائض اور پارٹی کی ہدایات کے اندر رہتے ہوئے کام کروں گا۔صوبے اور پاکستان کے لئے ہم سب لوگ مخلص اور محب وطن لوگ ہیں۔ہم سے کسی قسم کے تعصب کی بالکل امید نہ رکھیے گا۔ہم لوگ آپ کی بہتری کے لئے آپ کے ساتھ ہیں لیکن جب آپ رکیں گے،بھاؤ اچھائی کے لئے نہیں ہو گا،ترجیحات غلط ہوں گی، انتقام بڑھے گا اور لوگوں کو دبانے کی کوشش کی جائے گی تو پھر ہم مظلوم کا ساتھ دیں گے اور ظالم کا ہاتھ پکڑیں گے۔شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔شیخ علاؤالدین صاحب کا نام ہے،ان کے بعد چوہدری عامر سلطان چیمہ، میجر عبدالرحمٰن،ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ،رانا محمد افضل خان،چوہدری ممتاز احمد ججہ، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ اور محمد سعید مغل کا نام ہے۔لسٹ کافی لمبی ہے جن جن کا نمبر آئے گا اس حساب سے پکارتے جائیں گے۔شیخ صاحب! جتنا ہو سکے مختصر بات کیجئے گا۔گزارش یہ ہو گی کہ پانچ منٹ سے زیادہ ٹائم نہ لیا جائے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا نام بھی ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ کا نمبر آئے گا تو میں ضرور آپ کا نام پکاروں گا۔نمبر وار چلیں گے۔ first come first serve

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! تمام کے نام پکاریں تاکہ سب کو پتا ہو۔

جناب سپیکر: چلیں! مجھے نام بولنے دیں، ان کی یہ خواہش ہے۔ رانا محمد ارشد، معین وٹو، ماجدہ زیدی صاحبہ، محمد وارث کلو، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ، محترم محمد رفیق کا بھی نام ہے لیکن T.T.Singh نہیں لکھا ہوا تھا، آگے جناب محمد شفیق خان، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ، جناب محمد مسعود لالی، جاوید حسن گجر، جناب خالد جاوید گھرال، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، شیخ ممتاز احمد، مہر محمد اشتیاق، ملک جلال الدین ڈھکو، ملک جاوید اعوان، جناب خلیل طاہر سندھو، رانا تنویر ناصر، محترمہ انجم صفدر صاحبہ کا نام ہے یہ کوئی 28 نام میرے پاس آئے ہیں۔ اب جو ترتیب ہے اس کے مطابق چلنا پڑے گا۔ چودھری صاحب! میں آپ سے مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں کہ ٹائم کو اب آپ کسی طریقے سے بھی ایک منٹ بھی ضائع نہ کریں، یہ اس معزز ایوان کا قیمتی وقت ہے۔ اب میں شیخ علاؤالدین کو ٹائم دے رہا ہوں لیکن آپ پانچ منٹ اپنی گھڑی پر نوٹ کر لیں اس سے زیادہ وقت نہیں ملے گا۔ اب ایک بج کر 35 منٹ ہوئے ہیں اور 1:40 پر آپ کا ٹائم ختم ہو جائے گا۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن جتنا بھی مختصر ہوا کر دیتا ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے کہ وہ مملکتیں جہاں انصاف نہیں ہو گا وہ نہیں رہیں گی اور وہ مملکتیں رہ جائیں گی جہاں پر چاہے وہ کفر پر مبنی ہوں گی اور ان کا constitution کفر پر ہو گا، میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے مارچ اور جون کے اندر ڈکیتیوں، چوریوں اور اغواء وغیرہ پر توجہ دلاؤں گا کہ 564 قتل ہوئے ہیں، 2369 ڈکیتیاں ہیں، 842 گاڑیاں چوری ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: کتنے عرصے میں یہ ہوئی ہیں؟

شیخ علاؤالدین: یہ میں مارچ اور جون کے درمیان کا بتا رہا ہوں۔ ان کی میرے خیال میں بڑی وجوہات یہ ہیں کہ اوپر کی سطح پر پولیس افسران کی محنت کے باوجود نچلی سطح تک افسران کا رویہ، ان کے درمیان کرپشن اور معاملات جانتے بوجھتے کے باوجود prime and important سیٹوں پر ان کی تعیناتی ہے۔ آج بھی یہ سلسلے بند نہیں ہو رہے اور میں ذاتی طور پر یہ تجربہ رکھتا ہوں کہ میں نے اگر ایک جگہ سے دس دفعہ SHOs کو بدلوایا ہے تو اس کی جگہ جو بھی SHO آیا ہے وہ اس سے بھی زیادہ کرپٹ اور غلط ثابت ہوا ہے۔ جہاں تک DSPs کا کردار ہے تو ان میں زیادہ تر تعداد rankers کی ہے اور یہاں ہر معزز رکن یہ بات جانتا ہے کہ وہ ایسی لائن سے آتے ہیں اور انہوں نے اپنے آپ کو اس

طرح سے بنالیا ہوتا ہے کہ ان میں سے بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن سے کوئی فلاح کی امید ہوتی ہے۔ اس کے باوجود تحصیل ہیڈ کوارٹروں میں DSPs کی تعیناتی آج تک رک نہیں سکی۔ ASPs کہاں ہیں؟ حالانکہ آپ خود ایک active politician بھی ہیں---

جناب سپیکر: میں آپ کو interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن آپ اپنے صوبے کے ملازمین کا بھی خیال کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! چونکہ میں عوام کا نمائندہ ہوں اس لئے میرا فرض بنتا ہے کہ میں آپ کی اور اس معزز ایوان کی خدمت میں اصل حقائق پیش کروں لیکن آپ نے تو پہلے ہی پانچ منٹ کی پابندی لگا دی ہے۔ اب آپ نے دو منٹ لے لئے ہیں اس لئے وہ بیچ میں سے کٹ گئے ہیں۔ SHOs کی تعیناتی کے ساتھ ان کے جو ذرائع آمدنی ہیں ان سے زیادہ ان کا رہن سہن ہے میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ جس طریقے سے SHOs رہ رہے ہیں، جتنی مشروبات نقلی بِک رہی ہیں، جتنے کام اس وقت چاہے وہ drugs کی شکل میں ہوں، چاہے وہ کسی بھی قسم کے قحبہ خانوں کی شکل میں ہوں وہ بغیر SHOs کی مرضی کے نہیں ہو سکتے۔ یہاں پر سب جانتے ہیں کہ SHOs کے ساتھ جو ذاتی طور پر گارڈ ہوتے ہیں وہ زیادہ تر اشتہاری ملزم ہوتے ہیں اور ان کے پاس اتنا ہتھیار ہوتا ہے، ایسی ایسی گاڑیاں ہوتی ہیں آخر ان کو feed کرنے کے لئے بھی کچھ آمدنی چاہیے ہوتی ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ جب ایک پولیس افسر کے بارے میں سب کو پتا ہوتا ہے کہ اس کے source کیا ہیں تو وہ پوری کوششوں کے باوجود کیسے اچھے سے اچھے تھانے کو حاصل کر لیتا ہے۔ اس میں جن لوگوں کی بھی involvement ہے اس کو آج تک نہ توڑا جا سکا ہے اور نہ ہی ان کی تعیناتی کو توڑا جا سکا ہے۔ دوسرا یہ جو متنازعہ جائیدادوں سے آمدنی کا قصہ ہے یہ بہت دور تک جاتا ہے، اس میں جس جس پولیس افسر کا نام ہے اس کے بارے میں کن کن لوگوں کا کیا کیا کردار ہے لہذا اس کے اندر میری ایک تجویز ہے کہ تمام پولیس کی گاڑیوں میں فوری طور پر ٹریکر سسٹم لگنے چاہئیں تاکہ پولیس کے افسران کی movement اور اوپر IGP تک پتا ہو کہ میرا فلاں DPO فلاں DSP اس وقت کہاں move کر رہا ہے؟ movement جس پر اربوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے، movement جو جرائم پیشہ لوگوں کے خلاف ایک deterrence ہے اور ان کو پتا لگے کہ ڈی پی او یا ڈی ایس پی کہاں ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ وہ پولیس ملازمین جو خود ڈکیتیوں یا سنگین جرائم میں ملوث پائے گئے ہیں---

جناب سپیکر! مجھے پتا ہے آپ گھڑی دیکھ رہے ہیں لیکن ابھی کچھ وقت باقی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: میرے ابھی تین منٹ باقی رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: ذرا جلدی کریں۔

شیخ علاؤالدین: میں جلدی ختم کر دیتا ہوں۔ بجائے اس کے کہ ان کو نوکری سے برخاست کیا جائے، ان کو پھر prime posts دی جاتی ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم ایوان میں بیٹھے ہوئے رکن سے زیادہ یہاں پر کچھ خواتین اس قسم کی ہیں جو قحبہ خانہ چلاتی ہیں اور ان کا ہماری سوسائٹی میں اتنا کردار ہے کہ ہم اپنی تمام تر کوشش کے باوجود اسے نکال نہیں سکے۔ جوہر ٹاؤن میں جہاں ایک سابق وزیراعلیٰ رہتے ہیں ان کے گھر کے قریب ایک خاتون بصد کوشش آج تک پکڑی بھی گئی ہے تو within days واپس آئی ہے اور اپنا دھندا چلا رہی ہے۔ اس کو آج تک کیوں نہیں پکڑا جا سکا؟ کیوں ختم نہیں کرایا جا سکا؟ اس کے کہاں تک تعلقات ہیں؟ یہ سوچنے کا مقام ہے۔

جناب والا! بغیر لائسنس کے اسلحہ کی بھرمار ہے۔ مخالفین کو اسلحہ دکھانا بھی آج کل اس معاملے میں ایک بہت بڑا کردار ادا کر رہا ہے۔ میں اس میں صرف دو تین تجاویز دوں گا اور اس کے بعد ختم کر دوں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ آئی جی پنجاب کو تعیناتیوں کے حوالے سے free hand دیا جائے تاکہ ان سے پوچھا جائے کہ ہم نے آپ کو تو کہا تھا کہ آپ جس کو مرضی appoint کریں لیکن پھر یہ معاملات کیوں آ رہے ہیں؟ میں معزز ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ آئی جی پنجاب کو تعیناتیوں میں جب تک free hand نہیں دیا جائے گا، معاملات سنبھلیں گے نہیں۔ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آئی جی کو پتا بھی ہوتا ہے کہ یہ آدمی کرپٹ ہے اس نے وہی کرنا ہے جو پچھلے دس سال سے کر رہا ہے۔ وہ مجبور ہوتے ہیں، وہ اس کو تعینات کرتے ہیں اور نتیجہ وہی کہ ڈھاک کے تین پات آتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ کی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب! میں صرف ایک منٹ اور لوں گا۔ میری ایک عرض یہ ہے کہ Operations اور Investigation کے جو ڈیپارٹمنٹ بنائے گئے ہیں ان کو فوری طور پر merge کر دیا جائے۔ اس سے کرپشن کی دو برانچیں ہیں۔ دونوں سے عوام کو مصیبت پڑی ہوئی ہے لہذا اس کو ایک جگہ پر کر دیا جائے۔ یہ تجربہ عوام کو بہت مہنگا پڑ رہا ہے اور خاص طور پر میں پھر عرض کروں گا کہ ہر پولیس افسر کا source ضرور دیکھا جائے کہ اس کا source کیا ہے؟ rankers

سے ہماری جان چھڑوائی جائے اور پولیس کے پاس بہت سی ایسی جگہیں ہیں جہاں rankers جا کر لگ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! صرف آخری بات عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری عامر سلطان چیمہ!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو رہی ہے تو لازماً ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے اچھی تقریر کی، انہوں نے کچھ تجاویز سامنے رکھیں اور لاء منسٹر صاحب نے بھی ان تجویزوں کو نوٹ کیا ہے اور ان کا یہ کہنا کہ پچھلے دور میں کوئی سنجیدگی سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ مجھے یہ سن کر دکھ ہوا کیونکہ اس وقت بھی بہت سارے افسران اسی طرح گیلری میں بیٹھا کرتے تھے جیسا کہ آج آئی جی صاحب اور ایڈیشنل آئی۔ جی صاحب اور ہوم سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں اور وہ نوٹ کر رہے ہیں۔ مجھے دکھ اس بات پر ہو رہا ہے کہ بڑی سنجیدگی کا یہ معاملہ ہے اور حکومت کے کافی وزراء ہیں مگر ان میں سے صرف دو وزراء ایک سینئر وزیر صاحب اور وزیر قانون صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں۔ باقی وزراء آئے ہی نہیں اور ان کی سنجیدگی کا عالم یہ ہے کہ ان کو بھی اس صورتحال میں بیٹھنا چاہئے تھا بہرحال آج اگر ہم دیکھیں تو پچھلے چار ماہ سے لے کر اب تک کی---

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں معزز رکن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے کافی سارے وزراء نہیں ہیں۔ صرف 18 وزراء ہیں ہمارے پاس وہ فوج نہیں ہے جو چودھری پرویز الٰہی نے یہاں پر مسلط کی ہوئی تھی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! دو وزراء یہاں پر ہیں اور 16 وزراء غیر حاضر ہیں اس سے آپ کی حکومت کا سنجیدگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ وقت ضائع نہ کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! روز بروز لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورتحال اور پچھلے چار ماہ سے اگر دیکھا جائے تو آپ اگر روز اخبار پڑھیں تو روزانہ اخبار میں یہی سلسلہ ہوتا ہے کہ کتنی ڈکیتیاں، کتنی وارداتیں ہو رہی ہیں، کتنی قتل و غارت ہو رہی ہے، کتنے شہری پریشان ہو رہے ہیں، ان کی کاریں چوری ہو رہی ہیں۔ آئے دن street crime کے بڑھتے ہوئے رجحان سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حکومت کی ترجیحات کس طرف جا رہی ہیں۔ روز موبائل فونز کو چھینا جاتا ہے، پھر ان موبائل فونز کے ذریعے ڈاکا اور چوری کی وارداتیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح ہمارے دیہی علاقوں میں مویشی چوری کی وارداتیں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں اور پولیس اس بارے میں سوچنے پر گوارا نہیں کرتی کہ ان لوگوں کے بارے میں بھی سوچ لیں۔ پولیس ڈکیتی کی وارداتوں کو چوری کی وارداتیں بنا کر ایف آئی آر درج کرتی ہے۔ اسی طرح پولیس ٹارچر بنائے جاتے ہیں اور لوگوں پر ناجائز پرچے دیئے جاتے ہیں اور سیاسی بنیادوں پر ان پرچوں کا اندراج ہو رہا ہے۔ یقیناً جب پولیس کو سیاسی طور پر استعمال کیا جائے گا تو اس کا لا محالہ حشر یہی ہو گا جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ اگر آپ اخبارات دیکھیں تو روزانہ کے اخبارات پر یہی معاملات آتے ہیں۔ میں نے بھی چند تحریک التوائے کار اسی سلسلہ میں دی تھیں اور ایک جو افسوس ہوتا ہے کہ ماڈل ٹاؤن میں پروفیسر طاہر مسعود جو کہ چلڈرن ہسپتال کے ڈین ہیں، ماڈل ٹاؤن میں ان کی رہائش ہے اور ماڈل ٹاؤن جو ہماری بڑی بڑی سیاسی ہستیوں کا علاقہ ہے وہاں پر دن دہاڑے ان کے ساتھ ڈکیتی کی جاتی ہے اور پولیس نے ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی اور ملزمان پکڑے نہیں گئے۔ اسی طرح اگر آپ میرے شہر سرگودھا میں دیکھیں تو وہاں پر بھی آئے دن یہ وارداتیں بڑھتی جا رہی ہیں اور یہاں تک کہ تاجر بنکوں سے پیسے لے کر باہر نکلتے ہیں تو ڈاکو ان سے پیسے چھین لیتے ہیں اور انجمن تاجران نے اس پر احتجاج کیا لیکن اس پر کوئی نظر نہیں ڈالی گئی۔ اگر دیکھا جائے تو دن بدن کی یہ بڑھتی ہوئی وارداتیں، پولیس کا moral جو دن بدن گر رہا ہے، صرف suspending کر کے ان کو حل نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں پر سیاسی طور پر ڈی ایس پیز کی تعیناتی کی جا رہی ہے اور یہ کیوں کی جاتی ہے اس لئے کہ ڈی۔ ایس۔ پی ایک سیاسی آدمی کا حکم اچھے طریقے سے مان لیتا ہے جبکہ اے ایس پی میرٹ کی بات کرتا ہے۔ یہاں پر میرٹ کی بات اور قانون کی بات ہوئی تو میرا خیال ہے کہ یہاں پر آئی جی صاحب تشریف رکھتے ہیں، میں آپ کی وساطت سے انہیں کہوں گا

کہ خدارا! ان کی تقرریاں میرٹ پر کریں تاکہ عوام کی یہ جو بے حالی ہے اور آئے دن کی یہ جو وارداتیں ہیں ان پر قابو پایا جاسکے۔

جناب والا! میں یہ چاہوں گا کہ محلہ اور گاؤں کی سطح پر ٹھیکری پہروں کا اقدام کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا ایک منٹ باقی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: یہاں پر مصالحتی کمیٹیاں بنائی جائیں تاکہ یہ سلسلہ بہتر ہو سکے۔ پولیس آرڈر پر بہتر طریقے سے عملدرآمد کروایا جائے۔ پبلک سیفٹی کمیشن کو مزید فعال کیا جائے تاکہ پولیس کا moral بہتر کیا جاسکے۔ یہاں پر ناجائز اسلحہ تو لوگ عام لے کر پھرتے ہیں لیکن ایک عام شہری کو لائسنس لینے کے لئے کتنی دشواریاں ہوتی ہیں ان کو خدارا! اپنے تحفظ کے لئے اسلحہ لائسنس کا اجراء کیا جائے تاکہ بہتر طریقے سے وہ اپنا تحفظ کر سکیں۔ یہاں پر پولیس کی آمدورفت کو بہتر کرنے کے لئے پچھلے دور میں جو جدید اسلحہ دیا گیا تھا اس کو مزید بہتر کیا جائے اور پولیس کو اچھے ہتھیاروں سے لیس کیا جائے۔ آمدورفت کو بہتر کرنے کے لئے پولیس اور اچھی گاڑیاں دی گئیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پولیس کے بڑے بڑے افسران اپنے بچوں کو سکول لے جانے کے لئے ان گاڑیوں کا استعمال کرتے ہیں۔ اس سلسلے کی روک تھام کے لئے اقدامات کئے جائیں تاکہ پولیس والے ان کو صحیح معنوں میں پولیس پٹرولنگ کے لئے اور ملزموں کو پکڑنے کے لئے استعمال کریں نہ ان double cabins کو اپنے بچوں کو سکول لانے کے لئے استعمال میں لایا جاسکے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! گھنٹی کا وقت ہو گیا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! خودکشی کے رجحان جو بڑھ رہے ہیں اسی وجہ سے بڑھ رہے ہیں کہ یہ معاملات بڑھتے جارہے ہیں۔ خصوصی عدالتوں کے نظام کو بہتر کیا جائے کیونکہ خصوصی عدالتیں تو ہیں لیکن اکثر خصوصی عدالتوں کے جج وہاں پر بیٹھ کر وقت نہیں دیتے اس لئے اس نظام کو بہتر کیا جاسکے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! سابق وزیر موصوف نے پولیس آرڈر 2002 کی دھجیاں اڑائی ہیں۔ پہلے ان سے پوچھا جائے کہ پولیس آرڈر 2002 بنایا کس نے تھا؟ اس کے تحت جو اس وقت تفتیش کا طریق کار ہے وہ انتہائی غلط ہے۔ صرف ایک جگہ سے investigation ہوتی ہے وہ ناانصافی پر مبنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سن لی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں عرض کروں کہ یہ ان کی اپنی رائے ہے۔ جب ان کی باری آئے گی تو یہ وہاں پر speech کر لیں۔ میں نے تو کہا ہے کہ پولیس آرڈر میں جو خامیاں ہیں ان کو دور کر کے اس کو بہتر اور فعال کیا جائے۔ میں نے وزیر قانون صاحب کو یہ تجویز دی ہے کہ پبلک سیفٹی کمیشن کا جو سسٹم بنایا گیا تھا، مصالحتی کمیٹیاں بنائی گئی تھیں، ان کو فعال کیا جائے تاکہ ایک عام آدمی کی نمائندگی ہو اور وہاں پر سیاسی کلچر کی بجائے، سیاسی رشوت دینے کی بجائے purely merit پر کام ہو۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جیسے تفتیشی نظام کے بارے میں بات کی گئی ہے تو naturally اس کو بہتر کرنے کا وقت ہے اور مجھے امید ہے کہ اس پر بھی لاء منسٹر صاحب غور کریں گے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! تشریف رکھیں۔ آپ کا ٹائم پورا ہو گیا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! خدارا! ہمیں بھی سن لیا کریں، شاید ہم ایسی کوئی تجویز دے دیں جس میں حکومت کو بہتر طور پر کام کرنے کا موقع مل سکے۔ جیل کے ماحول کو بھی بہتر کیا جائے کیونکہ وہاں پر ملزم جاتے ہیں تو وہ سزا کو کاٹنے کے بعد بجائے اس کے کہ وہ معاشرے کے بہتر شہری بن سکیں لیکن دیکھا گیا ہے کہ وہاں کے سسٹم میں جا کر انہیں اور تربیت دے کر بھیجا جاتا ہے۔ وہاں اسے یعنی ایک عام شہری کو اس طرح رکھا جاتا ہے کہ جو بڑے ڈکیت چور ہیں وہ یہاں پر آکر گینگ بنتے ہیں۔ وہاں پر آپ نے اکثر دیکھا ہو گا کہ ان کی تربیت اور نشو و نما بڑے گینگ کے ملزموں کے ساتھ ہوتی ہے اور اکثر جب پولیس والے تفتیش کرتے ہیں تو وہ ایسے گینگ کو پکڑتے ہیں تو پتا چلتا ہو گا کہ یہ گینگ کیسے بنے تو پتا بعد میں یہی چلتا ہے کہ وہ جیل میں اکٹھے ہوئے اور وہاں سے انہوں نے ایک

گینگ بنایا اور انہوں نے یہ ڈکیتی اور راہزنی کی۔ خدارا! جیلوں کا نظام ایسا بنایا جائے کہ وہاں پر جانے والے ملزم سزا کاٹ کر معاشرے کے مفید اور بہتر شہری بن سکیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: عبدالرحمٰن رانا صاحب!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بغیر کسی تمہید کے عرض کروں گا کہ امن وامان کی جو حالت ہے وہ سب پر عیاں ہے اور پولیس کی پوزیشن اور کارکردگی بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ میں اس میں نہیں جاؤں گا۔ عام طور پر الزام لگایا جاتا ہے کہ پولیس کی کارکردگی اس لئے بہتر نہیں ہے کہ یہ پولیس politicize ہو گئی ہے اور پولیٹیکل پریشر بہت زیادہ ہے۔ میں اس چیز کو رد کرتا ہوں کہ جڑانوالہ تحصیل جو میری تحصیل ہے اور یہ واحد تحصیل ہے جہاں پر جب سے یہ نئی حکومت آئی ہے ایک بھی تبادلہ سیاسی بنیادوں پر نہیں ہوا۔ نہ کسی ایم این اے نے، نہ کسی ایم۔پی۔اے نے کوئی سفارش کی، کسی SHO کے تبدیل کرنے کی لیکن پھر بھی ہر تیسرے دن وہاں کا SHO تبدیل ہوتا ہے اور جس SHO کو تبدیل نہیں کرنا چاہیے وہ ایم۔پی۔اے، ایم این اے ان کی ہزار سفارش کریں وہ نہیں ہوتا۔ یہ کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اندر پولیس کے کچھ سینئر افسران جو جرائم کی پشت پناہی کرتے ہیں، وہ جب دیکھتے ہیں کہ ایک SHO ٹھیک کام کر رہا ہے، ان کے چاہنے والوں کے خلاف کام کر رہا ہے تو اس کا تیسرے دن تبادلہ ہو جاتا ہے۔ یہ پولیس صرف ایک نعرہ بن چکی ہے کہ یہ politicize ہو چکی ہے۔ کمزوری ان کے اندر کی ہے اور اس کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔ سب سے بڑی problem لاء اینڈ آرڈر کی اس وقت ہوتی ہے جب عوام کو یہ پتا چلے کہ ہمیں انصاف نہیں مل رہا اور یا اگر ملتا ہے تو دیر سے ملتا ہے تو ہر آدمی لاء اینڈ آرڈر کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتا ہے۔ میں اس کے لئے یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت پانچ یا چھ قسم کی پولیس بنائی جا چکی ہے اور lower level کے اوپر ان کا کوئی command structure ہے اور ان کے اندر کوئی co-ordination نہیں ہے۔ جب پولیس ایکٹ میں ترامیم ہو رہی ہیں تو اس کو آرڈینیشن کا خاطر خواہ بندوبست کیا جانا چاہئے اور اس کے ساتھ یہ تفتیش اور watch & ward کا محکمہ الگ الگ کیا ہے۔ پہلے رشوت ایک جگہ دینی پڑتی تھی اور اب دو جگہ دینی پڑتی ہے۔ اس کے لئے میرا خیال ہے کہ ہم واپس اسی مقام پر آ جائیں تاکہ لوگوں کی یہ تکالیف دور ہو جائیں۔

جناب سپیکر! میری دوسری recommendation ہے کہ رواج تھا کہ پیرول کے اوپر لوگوں کو رہا کرتے تھے۔ اس سسٹم کو بہتر بنایا جائے تاکہ جیل کے اوپر لوڈ کم ہو کیونکہ جو بھی آدمی جیل میں جاتا ہے وہ اگر پہلی دفعہ جرم کر کے گیا ہے تو وہاں سے وہ پکا مجرم بن کے نکلتا ہے تو وہاں پر تربیت کی ضرورت ہے اور یہ تربیت اسی وقت ہو گی جب وہاں پر لوڈ کم ہو گا۔ پیرول کے اوپر زیادہ سے زیادہ لوگ جو چھوٹے چھوٹے جرائم میں ملوث ہوتے ہیں، کوشش کی جائے کہ ان کو پیرول کے اوپر رہا کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! لڑائیوں والے کیس ہیں، لوکل گورنمنٹ آرڈیننس یہ کہتا ہے کہ مصالحتی کمیٹیوں کے اجراء کو ممکن بنایا گیا ہے لیکن آج تک ان کو نافذ نہیں کیا گیا۔ اگر یہ قانون بن جائے کہ یہ لڑائیوں والے مقدمے مصالحتی کمیٹیوں سے ہو کر پولیس کے پاس آئیں گے تو پولیس کے اوپر جرائم کا بوجھ کم ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد چھوٹے جرائم کے اوپر بجائے ملزم کو جیل بھیجنے کے اگر اس کے اوپر جرمانے کئے جائیں تو حکومت کو مالی فائدہ بھی ہو سکتا ہے اور جیلوں کے اوپر جو بوجھ ہے وہ بھی کم کیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح عدالتوں کے اوپر بوجھ کم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم چھوٹے چھوٹے مقدمات مصالحتی انجمن یا مصالحتی کمیٹیوں کے پاس by law بھیجیں اور پنچائیت کمیٹیوں کے فیصلوں کو قانونی شکل دی جائے تاکہ عدالتوں کے اوپر جو بوجھ زیادہ ہے اور بہت زیادہ مقدمات زیر التوا ہیں اور عدالتوں کے اندر انسان کی اور آدمی کی عزت نفس کا خیال رکھا جائے۔ وہاں پر ملزم، مدعی، مدعا علیہ، گواہ جو حکومت کی مدد کرتے ہیں سب کو ایک جیسا سلوک ملتا ہے۔ چاہے وہ تھانہ ہو، چاہے وہ عدالت کے باہر ہو، آج آپ چلے جائیں ایک آدمی اگر گواہی دینے کے لئے، گواہی کی مدد ہے کہ وہ حکومت کی مدد کر رہا ہے، اس کو صبح سے لے کر شام تک وہاں پر کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں ہے اور شام کو اسے پتا چلتا ہے کہ اگلی تاریخ پر آئیں۔ جب تک یہ حالات بہتر نہیں ہوں گے، لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر بنانے کے لئے تو میرا نہیں خیال کہ یہ کوئی بہتری ہو سکتی ہے۔

آخری بات یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے ایک اچھا قدم اٹھایا کہ ججز کے الاؤنس تین گنا کر دیئے تاکہ وہ اپنا کام تسلی سے اور بغیر کسی ذہنی دباؤ کے کر سکیں لیکن اصل مسئلہ عدالت کے نچلے level

کے ملازمین کا ہے۔ اگر کرپشن ہے تو ان کے اندر ہے۔ اگر وہاں پر inefficiency ہے تو وہاں پر بھی موجود ہے۔ ان کے متعلق بھی خیال کیا جائے تاکہ ان کی حالت کو بہتر بنا کر، عدالتوں کی حالت کو بہتر بنایا جائے تاکہ لوگوں کو انصاف مل سکے۔

اس کے ساتھ تحصیل level پر میں گزارش کروں گا کہ اگر ممکن ہو جیسے مجھ سے پہلے ایک فاضل ممبر نے مشورہ دیا ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ DSPs کی جگہ پر جو خاص طور پر بڑی تحصیلیں ہیں وہاں پر ASPs آنے چاہئیں کیونکہ ان کی کارکردگی تقریباً باقی اپنے DSP جو ہم عہدہ ہیں ان سے بہتر ہوتی ہے۔ جتنی بڑی تحصیلیں ہیں، معیار مقرر کر دیا جائے کہ وہاں پر DSP کی بجائے ASP آئیں۔ بہت شکریہ، مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچ منٹ کا ٹائم جس طرح پہلے رکھا گیا ہے۔ تو پورے پانچ منٹ پر bell بجا دی جائے گی۔ اب ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ بات کریں گی۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ میں نے ڈاکٹر صاحبہ کو ٹائم دیا ہے اس کے بعد آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف دو نکات پر بات کروں گی۔ سب سے پہلے تھانہ کلچر میں جو loop hole ہے اس کے بارے میں ذکر کروں گی کہ تھانے کی جو promotion ہے اور تھانے میں جو لوگ SHO وغیرہ ہیں، ان کی جو promotions ہیں اس میں FIR کاٹنے کا بڑا عمل دخل ہے۔ انعام کے طور پر کہ جس SHO نے جتنی FIRs کاٹی ہوتی ہیں، اس کو promotion بھی دی جاتی ہے اور مراعات بھی دی جاتی ہیں۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بات کر رہی تھی ایف آئی آر کی کہ number of FIR جو کاٹی جاتی ہیں ان SHOs کو promotion دینے یا تھانے کی مراعات بڑھانے میں ان کو بھی consider کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ پبلک کو زیادہ disturb کیا جاتا ہے۔ SHO اپنی خاطر پبلک کو اس سے بہت زیادہ penalize بھی کرتے ہیں اور victimize بھی کرتے ہیں۔ میری یہ

suggestion ہے کہ criteria کو revise کیا جائے۔SHO یہاں تک کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے investigation کرنی ہو تو پبلک کے نمائندے سے گاڑی بھی منگواتے ہیں اور اگر انہوں نے لکھنا ہو تو ان سے سٹیشنری اور پنسلیں تک منگواتے ہیں اس پر بھی تھوڑا check and balance کیا جائے۔ میں خانیوال میں Public Safety Commission کی three tenure تک ممبر رہی ہوں اس میں بھی یہی تھا کہ جب Public Safety Commission جو check and balance تھا پولیس کی performance پر جب ہم نے ان کے تقریباً تین چار سو کیس کئے تو وہ refer ہو کر اسی District کے DPO کے پاس جاتے تھے جبکہ DPO کے پاس جانے کی بجائے Home Department یا Provincial Safety Commission کے پاس ان کی findings آنی چاہیے تھیں۔ اس لئے kindly جب District Safety Commission, Safety Commissions کام کرتے ہیں تو جو ان کے provincial feed back ہیں ان کو authorize کیا جائے نہ کہ اسی District کے DPO کو۔ اگر آپ نے انہی کی شکایت انہی کو کرنی ہے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس کے check and balance کا کیا سلسلہ ہو گا؟ دوسری بات جو میں نے پہلے بھی ایک دفعہ کی تھی کہ خواتین کے خلاف جب بھی جرائم سامنے آئے ہیں تو وہ ایک بہت بڑی extreme پر ہوتے ہیں۔ ان میں rape cases ہیں، مار دھاڑ، قتل و غارت کے cases ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے پاس female police نہیں ہے۔ آپ کو ہر District میں باقاعدہ ایک heavily female employed police چاہیے۔ جب ایک خاتون بھرے تھانے میں جائے جہاں پر Investigation Officers کی language بڑی substandard ہوتی ہے اس کے سامنے خواتین بات کرتے ہوئے جھجکتی ہیں اسی وجہ سے چھوٹے پیمانے پر جب جرائم کی رپورٹنگ کے لئے خواتین جاتی ہیں تو ان کو نہیں پکڑا جاتا۔ میں ادھر DCO کو ثر غفار کا ذکر کروں گی جو ہمارے خانیوال کی DCO تھیں وہ ایک بڑی مزیدار بات سناتی تھیں کہ ایک خاتون تھی جس نے سوچا کہ اب یہاں پر female D.C.O آ گئی ہے تو میری شنید ہو گی۔ اس کا خاوند اس کو ہر روز مارتا تھا، وہ بڑا protocol follow کر کے DCO کے پاس پہنچی اور کہا کہ آپ اپنے ڈی آئی۔ جی یا ایس۔ پی یا جس کو بھی آپ Commission کریں کہ وہ آ کر میرے خاوند کو منع کرے۔ شام تک جس شخص کو اس کے ساتھ بھیجا گیا وہ ایک سپاہی تھا اور سپاہی اس عورت کو راستے میں سمجھاتا گیا "اوہ بی بی! خاوند کے خلاف شکایت نہیں کرتے۔ چھوٹی موٹی خاوند کی چپیڑ چٹک کو برداشت کر لیتے ہیں" لیکن وہ عورت

قتل بھی ہوئی اور اس چیپڑ چٹک والے خاوند نے اس کے ناک کان بھی کاٹے اور اس کی نشتر ہسپتال میں پلاسٹک سرجری ہوئی۔ میرا قصہ سنانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جب تک female crime کو چھوٹے level پر females ہی حل نہیں کریں گی اور یہ اب ایک gender کی طرف بڑھتا ہوا ادارہ ہے GRAP اور GRVI پروگرام ہیں تو female police کی بھرتی پر میں suggestion دوں گی۔ یہاں اسمبلی میں 22 فیصد خواتین بیٹھی ہیں تو کم از کم 10 فیصد، 15 فیصد اور 20 فیصد female police بھرتی ہونی چاہئیں۔ جب آپ کے سپاہیوں کی بھرتی کھلتی ہے اور آپ کوٹا بھی دیتے رہے ہیں کہ اتنے سپاہی بھرتی کرالیں تو خواتین، خواتین کو کیوں نہیں بھرتی کروا سکیں؟ ہمارے ضلع خانیوال میں سات یا آٹھ خواتین پولیس ہیں اور اس کے علاوہ ڈی۔ ایس۔ پی شاید ایک ہے۔ جب گاڑیاں آتی ہیں تو male D.S.Ps کو تو بڑی لمبی لمبی اور نئی گاڑیاں دی جاتی ہیں اور بیچاری اس رابعہ کو تھکی ہوئی اور ٹوٹی ہوئی گاڑی دیتے ہیں۔ میں خواتین پولیس کے حق میں بات کرنا چاہتی ہوں کہ ان کی بھرتی کو ensure کیا جائے، legislate کیا جائے اور یہ consider کیا جائے کہ کم از کم 20,22,30 فیصد خواتین پولیس ہر ضلع میں قائم کی جائے۔ ہر ضلع کے تھانے میں ایک female wing قائم کیا جائے تاکہ خواتین جو 51 فیصد ہیں اور وہ صرف اور صرف مردوں کی اجارہ داری میں زندگی گزار رہی ہیں اس کا sense change ہو۔ یہ میری suggestions ہوں گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، رانا محمد افضل خان ملائیشیا returned!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں جو تجاویز اور جو پروگرام رانا ثناء اللہ صاحب نے حکومت کی طرف سے پیش کئے۔ ان چند لمحوں میں جو آپ نے مجھے دیئے میں directly تجاویز پر جاؤں گا۔ میری پہلی تجویز یہ ہے کہ بالخصوص پولیس کے دفاتر میں اور DCOs کے دفاتر میں ایک عام شہری کی application وصول نہیں کی جاتی اور جب وہ شہری درخواست لے کر جاتا ہے تو اس کو one window operation کے تحت اس پر مہر لگا کر درخواست کا نمبر اور تاریخ جاری نہیں کی جاتی۔ میں گزشتہ آٹھ سال سے یہ کوشش کر رہا ہوں کہ ہمارے DPO صاحبان اور DCO صاحبان اس شخص کو فوراً فارغ کر دیں، اس کو کہیں کہ آپ کی درخواست اس نمبر کے تحت وصول ہو گئی ہے اور اب آپ کو بلایا جائے گا یا آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ basic حق ہے ایک درخواست دہندہ کا جو آج ہمارے پنجاب میں اس کو حاصل نہیں ہے۔ میں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ جو ججز کی تنخواہوں میں تین گنا اضافہ کیا گیا لیکن میں یہاں یہ کہنا چاہوں

گا کہ عدلیہ ہو یا ہمارے پولیس کے افسران ہوں، سرکاری اہلکار پر حکومت کا check and balance ہونا چاہئے۔ ہمیں ان کو سہولیات بہتر کر کے دینی چاہئیں۔ آپ نے مجھے ملائیشیا کہا تو یقیناً میں وہاں کی مثال دینا چاہوں گا، میں نے اس چیز کو وہاں چیک کیا کہ ججوں اور پولیس افسران پر کس طرح سے کنٹرول کیا جاتا ہے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ہم ان کو compounds میں رکھتے ہیں، ان compounds میں ہمارا گیٹ سسٹم ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے سول جج اور ہمارے پولیس افسروں کو کون ملنے جارہا ہے۔ ہم نے سہولیات میں ان کو کلب مہیا کئے ہیں جس میں وہ exercise کریں، swimming کریں، ہم ان کو سہولیات دیتے ہیں، ان کو ٹرانسپورٹ مہیا کرتے ہیں لیکن سپیشل برانچ جیسے جو ادارے ہیں جو صرف مخالفین اور سیاسی رہنماؤں پر نظر رکھتے ہیں وہاں وہ حکومت کے اہلکاروں پر نظر رکھتے ہیں کہ ان سے کون ملتا ہے۔ وہ کس کو ملنے جاتے ہیں ان کی سرکاری غیر سرکاری وقت میں کیا کارروائیاں ہیں؟ ہمارے شہروں میں پپو اور بلو نام کے agents ہیں جو ایک A.S.P آج سے بیس سال پہلے فیصل آباد میں آیا اور آج وہ I.G بن کے ریٹائرڈ ہو گیا ان سب کے ساتھ تعلقات چلتے رہتے ہیں۔ جب ہم ان افسروں کے دفتروں میں جاتے ہیں تو وہ پرانے ٹاؤٹ ہوتے ہیں، وہ ہمارے سے بہتر پوزیشن میں وہاں بیٹھے ہوتے ہیں۔ اس کی کمی صرف یہ ہے کہ ہمارے چیک کرنے والے ادارے ان کو چیک نہیں کرتے کہ ہمارے افسران اپنے ٹائموں میں کیا کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! تھانہ کلچر کے سلسلے میں دنیا کے اندر دو ranks ہیں۔ ایک ranker جب نوکری شروع کرتا ہے تو وہ سارجنٹ کے level پر اور حوالدار کے level پر ختم ہو جاتی ہے، اس کے بعد officer cadre شروع ہوتا ہے۔ ہم نے درمیان میں ایک DSP کا cadre رکھا ہوا ہے۔ اب ایک DSP کے پاس جو powers ہیں وہ اپنی نوکری کے آخری مراحل میں DSP بنتا ہے اور اس کو پتا ہوتا ہے کہ دو تین سال تک میں نے ریٹائر ہو جانا ہے تو وہ مال اکٹھا کرنا شروع کر دیتا ہے میں چاہتا ہوں، میری تجویز ہے کہ ہماری پولیس کے اندر ASPs کی تعداد کو بڑھایا جائے، ایک آفیسر کیڈر کی پوری pyramid ڈیزائن کی جائے جو نیچے سے ASPs ہوں اور پانچ سال کے بعد ایک سٹار ان کو اور لگے پھر وہ SPs بنیں، ان کو بھی اسی طرح سے ہم ہر شہر کے اندر لگائیں کیونکہ جو ایک career officer ہوتا ہے، جو ASP join کرتا ہے اور وہ سوچتا ہے کہ ایک دن میں I.G Punjab بنوں گا تو

اس کو اپنے career کا حساب ہوتا ہے، نہ کہ ایک DSP کو جس کو پتا ہے کہ میں نے چند دن کے بعد ریٹائر ہو جانا ہے اور میں مال کیوں نہ کماؤں؟

جناب سپیکر! تیسری چیز جو آپ سے منسلک ہے اگر آپ ملک کے اندر crime کو کنٹرول کرنا چاہتے ہیں اور Law and Order کو establish کرنا چاہتے ہیں تو اپنے ہاؤس کی committees کو فعال بنائیں ، آپ دوسری parliaments کو دیکھیں جہاں پر committees کے پاس Suo motu notice لینے کی powers ہیں۔ جہاں پر آپ کے ہاؤس کی جو committees ہیں وہ Public complaints کو directly receive کر کے ان کے اوپر action لینے کی powers رکھتی ہیں اور اگر ہاؤس کی committees میں آپ ان ممبران کو powerful بنائیں گے اور یہ ممبران جو ہیں effectively ان چیزوں کے اوپر نظر رکھیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک بہت مثبت development ہو گی جو پنجاب میں تبدیلی لا سکے گی۔

جناب سپیکر! میری آخری درخواست ہے کہ دو areas ہیں جن کے اندر آج ہم بے بسی کے شکار ہیں ایک prostitution ہے جس کے اوپر پولیس والے ہاتھ نہیں ڈالتے، ایک منشیات کا معاملہ ہے اس کے اوپر بھی پولیس والے ہاتھ نہیں ڈالتے، ان کے اوپر میری تجویز ہے کہ حکومت پنجاب کمیشن بنائے اور وہ کمیشن کے اندر پارلیمنٹ کے ممبران ہوں اور اس کے اوپر seriously ایک planning کے تحت ان دو areas کو کیونکہ جس طرح سے بے روزگاری بڑھ رہی ہے، جس طرح سے بے روزگاری کے ساتھ یہ allied مسائل ہیں۔ ان دو areas میں ہمیں کام کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترم معین وٹو صاحب!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں sorry، بالکل میں نے آپ کو کہا تھا۔ وٹو صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، فرمائیں میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ایک اختلافی اور اصولی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے نیچے کوئی ایسا کمپیوٹر لگا ہوا ہے جو پسند اور ناپسند کی بنیاد پر list تیار کر کے آپ کو بھیجتا ہے؟ آپ نے جب امن عامہ پر بحث کے لئے نام مانگے تو سب سے پہلے میں نے اپنا نام لکھ کر آپ کی کرسی تک پہنچایا اور یہ آپ کے آدمی گواہ کھڑے ہیں لیکن جب نام announce ہوئے تو میرا

نام پچاس معزز ممبران کے بعد پکارا گیا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ discrimination کیوں ہے؟ پسند اور ناپسند کوئی پہلے سے موجود ہوتی ہے جو آپ کو لسٹ پہنچائی جاتی ہے کہ کن لوگوں نے پہلے بولنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی یہ لسٹ جو ہے اس کے مطابق ہی چل رہے ہیں۔ آپ کا پندرہواں نمبر ہے اور آپ کی نمبر پر باری آئے گی۔ تشریف رکھیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: اس کا تو جواب دے دیں کہ آپ کے پاس کمپیوٹر موجود ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وہ ادھر سے ہی لسٹ بن رہی ہے۔ (قہقہہ)

معین وٹو صاحب!

جناب محمد معین وٹو: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کا جو بحث کا دن ہے یہ میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی اہم ہے اس لئے کہ جس ملک اور صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر نہ ہو وہاں نہ تو کوئی شہری اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے اور نہ ہی وہ ملک اور صوبہ کسی لحاظ سے ترقی کر سکتا ہے۔ جب ہم لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو discuss کرتے ہیں اور اس کا ذکر کرتے ہیں تو ہمیں پولیس اور عدلیہ کا ایک ساتھ ذکر کرنا پڑتا ہے۔ یہ لمحہ فکریہ ہے کہ آج تک جتنے ادوار گزرے ہیں اور with the passage of time لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کی جتنی اصلاحات کی گئی ہیں اس کا result بالکل اس کے برعکس ہوتا گیا ہے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال میں مسلسل decay آتا گیا ہے اور خاص طور پر جب ہم سابقہ ادوار میں دیکھتے ہیں تو جہاں تک پولیس کی معاشی ضروریات ہیں اس کے لئے یقیناً incentives دیئے گئے ہیں۔ میں سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر یہ موضوع discuss کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ایک ایسا موضوع ہے کہ جس میں ہمیں ایک دوسرے پر الزام تراشی نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس مسئلے کا حل تلاش کرنے کے لئے غور و فکر کرنا چاہیے۔ اس کے لئے تجاویز دینی چاہئیں اور اس کی وجوہات پر غور کرنا چاہیے۔

جناب والا! اگر ہم غور کریں تو جیسے جیسے وقت گزرتا گیا ہے اسی طرح پولیس کے فنڈز میں، انتظامی معاملات میں incentives دیئے گئے ہیں لیکن افسوس سے کہنا یہ پڑ رہا ہے کہ جرائم اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال میں مسلسل اضافہ ہوتا گیا ہے۔ یہ بات قابل غور ہے اور اس میں بہت ساری وجوہات ہیں کہ اب وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف سے لوگوں نے یقیناً بڑی امیدیں وابستہ کی ہوئی ہیں کہ جب وہ وزیراعلیٰ بن جائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ حالات ٹھیک ہو جائیں گے میں کسی سیاسی

وابستگی کے بغیر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آج پورے ملک میں، پورے صوبے میں، جتنی بھی DPOs صاحبان کی postings ہوئی ہیں میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ کسی سفارش کے بغیر ہوئی ہیں اور یہ بھی میں بتادوں کہ میں بحیثیت ایم پی اے ہو سکتا ہے کہ میں بھی کبھی aggrieved feel کرتا ہوں کہ میری پسند پر کوئی SHO نہیں لگایا جارہا، میری پسند پر کسی sub inspector کا تبادلہ نہیں کیا جارہا مگر یہ بات درست ہے کہ آج سفارش کے بغیر پولیس افسران کی postings ہو رہی ہے اور صرف اس نکتہ کو مدنظر رکھا جارہا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو کیسے بہتر کیا جا سکتا ہے؟ اب قابل غور بات یہ ہے کہ اگر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر نہیں ہو رہی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر عدالتی نظام میں بہتری پیدا کی گئی تو اس سے بھی خرابی پیدا ہوئی جیسے magisterial system اور عدالتی نظام کو جو کچھ سیکشن مجسٹریٹ صاحبان کے پاس ہوا کرتے تھے وہ ایک قانونی، آئینی اصلاح کی گئی اور وہ magisterial system ختم کیا گیا اور وہ تمام جو ایسے سیکشن تھے جیسے P.P.C 379 ہے، 506 ہے، 382 ہے جن کا براہ راست لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال سے تعلق تھا، ان sections سے، جب مجسٹریٹ صاحبان کی powers ختم کر دی گئیں اور ان کو civil judges صاحبان کو دیا گیا تو اس سے یقین کیجئے کہ عدالتی نظام میں بہتری نہیں آئی بلکہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال میں خرابی پیدا ہوئی ہے اس لئے کہ جب magisterial system تھا تو اس میں ایک تھانے کا ذمہ دار جہاں SHO کو جواب دہ تھا وہاں SHO مجسٹریٹ کو بھی جواب دہ تھا اور ان کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کا دائرہ اختیار اور ان کی حدود جو ہیں کم از کم مجسٹریٹ اس میں اپنی گرفت رکھتے تھے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کے مسئلے میں وہ vigilant رہتے تھے۔ اس سسٹم سے بھی خرابی پیدا ہوئی اور پھر اس کے بعد جو 302 کے مقدمات تھے ان کا جب چالان submit کیا جاتا تھا تو وہ پہلے مجسٹریٹ کی کورٹ میں پیش کیا جاتا تھا اور وہاں sifting کی جاتی تھی کہ کیا یہ چالان درست ہے؟ کیا یہ ملزمان صحیح ہیں؟ اس طرح اس میں double عدالتی سسٹم بھی involve تھا۔ اب اس کا نتیجہ کیا نکلا ہے؟ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آج عدلیہ اور پولیس کا ایک دوسرے کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ inter linked اور Inter dependent department کام نہیں کر رہے بلکہ پولیس والے جو کیس بھیج دیتے ہیں عدالت فائل پر دیکھ کر کام کر دیتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ وٹو صاحب! basically اتنے زیادہ ممبران کی لسٹ ہے، پانچ منٹ کا ٹائم رکھا ہوا ہے آپ ایک منٹ میں wind up کر دیں۔

جناب محمد معین وٹو: جی، میں مختصر کرتا ہوں۔ دوسرا یہ ہے کہ جب پولیس اصلاحات کا آرڈیننس 2002 پیش کیا گیا تو اس سے جو بھی اس میں اصلاحات کی گئیں ان کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا اس میں خاص طور پر جیسے میرے فاضل دوست نے پہلے بھی point out کیا کہ investigation department میں اور دوسرا S.H.O اور ان کا آپس میں جو ایک علیحدہ علیحدہ سسٹم کر دیا گیا ہے اس سے بھی لوگوں کی مشکلات میں اضافہ ہوا ہے، لوگوں کی مشکلات میں آسانی نہیں ہوئی۔ اب اس میں صورتحال یہ ہے کہ سب سے زیادہ جو ذمہ داری ہے وہ پولیس افسران پر ہے کہ وہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے عوامی نمائندگان کو اس میں شامل کریں۔ یہ ضروری نہیں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں وٹو صاحب سے یہ کہوں گا کہ جو باقی آپ کے مشورے رہ گئے ہیں وہ in writing منسٹر صاحب کو دے دیجئے گا کیونکہ تمام ممبران کا right ہے۔ بہت شکریہ۔ جی، چودھری ممتاز احمد ججہ!

چودھری ممتاز احمد ججہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اپنے لاء منسٹر صاحب کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جن اقدامات کا ذکر کیا ہے میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ ان steps کو لینے کے بعد یقیناً بہتری پیدا ہو گی۔ ہمارا سب سے بڑا یہ المیہ ہے کہ اس ملک کے اندر آمروں نے جس طریقے سے اس پوری سوسائٹی کو upset کیا ہے اور سب سے پہلے ان آمروں نے اور خاص طور پر موجودہ آمر نے جس طریقے سے ہماری بہت ساری سیاسی قیادت کو جن کے اس نے ضمیر سُلا دیئے، اس وجہ سے پوری سوسائٹی کے اندر ایک بہت بڑا upset ہوا ہے۔ ہمارے نظام کے اندر ہمارے جتنے departments ہیں ان سب کے اندر میں سمجھتا ہوں کہ بے یقینی کی صورتحال پیدا ہو گئی ہے اور کہیں بھی کوئی بندہ اپنی ذمہ داری محسوس کرنے والا نہیں رہا۔ اب انشاء اللہ یہ جو عوامی حکومت ہے اور جس طریقے سے ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف خاص طور پر امن عامہ کے بارے میں فکر مند ہیں میں یقین رکھتا ہوں کہ بہت جلد انشاء اللہ ہمارے صوبے کے اندر امن و امان کا مسئلہ بہتری کی طرف گامزن ہو گا۔

جناب سپیکر! میں بات کو مختصر کرتے ہوئے اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کو چند ایک تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ خاص طور پر rural area کے اندر تھانوں کے اوپر ایک پریشر

رہتا ہے، وہ بہت چھوٹے چھوٹے مقدمات ہوتے ہیں، لین دین کا سلسلہ ہوتا ہے، چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی ہیں، درخواست بازی ہوتی ہے جن کی وجہ سے وہاں ایک رشوت کا دروازہ بھی کھُلتا ہے، اس بات کو کم کرنے کے لئے، اس کے اندر بہتری لانے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم یونین کونسل level پر مصالحتی کمیٹیاں بنانی چاہئیں اور میری تجویز ہے کہ یونین کونسل level پر اگر آپ کمیٹیاں بنانا پسند کریں تو وہاں یونین کونسل کا ناظم ہو اور دوسرا اس کے مدمقابل ہارا ہوا جو candidate ہے وہ ہو تاکہ دونوں طرف سے نمائندگی آجائے۔ اس طریقے سے بہت سارا load تھانوں پر سے کم ہو جائے گا اور جو پولیس آفیسر ہیں ان کو باقی معاملات جو زیادہ اہم ہیں ان پر توجہ دینے کا وقت ملے گا۔ ایک بات میں اور کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو تفتیش کا سلسلہ ہے، ایک مقدمے کی دو، تین، چار بلکہ پانچ مختلف آفیسرز investigation کرتے ہیں، ان میں ایک investigation officer مدعی کو سچا ثابت کرتا ہے، دوسرا investigation officer مدعی کو جھوٹا ثابت کرتا ہے، تیسرا پھر مدعی کو سچا ثابت کرتا ہے اور finally پتا نہیں قرعہ کس کے نام پر نکلتا ہے تو میں یہ سفارش کروں گا کہ جہاں مدعی اگر جھوٹا پرچہ دیتا ہے تو اس کو جو سزا تجویز ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سزا کو بھی بڑھانا چاہیے تاکہ یہ جو ہمارا ایک culture develop ہو چکا ہے کہ ہم نے جھوٹ ضرور بولنا ہے اس کو condemn کیا جائے اور دوسری طرف جو investigation officer ہے، اگر ثابت ہو جائے کہ اس نے غلط تفتیش کی ہے تو اس کے لئے بھی تعزیرات میں سزا تجویز کرنی چاہیے ، اس طریقے سے ان کے اندر بھی اپنی احساس ذمہ داری پیدا ہو گی کیونکہ ابھی ماضی میں جو کچھ ہو رہا ہے کہ ایک پولیس افسر مدعی سے پیسے لے کر اس کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہے، دوسرا پولیس آفیسر ملزم سے پیسے لے کر اس کی favour کر جاتا ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس طریقے سے ایک تو ہم جھوٹ کو condemn کریں گے اور دوسری طرف جو پولیس آفیسر corruption کی وجہ سے کسی غلط آدمی کو support کرتے ہیں تو ان کی بھی حوصلہ شکنی ہو گی۔ بہت شکریہ

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دے دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی ٹائم نہیں دیا، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے، اگر کوئی بات ہے تو بتائیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جی، بہتر۔جناب سپیکر! میں ایک بات کروں گی۔ابھی میرے فاضل رکن محترم جناب سدابہار منسٹر عامر چیمہ صاحب نے law and order کی situation پر کڑی تنقید کی ہے اور میں اس میں یہ کہتی ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں، نہیں۔پلیز آپ بیٹھیں۔دیکھیں! یہ سب کا right ہے، آپ کا نام لکھا ہوا ہے، آپ کی باری آئے گی۔پلیز! آپ تشریف رکھیں۔آپ اپنی باری پر بات کیجئے گا۔تشریف رکھیں۔محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر! جیسا کہ آج law and order کا subject ہے تو یہ ایک بہت ہی important subject ہے جس کے اوپر آج ہم بات کرنے کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اور وزیر قانون صاحب نے جس طرح فرمایا تھا کہ اس کے لئے بہت وقت ہے، اگر اس کے لئے ہمیں دو دن یا تین دن مزید بھی دینے پڑے تو دیں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گی، ابتداء جب ہوئی تو وزیر قانون صاحب نے جیسا کہ یہ important subject ہے اس کی اہمیت کی سنجیدگی کو سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ اس کے لئے ایک دن یا دو دن بھی مجھے دینے پڑے تو ہم اس کو آگے بڑھائیں گے ان کی اس بات سے میں بالکل اتفاق کرتی ہوں اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس کے لئے پانچ منٹ کا جو آپ نے ٹائم دیا ہے یہ بہت کم ہے۔پانچ منٹ کے اندر تو ہم کسی بھی چیز کا مکمل طور پر احاطہ کر کے کسی ایک مسئلہ کو یا کسی ایک problem کو بھی پیش نہیں کر سکتے بہر حال میں کوشش کروں گی، میں نے تو جیسے ہی اس subject کا عنوان پڑھا تو یقین کیجئے کہ جب میں نے یہ سوچا کہ مجھے اس پر بات کرنی ہے تو یہ اتنا وسیع وعریض مضمون ہے اور اس میں اتنے مسائل ہیں اور اتنے گھمبیر مسائل ہیں کہ پوری کی پوری مملکت اسی ایک مسئلہ کی بنیاد پر stand کرتی ہے۔مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میں اس کا کس، کس subject کا کہاں کہاں پر احاطہ کر سکوں گی۔میں نے اس کو مختصر کرتے ہوئے تین points سامنے رکھنے کی کوشش کی ہے، جس میں ایک ہمیں مسئلہ کی اصل وجہ کی طرف جانا چاہیے کہ یہ مسئلہ law and order کا جو ہے یہ کیوں ہے، ہمارے ہاں ہی کیوں ہے؟ باہر کے ممالک یورپ اور امریکہ میں اتنی گھمبیر situation کیوں نہیں ہے جبکہ وہاں پر بھی ہے، یہ تو ازل سے ابد تک law and order کا مسئلہ چلتا آیا ہے۔ایک لاکھ 24 ہزار پیغمبر آئے، تمام قانون بنے، یہ تو چلتا رہے گا لیکن وہاں کم کیوں ہے اور ہمارے ہاں زیادہ کیوں ہے؟ دوسری بات میں بحیثیت عورت ہونے کے کہ خواتین جو ہیں

وہ جب اس مسئلہ سے دوچار ہوتی ہیں تو ان کو کیا کیا مسائل درپیش ہوتے ہیں اور تیسری ایک تجویز میں گوش گزار کرنا چاہوں گی اگر میرے دو منٹ زیادہ بھی لگ جائیں تو مجھے معاف کر دیجئے گا، دے دیجئے گا۔ میں اپنی بات کا آغاز سب سے بنیادی اکائی جو انصاف پر مبنی ہے اس سے کرتی ہوں۔ ایک شعر ہے کہ:

خیال حلقہ زنجیر سے عدالت کھینچ
بار عذاب نفس ہے تو پھر ندامت کھینچ
ہوائے حرص و ہوس سے نکل کر دیکھ ذرا
احساس رشتہ ضمیر سے ملامت کھینچ

جناب سپیکر! اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے ضمیر، ہماری ترجیحات، ہماری ذمہ داریوں اور ہمارے رویوں میں اس قدر flaws آ چکے ہیں کہ ہمیں وہ ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ جب امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو ہمارا دھیان سیدھا پولیس اور اپنی عدالتوں کی طرف جاتا ہے۔ ایک سپاہی سے لے کر اوپر تک مرحلہ وار چلتے جائیں آپ دیکھیں گے کہ ایک سپاہی کس انداز سے کرپشن کرتا ہے، اس کا دل کس انداز سے سخت ہو چکا ہے۔ وہ چند پیسوں کی خاطر کسی کی جان ومال سے بھی کھیل جاتا ہے۔ اس کے اوپر انسپکٹر، ڈی ایس پی اور ایس پی یعنی جتنا بڑا عہدہ ہے اتنی زیادہ کرپشن ہے اور جب عدالتوں میں جاتے ہیں تو ایسے ہزاروں گھرانوں کی مثالیں موجود ہیں کہ دادا نے کیس دائر کیا وہ مر گیا، بیٹا بھی مر گیا اور پوتے کی نسل بھی ختم ہونے کو ہے لیکن وہ کیس اسی طرح چل رہا ہے۔ جب کسی گھر میں قبضے یا کسی قسم کا کوئی مقدمہ کھل جاتا ہے تو یقین کیجئے کہ اس گھر کی بچیوں کے جہیز اور برتنوں تک بک جایا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے ایک منٹ میں wind up کرنا ہے۔ بہت لمبی لسٹ ہے اس لئے مجبوری ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے تو پہلے بھی کہا تھا کہ یہ وقت بہت کم ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس مسئلے کی اصل وجہ ہمارے رویوں کا بحران ہے۔ ہمارے ہاں justice and honesty کی کمی ہے۔ ہمیں اپنے رویے اجاگر کرنے کے لئے ایک sitting کر کے اس پر بحث کرنی ہو گی کہ ہمیں اپنے معاشرے کے اندر سوچ کو بدلنے اور رویوں میں بہتری لانے کے لئے کیا تدابیر اور تجاویز دینی ہیں اور انہیں کیسے رائج کرنا ہے۔ میرے بھائیوں اور بہنوں نے بہت سارے مسائل پر

گفتگو کی اور وزیر قانون کی توجہ بھی ان مسائل کی طرف دلائی۔ ہر چیز آپ کے علم میں ہے۔ چونکہ میرے پاس ٹائم نہیں ہے اس لئے میں ایک تجویز کے زمرے میں بات کرنا چاہوں گی۔ پچھلے دنوں جیسے ہی نئی حکومت آئی تو شیریں رحمٰن صاحبہ نے کہا تھا کہ انھوں نے جو ترمیم کی ہے یا آرڈیننس جاری کیا ہے اس کے تحت دو سال کے اندر اندر مقدمے کا فیصلہ ہو گا اور اگر نہیں ہو گا تو اسے خارج کر دیا جائے گا۔ میں کہنا چاہتی ہوں کہ اس سے تو خرابی پیدا ہو گی۔ دو سال کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے ایک شخص کی جائیداد پر قبضہ کر لیا اور اس کا مقدمہ درج ہوا لیکن اسے delay کر دیا گیا لیکن اس کے بعد وہ خود بخود خارج ہو گیا تو اس کا فائدہ کس کو ہو گا؟ لہذا میری تجویز ہے کہ اس کا فیصلہ ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! آپ کی جو تجویزیں رہ گئی ہیں وہ لکھ کر لاء منسٹر صاحب کو دے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ابھی اپنی بات مکمل کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جلدی کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جیسے میرے بھائی نے کہا کہ جس علاقے سے related کوئی مسئلہ، کوئی مقدمہ ہو تو اس کی تفتیشی ٹیم میں اس علاقے کے معززین کو بھی شامل کیا جائے۔ میں اس بات کو second کرتی ہوں کہ علاقے کا دانشور طبقہ، جو ریٹائرڈ آفیسرز ہیں، ریٹائرڈ ججز یا وکیل ہیں، ارد گرد اور محلے کے لوگوں کو اس تفتیشی ٹیم میں شامل کیا جائے چاہے ان کا تعلق حکومت سے ہو یا اپوزیشن سے۔ honorary basis پر ریٹائرڈ اور غیر جانبدار لوگوں کو لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! مجھے جالب صاحب کا ایک شعر یاد آ گیا۔

تو کہ ناواقف آداب غلامی ہے ابھی
رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتا ہے

ظلم رہے اور امن بھی ہو
کیا ممکن ہے تم ہی کہو

ہم نے امن کی بات کے لئے یہاں پر پرسوں ایک تحریری قرارداد پاس کی تھی اگر یہ بھی ہمارا ساتھ دیتے تو یہ برائیاں ختم ہوتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محمد سعید مغل صاحب!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! بیٹھیں۔ کارروائی چلنے دیں۔ یہ تو اس سے ہٹ کر بات آ گئی ہے۔ پلیز! بیٹھیں۔ میں پھر آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب محمد سعید مغل: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے آج موقع دیا۔ میں نے پچھلی دفعہ کہا تھا کہ اگر اس دفعہ موقع نہ ملا تو اگلے سال کی لسٹ میں میرا نام ضرور شامل کر لیجئے گا۔ میرے معزز ممبران نے کافی خیالات کا اظہار کر لیا ہے۔ میں ان باتوں کو دہرانا نہیں چاہتا کہ وقت کا زیاں ہو گا اور آپ کی طرف سے پابندی بھی ہے۔ میں آپ کو صرف ایک واقعہ سنانا چاہوں گا جو میرے حلقے میں ہوا۔ رات گیارہ بجے ہسپتال سے واپس آتے ہوئے باپ اور دو بیٹے اغواء ہوئے اور ان کو لکی مروت کے علاقے میں لے جایا گیا اور پھر چھٹے دن تاوان کی bargaining ہوئی۔ اس bargaining میں 62 لاکھ روپیہ طے ہوا، جو مخصوص جگہ بتائی گئی تھی وہاں 62 لاکھ روپیہ پہنچا کر انھیں رہا کروایا گیا۔ اس دوران گوجرانوالہ میں اس وقت کے صاحب اقتدار ڈی آئی جی صاحب سے جب بات کی تو انھوں نے کہا کہ ان کو پیسے دے کر اپنے آدمی تو رہا کروائیں تو ہم نے ان سے گرمی میں یہ بات کی کہ یہی بات تو وہ کہہ رہے ہیں۔ آپ ان کا کیس ہم سے لڑ رہے ہیں۔ ہماری دادرسی یہ ہے کہ ہم 62 لاکھ روپے دیں۔ ہمارے پاس یہ پیسے نہیں ہیں تو انھوں نے یہ فرمایا کہ ماڈل ٹاؤن میں جو کوٹھی کا سودا ہو رہا ہے ان سے پیسے لے کر آپ کیوں نہیں دے سکتے؟ وہ کوٹھی 90 لاکھ روپے میں بک رہی تھی لیکن اچانک 62 لاکھ میں بیچنی پڑی اور جا کر اپنے آدمی رہا کروائے۔ جب وہ آدمی واپس آ گئے تو کچھ ہفتوں کے بعد ڈی ایس پی، میں ان کا نام بھی بتا سکتا ہوں، نے کہا کہ ہم نے دو آدمی پکڑے ہیں آپ تھانہ میں آ کر ان کی شناخت کریں۔ جب وہاں پہنچے تو پھر ٹیلی فون آ گیا کہ وہ آدمی راستے میں مارے گئے ہیں۔ وہ آدمی کیسے

مارے گئے؟ وہ پولیس کی تحویل میں کیسے مارے گئے؟ کیوں مارے گئے؟ کیا ان سے 62لاکھ روپیہ recoverکرنے کے بعد ہضم کرنے کے لئے وہ مارے گئے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سینئر منسٹر صاحب یہاں بیٹھنے کی بجائے باہر جارہے ہیں-وزیراعلیٰ کے بعد وہی سینئر وزیر ہیں اس لئے انھیں یہاں پر بیٹھنا چاہیے-یہاں لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو رہی ہے اس لئے انھیں اس کے نوٹس بھی لینے چاہئیں-

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وہ ابھی یہاں سے اٹھے ہیں-لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں and he is taking the notesبات کو آگے چلنے دیں-ٹائم بہت تھوڑا ہے-

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں تو سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ کے بعد سینئر وزیر ہیں-

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی-جی، مغل صاحب!

جناب محمد سعید مغل: جناب سپیکر! ہمارے شدید احتجاج پر یہ ہوا کہ اس صاحب کا وہاں سے تبادلہ کر دیا گیا-کیا یہ اس کا ازالہ ہے؟ آپ ایک بھیڑیئے کو وہاں سے اتار کر یہاں بٹھا دیں-وہ پہلے تو وہاں کی بکریاں کھا گیا اور اب یہاں کی بکریاں کھانے کی اجازت دے دی-تبادلہ اس کا علاج نہیں ہے بلکہ اس کی معطلی اور اسے سزا دینا علاج ہے-اگر عام آدمی جرم کرتا ہے تو اس کے لئے سزا ہے لیکن اگر یہ لوگ جرم کریں تو کوئی سزا نہیں، کیوں نہیں؟ میں نے احتجاج کیا کہ آپ پولیس کی استعداد بڑھائیں لیکن انھوں نے اس کی تعداد بڑھا دی-کیا یہ علاج ہے؟ آپ ان کی تنخواہوں میں تو ضرور اضافہ کریں لیکن ان کی باز پرس کا بھی کوئی علاج کرنا چاہیے-ان پر کوئی checkہونا چاہیے کہ مظلوم کی کس طرح دادرسی کی جائے لیکن یہاں تو مظلوم کو ہی دبایا جا رہا ہے-میرے پاس اس وقت بھی ایک کیس ہے کہ پراپرٹی ڈیلرز پٹواریوں کے ساتھ مل کر شریف آدمیوں کی جائیدادوں کے اندر چھوٹے چھوٹے نقص نکال کر انھیں بلیک میل کر رہے ہیں-پہلے اینٹیں لا کر ان کے دروازے پر رکھتے ہیں کہ ہم یہ بلڈنگ بنائیں گے پھر رات کو وہ اینٹیں اٹھا کر لے جاتے ہیں اور کیس ان پر بنا دیتے ہیں کہ رات کو ہماری اینٹیں چوری کر لی گئی ہیں-یقین کیجئے کہ جب تک آپ سزا کا concept مضبوط نہیں کرتے اس وقت تک آپ کے معاشرے میں امن وامان قائم نہیں ہو سکتا-یہ سزائیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی ہیں-تو کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی ظالمانہ سزائیں مقرر کی ہیں؟ یہ اس لئے نہیں کیں کہ ہر آدمی ٹنڈا ہو، ہر آدمی مقتول ہو بلکہ یہ فطرت کے مطابق ہیں-میں یہ سن کر حیران ہوا کہ ہمارے ہاں سزائے

موت کو معطل کیا جارہا ہے۔ ختم کیا جارہا ہے۔ کیا جرائم کو ختم کرنے کا یہی علاج ہے؟ سزائیں تو ایسی ہونی چاہئیں کہ ان کو دیکھنے سے عبرت ہو۔ امریکہ سب کے اوپر اعتراض کرتا ہے، خصوصاً مسلم ممالک پر اعتراض کرتا ہے کہ یہاں پر سزائیں غیر انسانی ہیں۔ آپ crime ratio دیکھیں۔ سعودی عرب میں crime ratio کیا ہے؟ امریکہ سے بہت کم ہے۔ امن وامان تو یہاں پر ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ سزائیں کم نہ کریں تاکہ معاشرے میں عام شہریوں اور شریف آدمیوں کو جان ومال کا تحفظ مل سکے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

رائے محمد شاہجہاں خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے میں "اوڈھ گینگ" نے بہت زیادہ house robberies کی ہیں۔ بچیوں کو گرم استریاں لگائی جاتی ہیں۔ انھیں زدوکوب کیا جاتا ہے۔ میرے حلقے کے ایس۔ایچ۔او نے مجھے بتایا ہے کہ یہ پانچ سو آدمیوں کا ایک network ہے۔ آپس میں ان کا بہت interaction ہے۔ ان کے ساتھ کچھ وکلاء حضرات بھی ہیں جو کہ فوری بیلف کا بندوبست کرتے ہیں اس لئے ان کو آسانی سے break کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ آپ کی وساطت سے میں یہاں بیٹھے ہوئے اعلیٰ افسران سے درخواست کروں گا کہ اس کے لئے کوئی special cell ترتیب دیا جائے۔ میں خود بھی victimize ہوا ہوں۔ دو تین دفعہ میری گاڑی کو راستے میں روکا گیا ہے۔ ان کی وجہ سے ہمارے علاقے میں بہت خوف وہراس ہے۔ پورے پنجاب میں ایسی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ آپ کے توسط سے درخواست ہے کہ اس کے لئے ایک special cell تشکیل دیا جائے اور جو پولیس افسران دشمنی میں ملوث ہیں ان کو screen out کیا جائے۔ ہمیں یہ اطلاع ہے کہ وہ ان کی بہت زیادہ favour کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے محمد شاہ جہاں صاحب! ایسا کریں کہ آپ رانا ثناء اللہ خان صاحب سے رابطہ کر کے ان کے notice میں ساری صورتحال لائیں وہ آپ کی بات آگے اعلیٰ پولیس افسران تک پہنچا دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم عامر سلطان چیمہ صاحب نے پہلے بھی بات کی اور آج پھر دوبارہ انھوں نے بات بڑی clear کرنے کی کوشش کی ہے تو میری ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ ایک تقسیم کار ہے۔ اس معاملے کا وزیر آبپاشی، Senior Minister یا دیگر وزراء صاحبان سے کوئی concern نہیں ہے۔ آج امن و امان کی صورتحال discuss ہو رہی ہے جو کہ مجھ سے متعلقہ ہے اور اس سے متعلقہ محکمہ جات کے افسران گیلری میں موجود ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ معزز ممبران جو specific واقعات آج ہمارے علم میں لائیں گے اس ہر واقعہ کی جو بھی صورتحال ہوگی اس بابت ایوان کو آگاہ کیا جائے گا۔ اسی طرح جو تجاویز آپ نوٹ کروا رہے ہیں ان میں سے کسی بھی تجویز کے بارے میں آپ آخر میں مجھ سے پوچھ سکتے ہیں اور میرے جواب سے ثابت ہو گا کہ میں نوٹ کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ جس دن بھی حکومتی سطح پر امن و امان کے حوالے سے discussion ہوگی وہاں پر یہ تجاویز discuss ہوں گی اور ان میں سے جو بھی قابل عمل ہوئیں ان پر عمل بھی ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! چونکہ میرا ذکر آیا ہے اس لئے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ ہم تو یہی سمجھ رہے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے بعد ایک سینئر منسٹر صاحب کا عہدہ رکھا گیا ہے۔ ان کو پورا protocol دیا جا رہا ہے۔ DSP level کا پولیس آفیسر ان کو escort کرتا ہے، ان کے ساتھ رہتا ہے تو naturally ایک پورا system بنایا گیا ہے۔ چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب آج موجود نہیں ہیں اس لئے سینئر وزیر صاحب کو ہاؤس میں موجود رہنا چاہیے۔ یہ ٹھیک ہے کہ وزیر قانون صاحب بہتر انداز سے یہ سارا کام چلا رہے ہیں۔ مجھے ان کی ذات پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن سینئر منسٹر صاحب کو اس وقت یہاں لازماً موجود ہونا چاہیے بلکہ باقی وزراء صاحبان کو بھی یہاں ہاؤس میں موجود رہنا چاہیے تاکہ تھوڑی سی seriousness نظر آئے کہ ان کا بھی حکومت کے حوالے سے concern ہے۔ حکومتی معاملات پر بات چیت ہو رہی ہے اس لئے یہ تھوڑا سا اس کو seriously لیں تو بہتر ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ حکومتی ممبران بھی پولیس اور حکومت پر عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں۔ ہم سب میں حوصلہ ہونا چاہیے کہ ایک دوسرے کی بات سنیں اور معاملات کو بہتر انداز سے

چلائیں۔اگر ہم نے اسی طرح کی روش جاری رکھی اور ایک دوسرے کو برداشت نہ کیا تو لامحالہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اراکین جو کہ یہاں پر تشریف فرما ہیں میں ان کی information کے لئے یہ عرض کروں گا کہ آپ حضرات یہاں پر جو بھی باتیں کر رہے ہیں ان کی میرے نزدیک یا متعلقہ محکمہ کے نزدیک اتنی اہمیت ہے کہ محترم عامر چیمہ صاحب نے پروفیسر طاہر مسعود صاحب سے متعلق اپنی تقریر میں ذکر کیا کہ ان کے ہاں ڈکیتی ہوئی ہے اور پولیس نے ابھی تک کوئی کارکردگی نہیں دکھائی۔چیمہ صاحب کی بات کا اسی وقت notice لیا گیا ہے۔ اس بارے میں مقدمہ درج ہو چکا ہے۔آئی۔جی پولیس پنجاب نے خود ابھی پروفیسر صاحب سے بات کی ہے اور ان کے سارے concerns note کئے ہیں۔اس بارے میں ایس۔پی، سی آئی اے اور ایس۔پی، ماڈل ٹاؤن کی سربراہی میں دو ٹیمیں بنائی گئی ہیں اور معاملہ تھوڑا آگے بھی بڑھا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دو روز میں positive progress بھی متوقع ہے تو یہ اہمیت ہے۔اس لئے آپ سینئر منسٹر کے ہجر میں اتنے پریشان نہ ہوں۔آپ جو بھی بات کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا notice لیا جائے گا۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہمیں سینئر منسٹر صاحب سے لگاؤ ہی بڑا ہے، پیار ہی بڑا ہے۔میں تو آپ کی پہلے ہی تعریف کر رہا تھا کہ رانا ثناء اللہ صاحب بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ راجہ ریاض صاحب ایک Senior Parliamentarian ہیں۔وہ اپوزیشن بنچوں پر بیٹھ کر بڑے بلند بانگ دعوے کیا کرتے تھے۔اب وہ سینئر منسٹر بن گئے ہیں اور ایک پارٹی کو head کر رہے ہیں۔یہاں پر دونوں پارٹیوں کی مخلوط حکومت ہے لہذا سینئر منسٹر صاحب کو بھی serious معاملات میں توجہ دینی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا interest ابھی show ہو گیا ہے۔آپ نے ابھی کچھ دیر پہلے ہی ہاؤس میں بات کی تھی اور اس کے اوپر وزیر قانون صاحب نے آپ کو feed back بھی دے دی ہے۔رولز کے مطابق ہی یہ سارا کچھ چل رہا ہے۔اب چونکہ وقت تھوڑا ہے اس لئے کارروائی کو آگے چلنے دیں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں رولز quote نہیں کروں گا کیونکہ رانا ثناء اللہ اور وزیر اعلیٰ صاحب کا بہت بہتر انداز ہے۔میں ہمیشہ وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب کی تعریف کرتا

ہوں اور میں آج بھی اس ہاؤس میں کہنا چاہوں گا کہ ان کا انداز بہت اچھا ہے۔اللہ کرے کہ یہ good governance دیں لیکن پیپلز پارٹی والوں کو بھی تھوڑا سا اپنے رویوں کو درست کرنا چاہیے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب ہماری پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں۔وہ کسی کام سے ابھی باہر گئے ہیں۔یہ بار بار ہمارے لیڈر پر تنقید کر رہے ہیں۔ہم کھڑے ہیں لیکن آپ ہمیں موقع نہیں دے رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فوزیہ بہرام صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔میں آپ کی بات ابھی سنتا ہوں۔میں آپ کو ابھی وقت دیتا ہوں۔آپ ذرا تشریف رکھیں۔میری بات سن لیں، پلیز! تشریف رکھیں، میں آپ کو ابھی وقت دیتا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب یہاں تشریف فرما ہیں وہ notes لے رہے ہیں۔یہ خواہ مخواہ پیپلز پارٹی کے قائدین کو نشانہ بنا رہے ہیں۔جتنی seriousness کا مظاہرہ پیپلز پارٹی کے لوگ یہاں کرتے ہیں کاش! اپوزیشن نے وہ مظاہرہ کیا ہوتا۔ قائد حزب اختلاف سمیت اپوزیشن کے لوگوں نے جتنی pathetic تقریریں کی ہیں۔میں یہاں بیٹھی ہوئی کہہ رہی تھی کہ اس سے اچھی تقریریں تو ہمارے عام ممبران اپوزیشن یہاں بیٹھ کر کیا کرتے تھے۔ان کی seriousness کا اندازہ اس بات سے لگا لیں کہ کوئی بندہ facts & figures لے کر نہیں آیا۔اپوزیشن کے کسی ممبر نے تیاری کے ساتھ بات نہیں کی۔ہوا میں ٹامک ٹوئیاں مار کر یہ سب لوگ بیٹھ گئے ہیں اور اس پر کہہ رہے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے لوگ seriousness کا مظاہرہ نہیں کر رہے۔Personal بات کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔راجہ ریاض صاحب پنجاب کے سینئر منسٹر ہیں۔وہ ہماری پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں اور ان کے بارے میں اس طرح ironically بات کی جائے گی تو اس کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! ان کو اس طرح نہیں کرنا چاہیے۔عامر سلطان چیمہ صاحب میرے بھی colleague رہے ہیں۔پرانے parliamentarian ہیں۔یہ ایک قومی پارٹی، ملک گیر پارٹی کے لیڈر کے بارے میں اس طرح بات نہ کریں۔میں سمجھتی ہوں کہ یہ نامناسب رویہ ہے۔ان کو اس سے اجتناب برتنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میرا ایک بہت ہی relevant point ہے کہ تھانہ کلچر کو تھوڑا تبدیل کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ تھانہ تو امن اور تحفظ کی جگہ ہونی چاہیے۔ تھانے اس لئے بنائے جاتے ہیں تاکہ وہاں پر لوگوں کو مکمل protection مل سکے۔ وہاں پر جاتے ہوئے کسی بھی مرد، عورت یا بچے کے دل میں کوئی خوف نہیں آنا چاہیے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ تھانے کو اس انداز سے ہونا چاہیے کہ وہاں پر چاہے کوئی بڑا ہو یا چھوٹا بے دھڑک جائے اور پھر وہ وہاں پر اپنے آپ کو محفوظ تصور کرے۔ اس سلسلے میں بھی تجاویز آنی چاہئیں اور وزیر قانون کو اس سلسلے میں سوچ کر کوئی planning کرنی چاہیے۔

جناب والا! میری بہنوں نے جو بات کی ہے اس کے لئے میں علامہ اقبالؒ کا ایک شعر پڑھنا چاہوں گی۔ چونکہ کل 14-اگست بھی ہے، ہمیں اس کو اپنا وتیرہ بنانا چاہیے۔ علامہ اقبالؒ کے اس شعر سے مجھے بڑی محبت ہے اور میں اسے اپنی زندگی کا وتیرہ بناتی ہوں اور چاہوں گی کہ باقی سب لوگ بھی اس پر غور و فکر کریں۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:-

کھول آنکھ زمیں دیکھ ، فلک دیکھ ، فضا دیکھ
مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

جناب والا! یہ اپنے دماغوں کو استعمال میں لائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے شعر کا کہا تھا، شعر آپ نے پڑھ لیا ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

Silence in the House. رانا محمد ارشد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محمد وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع دیا۔ آج کا موضوع نہایت اہم ہے۔ کسی بھی ریاست کی سب سے پہلی ذمہ داری امن وامان ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں وزیر قانون صاحب نے جس طرح اپنی opening speech میں پہلے فرمایا، ماشاء اللہ جس طرح کے اقدامات وزیراعلیٰ صاحب اٹھا رہے ہیں وہ قابل ستائش ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ ساری چیزوں پر پوری طرح سے عمل پیرا ہوں۔ اتنا وقت نہیں ہے کہ میں اس موضوع پر تفصیلی تقریر کر سکوں۔ میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں

کہ امن وامان کا یا فلاحی ریاست کا سارا انحصار صرف اور صرف سب سے پہلے انصاف پر مبنی ہوتا ہے۔ انصاف دو قسم کا ہوتا ہے، ایک معاشرتی انصاف اور دوسرا معاشی انصاف لیکن انتہائی دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پچھلے ساٹھ سالوں میں ہمارے اس ملک میں جس طرح آمریت کے سائے 33 سال تک رہے اور جمہوریت کے پاؤں ٹکنے نہیں دیئے گئے جس کی وجہ سے آج ہمارے ملک کی یہ حالت ہے کہ نہ تو یہاں معاشرتی انصاف مل رہا ہے اور نہ ہی یہاں پر معاشی انصاف مل رہا ہے۔ تھانوں میں جائیں، عدالتوں میں جائیں، کچہریوں میں جائیں غریب کے ساتھ انتہائی ظلم ہو رہا ہے۔ معاشی انصاف کی یہ حالت ہے کہ آج پنجاب کے 57 فیصد لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ یہ صرف پنجاب کے ساتھ زیادتی ہے کسی بھی صوبہ میں اتنی غربت نہیں ہے، latest survey کے مطابق 57 فیصد لوگ پنجاب میں غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ ارتکاز دولت ہے، معاشی ناانصافی ہے۔ یہاں پر ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ دو تین فیصد لوگ اپنی life enjoy کر رہے ہیں اور باقی تمام لوگ غریب سے غریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ وسائل کی کوئی کمی نہیں ہے لیکن اصل میں بات یہ ہے کہ چونکہ یہاں پر غریب کو انصاف نہیں ملتا اور لٹیرا corruption کر رہا ہے۔ آپ جس بھی جگہ پر چلے جائیں corruption کا دور دورہ ہے۔ پولیس تو پہلے نمبر پر آتی ہے کیونکہ تھانہ کلچر ہے اور وہ direct deal کرتے ہیں۔ آپ محکمہ مال کو بھی دیکھ لیں، آپ ڈاکٹروں کو دیکھیں وہاں MLC کس طرح کٹتے ہیں، پٹواری کو دیکھیں کہ وہ کیا کرتا ہے، کالونی ڈیپارٹمنٹ کو دیکھیں، اشتمال ڈیپارٹمنٹ کو دیکھیں، پورا کا پورا معاشرہ بلکہ پوری کی پوری ریاست، میں کہتا ہوں کہ کینسر زدہ ہے۔ corruption کا کینسر پھیل چکا ہے۔ سب سے پہلے ہماری یہ ڈیوٹی ہے کہ یہ corruption کا کینسر ختم ہو ایسی پالیسیاں وضع کریں کہ اس corruption کے کینسر کو اکھاڑ کر دور پھینکیں اور نئے سرے سے اس سوسائٹی میں blood transfusion کریں۔

جناب سپیکر! یہ جو Police Order 2002 ہے اور جو devolution plan جنرل تنویر نقوی نے دیا تھا یہ صرف اور صرف اپنے vested interest کی خاطر بنایا گیا تھا۔ یہاں تو vested interest کی خاطر قانون بنتے ہیں۔ یہاں بندوں کے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر قانون بنتے ہیں لیکن اس روش کو ہمیں بدلنا ہوگا ، ہمیں یہ devolution plan بھی ختم کرنا ہوگا۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ پورے ملک میں کہیں بھی آپ کو کوئی problem آتا ہے تو law and order کو سنبھالنے والا کوئی بندہ نہیں ہوتا ۔ Police Order 2002 کو ختم کرنا ہوگا ۔ آپ نے

investigationکا جو سسٹم بنایا ہے اس کی وجہ سے اتنا ظلم ہو رہا ہے کہ ایک غریب آدمی اپنے ضلع سے آئی جی کے پاس نہیں جا سکتا۔ وہ تو ڈی۔ آئی۔ جی کے پاس بھی نہیں جا سکتا اور رینج میں نہیں جا سکتا۔ ایک ایس آئی پیسے لے کر غلط تفتیش کر دیتا ہے۔ اس کو تفتیش تبدیل کروانے کے لئے بھی اس کو دھکے کھانے پڑتے ہیں۔ میں اس مختصر وقت میں صرف اتنی تجویز دوں گا کہ یہ پولیس کا جو سسٹم ہے اس کو نئے سرے سے بنایا جائے۔ اس وقت Houseمیں آئی جی صاحب تشریف رکھتے ہیں، اس کو نئے سرے سے پھر reformکریں بلکہ پورا system reformکریں۔ اس طرح نہ کریں کہ جس طرح سے پہلے ہوتا آیا ہے کہ مکھی پر مکھی مارتے جائیں۔ اس کی reformsکے لئے intellectualبیٹھیں۔ میں پولیس کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ آئی جی صاحب تشریف رکھتے ہیں یہ جتنی PSP classآتی ہے یہ ایک طرف ہوتی ہے اور اس کی سوچ اور ہوتی ہے۔ نیچے ڈی ایس پی تک جو لوگ جاتے ہیں اور سپاہی، اے ایس آئی سے جو promoteہوتے ہیں ان کی اور سوچ ہوتی ہے۔ میں ان کو بھی exonerateنہیں کرتا۔ یہ بھی قصوروار ہیں کہ یہ PSP classاپنے officesاور اپنے decorumسے باہر نہیں آتی اور وہ لوگ نیچے corruptionکی انتہا کرتے ہیں۔ P.S.P classاپنا فرض سمجھتی ہے، میں نے پچھلے پانچ سالہ دور میں دو ایس۔ پی صاحبان کے خلاف، جو نہ تو corruptتھے اور اہل تھے بڑے competentتھے لیکن ایک چیز ان میں تھی کہ وہ سمجھتے تھے کہ جو میرا تھانیدار کہہ رہا ہے وہ ٹھیک ہے اور ایم پی اے جھوٹ بول رہا ہے۔ اس لئے میں ایک تحریک استحقاق ایس پی کے خلاف لایا تھا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جس طرح فوجی صوبیدار سے آگے نہیں جا سکتا۔ میرے ایک دوست نے بات کی کہ یہ جو ڈی ایس پی صاحبان promoteہو کر آتے ہیں ان کی سروس تھوڑی رہ چکی ہوتی ہے اور اس عرصے میں وہ اپنا پورا careerبنانے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس پر وہ reformsلائیں۔ اس کے علاوہ میں یہ دو باتیں ہی عرض کروں گا کہ تھانہ کلچر میں reformsکریں، محکمہ مال میں بھی reformsآنی چاہئیں۔ صرف پولیس قصوروار نہیں ہے۔ محکمہ مال فساد کی جڑ ہے۔ ہر جگہ پر ناانصافی ہو رہی ہے۔ overallجو ہمارا معاشی سسٹم ہے اس میں بھی انصاف ملنا چاہیے۔ ہمارے ہاں انصاف کی یہ حالت ہے اور ساری دنیا دیکھ رہی ہے کہ ہم لوگ چیف جسٹس آف پاکستان کو اور ساٹھ ساٹھ ججوں کو بھی ہم اندر پھینک دیتے ہیں اور چیف جسٹس کو ایک ڈی ایس پی بالوں سے نوچ رہا ہے۔ یہ ہمارے لئے حقیقت میں مرنے کا مقام ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک معاشرے میں انصاف

نہیں ملے گا اور انصاف بھی معاشی اور معاشرتی دونوں نہیں ملیں گے تو اس وقت تک معاشرے میں امن وامان قائم نہیں ہو سکے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ایک منٹ تشریف رکھیں، وزیر موصوف پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب والا! معزز رکن نے بہت اچھی تجویز دی ہے کہ PSP class بہتر کردار ادا کرتی ہے تو میری یہ خواہش ہے کہ وزیر قانون صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں ایسا قانون بنائیں کہ ہمارے ہاں پٹواری بھی PSP class سے بھرتی ہوا کرے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: الحمد للہ رب العالمین o جناب والا! law and order کی جو situation ہے وہ صوبہ کیا ملک بھر میں بہت خراب ہے۔ ابھی میں حکومت پنجاب کو blame کرنا مناسب نہیں سمجھتی کیونکہ ابھی انہیں اتنا وقت نہیں ملا مگر میں یہ سمجھتی ہوں کہ حکومت کو انتہائی سنجیدہ اقدامات کرنے ہوں گے۔ law and order کے نام پر پولیس کو کھلی چھٹی نہیں دی جا سکتی۔ جب تک ایم این ایز اور ایم پی ایز کی سفارشات سے forces کو پاک نہ کیا جائے گا تب تک خاطر خواہ نتائج برآمد ہونا مشکل ہیں۔ میں وزیر قانون کی توجہ حال ہی میں چکوال ضلع میں پولیس بلکہ خاص طور پر ایک ایس۔ پی کے ہاتھوں ہونے والے دو قتلوں کی طرف کرانا چاہتی ہوں جس کی بنیاد وہ اغواء ہے جس کا انصاف ان لوگوں کو نہ ملا اور آخر کار جو پولیس کا ایس پی تھا اس نے پہلے خود میرے گھر کے قریب گولی چلائی اور اس کے بعد Police Force نے گولیاں چلا دیں اور دونوں لوگ قتل ہو گئے۔ چکوال میں اس کا بہت شور مچا اور جو ایم این اے صاحب انہیں لائے تھے ابھی میرے ایک معزز بھائی کہہ رہے تھے کہ کوئی ایم این اے کی سفارش نہیں، انہوں نے ایک طرف تو کالم لکھ کر پورے اخبارات میں اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا اور قوم کو بتایا کہ یہ غلطی ان سے ہوئی ہے کہ انہوں نے میاں محمد شہباز شریف کو سفارش کر کے ایک اتنا گندہ پولیس افسر چکوال میں تعینات کروایا لیکن دوسری طرف انہوں نے انہیں mob سے بچا کر اپنے گھر بٹھا لیا۔ کئی گھنٹے نعش پولیس نے نہ دی اور پولیس کی طرف سے بغیر ایف آئی آر کے judicial inquiry launch ہو گئی۔ ہونا

تو یہ چاہیے تھا کہ اس قتل کے ذمہ دار تمام لوگ suspend ہوتے اور پھر انکوائری ہوتی لیکن ہوا یہ کہ 164 کے بیان بھی پولیس نے اس لڑکی سے اپنی custody میں لئے اور اس ایم۔این۔اے صاحب کے کہنے پر اس ایس پی کو suspend کرنے کی بجائے صرف جبری رخصت پر بھیج دیا گیا، یہ بہت افسوس کی بات ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ لاء منسٹر صاحب ایس پی صاحب کے علاوہ بھی تمام ذمہ دار افسران کو فوری طور پر suspend کر کے judicial inquiry کروانی چاہیے ورنہ وہ لوگ اس پوزیشن میں ہیں کہ judicial inquiry پر بھی اثر انداز ہوں گے۔

چکوال میں ڈکیتیوں اور چوریوں میں تو گزشتہ دور سے شدید اضافہ ہے اس کا blame بھی میں موجودہ حکومت کو نہیں دینا چاہتی لیکن اس میں اضافہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی اس پر وزیر قانون اور Law Forces کی توجہ بہت ضروری ہے۔ مجھے اسی ایس پی نے منشیات کے ایک پرچے میں ملوث تک کرنے کی کوشش کی۔ میرے احتجاج پر انہوں نے میرا نام نکالا لیکن اس ایف آئی آر کی ایک کاپی میرے پاس موجود ہے جس میں انہوں نے میرا نام درج کیا ہے۔ اگر پولیس اس حد تک جائے گی تو پھر کہاں انصاف ہو گا مگر اس کی انکوائری ہونی چاہیے۔ میں چاہتی ہوں کہ اس کی انکوائری ہو اور وہ اے ایس آئی، کرپٹ ترین آدمی ہے جو پہلے بھی اپنے کرتوتوں کی وجہ سے پولیس سے demote ہوا ہے۔ اس سے پوچھا جائے کہ اس نے ایسی جرأت کیوں کی؟ چوا سیدن شاہ میں آپ کا تعینات ایس ایچ او ایک بے تاج کرپٹ بادشاہ ہے جس سے بات کرنے کے لئے سوائے اس ایم۔این۔اے کے کسی کو جرأت نہیں ہوتی۔ میں لاء منسٹر صاحب کو یہ بھی request کرتی ہوں کہ پولیس کی تنخواہیں ضرور بڑھائیں کیونکہ تنخواہیں بڑھانے میں کوئی حرج نہیں لیکن تنخواہ بڑھانے کا ایک criteria مقرر کریں۔ کرپٹ پولیس افسران اور نالائق پولیس افسران کی بھی آپ تنخواہیں بڑھا کر انہیں فارغ کریں۔ جس طرح surplus pool ہوتا ہے اسی طرح پولیس کا بھی ایک surplus pool بنایا جائے اور اس میں نالائق اور کرپٹ پولیس افسران کو ڈال کر ان سے نجات حاصل کی جائے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی بتانا چاہتی ہوں کہ پولیس کی نفری بھی انتہائی کم ہے۔ ہمارے چیف منسٹر صاحب نے مشینری خریدنے کے لئے بہت آسانی سے پیسے دے دیئے It's very good deed. میں ان کی تعریف کرتی ہوں۔۔۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! یہ بات ان کے knowledge میں نہیں ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے ایم این ایز، ایم پی ایز اور دیگر افراد جن کی criminal cases میں دشمنیاں تھیں، even کہ ہماری اپنی جماعت کے ایم این ایز، ایم پی ایز اور ڈی پی اوز کی نفری کو کم کر دیا ہے اور انہیں گشت پر لگا دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ لاء منسٹر صاحب کا کام ہے۔ دیکھیں! جواب دینے کے لئے وہ بیٹھے ہیں۔ time already زیادہ ہو چکا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو یہ فیصلہ ہو جائے کہ میری باتوں کا جواب لاء منسٹر صاحب دیں گے یا میری بہن دیں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے already point out کر دیا ہے، آپ پلیز بات کریں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! پولیس کی نفری کم کرنے سے مسائل حل نہیں ہوتے۔ پبلک زیادہ ہو تو پولیس کی نفری میں اضافہ ہونا چاہیے۔ چکوال میں کچھ areas مفروروں اور دہشت گردوں کے گڑھ ہیں جن میں International Agencies آکر کام کر رہی ہیں لیکن پولیس کے لوگ ان میں کام نہیں کر رہے۔ ضلع چکوال میں 1500 سے زائد پولیس کی نفری ہونی چاہیے مگر 600 کے قریب ہے اس پر بھی غور فرمائیں اور جہاں جہاں ضرورت ہو وہاں پولیس کی نفری کو بڑھائیں کیونکہ پولیس کی نفری پوری نہ ہو، وہ 24/24 گھنٹے ڈیوٹی کریں تو اس کے بعد ان سے بہترین کارکردگی کی امید بھی فضول ہے۔ چھوٹے پولیس افسران کا education standard improve ہونا چاہیے۔ District Investigation Officers جو مقرر کر رکھے ہیں ان کے ساتھ Female District Investigation Officers بھی لازمی تعینات ہونی چاہئیں۔ Police Order, 2002 کو proper reforms میں لے کر آئیں۔ خانہ پُری کے لئے منشیات کے جو پرچے ہوتے ہیں یہ روش بند ہونی چاہیے۔ میں خصوصی طور پر اپنے ضلع کا ذکر کروں گی کہ 10 گرام، 5 گرام، 6 گرام، اس طرح کے منشیات کے پرچے انتہائی معزز اور شریف لوگوں پر کر کے خانہ پُری ہوتی ہے اور یہ شاید پولیس کی ایک requirement ہے اس کو بند ہونا چاہیے۔ بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب اس طرح ہے کہ ہاؤس کا ٹائم ختم ہو چکا ہوا ہے۔ لاء منسٹر صاحب! آپ کو winding up speech کے لئے کتنا ٹائم چاہیے ہوگا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! within 5 minutes ختم کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا ٹائم آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے اور اب میاں رفیق صاحب بات کریں گے۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .He is on point of order ان کی بات پہلے ختم ہو لینے دیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! آپ نے کل مہربانی کی تھی اور Private Members Day میں 4 بجے تک ٹائم دیا تھا تو منسٹر صاحب کو بھی کوئی جلدی نہیں ہے۔ یہ نہایت important matter ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ کوئی دوست رہ نہ جائے۔ ہم اس ملک میں جمہوریت کے لئے جتنی جدوجہد کر رہے ہیں، ہم نے مواخذے کے لئے بہت تگ و دو کی ہے، مختلف اسمبلیوں میں قراردادیں پیش کر رہے ہیں، وہ کس لئے کر رہے ہیں؟ جمہوریت کے لئے۔ میرا نظریہ یہ ہے کہ جمہوریت میں سب سے بڑی رکاوٹ اس ملک کی پولیس ہے۔ جب تک پولیس کی اصلاح نہیں ہوگی، یہاں سے پولیس ازم ختم نہیں کیا جائے گا، جب تک منتخب نمائندے کی عزت نہیں کی جائے گی، ہم لوگ ایک 19/18 گریڈ کے پولیس افسر، ڈی پی او کے پاس جاتے ہیں تو وہ دو انگلیوں سے ہم سے ملتا ہے جیسے اس کی کمر کا مہرہ ہلا ہوا ہو۔ جب تک انہیں آداب جمہوریت نہیں سکھایا جائے گا لاء اینڈ آرڈر کس چیز کا ہوگا؟ جب عوامی نمائندے جائیں اور پولیس والے دو انگلیوں سے بات کریں اور بدتمیزانہ رویہ اختیار کریں تو پھر ایک عوامی نمائندہ لاء اینڈ آرڈر کی کیسے اصلاح کرے گا؟ لاء منسٹر سے میری humble submission ہے کہ ہر ایم پی اے کو یہ اجازت دی جائے کہ وہ اپنے تھانے میں جس وقت دل چاہے inspection کرے۔ اگر وہ inspection کر سکے گا تو لاء اینڈ آرڈر کی گارنٹی بھی وہ دے گا۔ یہ بہت sensitive topic ہے تو میری kindly humble submission ہے کہ 20 منٹ ٹائم بڑھا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل بڑھا دیا ہے۔ جی، میاں صاحب!۔۔۔ (قطع کلامیاں)
چودھری صاحب! میں ان کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے موقع دیا۔ وقت کی کمی نے میرے ہاتھ باندھ دیئے ہیں ورنہ امن عامہ سے متعلق کرپشن اور اختیارات کا ناجائز استعمال میں اس دیوار پر لکھ دیتا جس کو آپ بھی پڑھ لیتے اور آئی جی صاحب بھی پڑھ لیتے۔

اب نظام زر بدلنا ہوگا سوچ کا محور بھی بدلنا ہوگا
گر نہ ہو ممکن بدلنا جسم کا بھی بادشاہ کا سر بدلنا ہوگا

جناب سپیکر! امن عامہ اور کرپشن کی ماں ہے disparity and discrimination اور یہ disparity and discrimination کس نے پیدا کی ہے؟ یہ سیاسی طالع آزما، مہم جو جرنیلوں نے پیدا کی ہے، بار بار مارشل لاء لگا کر سول سوسائٹی کو تقسیم کیا، کرپشن کی طرف مائل کر کے ساری سول سوسائٹی کو تقسیم کر دیا۔ میں اس میں یہ بھی کہوں گا کہ جن اداروں اور جن جماعتوں نے ملک اور قوم کے ارتقاء کو روکا وہی اس ملک اور قوم کے دشمن ہیں کیونکہ ان لوگوں نے ساری civil society کو دھڑے بندیوں میں تقسیم کر دیا، قومی اور مذہبی فرقہ واریت میں تقسیم کر دیا، لسانی اور صوبائی تعصبات میں تقسیم کر دیا اور عوام کے consensus کو تقسیم کر کے ساری قوم کو کمزور کر دیا۔ اس طرح سے جہاں جہاں بھی عوام کے مسائل ہیں، جس ادارے میں بھی پولیس میں یا محکمہ مال میں بھی عوام کے مسائل ہیں وہاں پر abuse of authority ہے، کرپشن، رشوت اور اختیارات کا ناجائز استعمال ہے۔

جناب سپیکر! مستقبل میں میرا vision یہ جھانک رہا ہے کہ جب تک یہ disparity and discrimination موجود رہے گی تو انقلاب روس کی طرح یا انقلاب چین کی طرح یا انقلاب فرانس کی طرح سے ہی یہاں پر تبدیلی آئے گی۔ انصاف بکتا ہے، قانون بکتا ہے یہ بات تو ہے ہی اس میں دو رائے نہیں ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر قانون اور آئی جی صاحب کو ایک مثال دیتا ہوں کہ شور کوٹ کمالیہ ہیڈ سدھنائی اور تریموں کینال ونگ پر، حویلی کینال لنک پر اربوں روپے سے سکارپ سکیم بنائی گئی تھی اس میں محکمانہ کرپشن ہوئی ہے۔ میں نے اس کو highlight کرنے کے لئے ایک پریس کانفرنس کی تھی۔ آپ حیران ہوں گے کہ 215 ٹیوب ویلوں میں سے صرف چالیس in working ہیں باقی 175 ٹیوب ویلوں کی مشینری اور موٹریں محکمہ کے چور کھا چکے ہیں۔ یہ محکمانہ سکینڈل ہے جس کو ہمایوں شاہ SDO مظفر گڑھ تحفظ دے رہا

ہے، سارا محکمہ تحفظ دے رہا ہے۔ وہاں پر رنگے ہاتھوں پکڑے ہوئے چور روہنکی تھانہ پہنچائے گئے، موٹریں بھی پہنچائی گئیں جب میری طرف سے اعتراض ہوا اور پریس کانفرنس ہوئی، میں نے سیکرٹری اریگیشن کو بھی چٹھی لکھی تو یوں ہوا کہ محکمانہ کرپشن کو بچانے کے لئے تھانے سے گیا ہوا مسروقہ مال موٹریں واپس لا کر ٹیوب ویل پر لگا کر چلتا ہوا ثابت کر کے اس کو چھپانے کی کوشش کی گئی۔ میں یہ آئی جی صاحب کو بھی بھیجوں گا۔ آپ حیران ہوں گے کہ ان چوروں کو DSP اور DPO کے level پر فارغ کر دیا گیا کہ وہاں پر تو کوئی چوری ہوئی ہی نہیں ہے اور یہ اربوں روپے کی محکمانہ کرپشن کا سکینڈل ہے جس کو محکمہ بھی تحفظ دے رہا ہے اور محکمہ پولیس بھی تحفظ دے رہا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کے سامنے وزیر قانون صاحب نے بھی بہت اچھی تجاویز اور بہت اچھی آراء دی ہیں جن سے میں خود اتفاق کرتا ہوں لیکن ایک بات پر مجھے شدید اختلاف ہے کہ Police Act 2002 اسی طرح سے ہے کہ جیسے روس کا Iron carton تھا۔ اس سے آزادی اسی طرح سے حاصل ہوگی کہ Police Act کو تبدیل کیا جائے اور منصفانہ تفتیش کا قانون رائج کیا جائے۔ میں یہ مانتا ہوں کہ اچھے DPO بھی لگے ہوئے ہیں لیکن تمام فرشتے نہیں ہیں۔ ان کے نیچے بھی فرشتے نہیں لگے ہوئے۔ میں ایک مثال آپ کو دینا چاہتا ہوں کیونکہ آئی جی صاحب بیٹھے ہیں۔ میں ایک بات ان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ میں ان کے دفتر میں گیا جو صاحب DSP کو deal کرتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ ہمیں ایک honest DSP دے دیں انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس تو کوئی honest ہے ہی نہیں۔ میں نے کہا کہ ایک بھی نہیں تو انھوں نے کہا کہ ہوں گے کوئی 2/4 تو میں نے کہا کہ ان میں سے ایک ہی دے دو۔ جہاں پر قحط الرجال ہو محکمہ پولیس میں honest officer موجود نہیں ہوں گے تو عوام کو انصاف کہاں سے ملے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ چودھری عبداللہ یوسف صاحب!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں نے درخواست کی تھی کہ معزز ممبر کی تقریر سے پہلے سیال صاحب بات کر رہے تھے اس وقت تسلسل تھا کہ انھوں نے جو باتیں کی ہیں کہ انھوں نے اس کام میں بڑی جدوجہد کی ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے ایک اور کام میں بھی بڑی جدوجہد کی ہے کہ انھوں نے فارورڈ بلاک بنایا ہے اور فارورڈ بلاک بنانے میں ان کی جدوجہد پر میں ان کو مبارکباد اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا محمد افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ضمیر کی آواز کے تحت اگر کوئی فارورڈ بلاک بنتا ہے تو ہم ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ میں آج امن عامہ کے حوالے سے ایک بات کہنا چاہوں گا کہ جن لوگوں نے کل پرویز مشرف کی حمایت کی ہے ان کو آئی جی صاحب protection دیں کیونکہ پاکستان اور پنجاب کے عوام بہت ناراض ہیں اور یہ حفاظت سے اپنے حلقوں میں جائیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نجف سیال صاحب!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! عبداللہ یوسف صاحب پچھلے 5 سال بھی ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ میرے بھائی بنیادی طور پر گجرات کے رہنے والے ہیں اور ان کی مجبوری ہے کہ یہ گجراتیوں کو چھوڑ نہیں سکتے ورنہ کل جو نتیجہ تھا 83 میں سے 25 افراد نے حق میں ووٹ دیا۔ یہ بات نہایت قابل شرم تھی۔ ہم نے اپنے ضمیر کے مطابق فیصلہ کیا اور اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو ہمیں اس کو بھولا نہیں کہنا چاہیے۔ ہم شرمندہ ہیں، میں اس ہاؤس سے معافی مانگتا ہوں کہ ہم 5 سال وردی والے کی support کرتے رہے ہیں۔ میں آج کھلے دل سے یہ تسلیم کرتا ہوں کہ 39 آدمی الحمدللہ ہمارے ساتھ تھے اور 17 بندے ان کے تھے انھوں نے کہا کہ ہم نہیں آئیں گے کیونکہ ہمارا ضمیر نہیں کہتا کہ ہم مشرف کو ووٹ دیں تو یہ کل 25 بندے آئے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ 4 گجرات والے رہ جائیں گے باقی سارے آ جائیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، گوندل صاحب!

جناب وسیم افضل گوندل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی میں اس وقت بحث law and order کی صورتحال پر ہو رہی ہے۔ میں بہت مختصر وقت میں دو تین تجاویز دینا چاہتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو امن وامان کی صورتحال میں بہتری پیدا ہو سکتی ہے۔

پہلی تجویز یہ ہے کہ پولیس میں جو بھی enrolment ہوتی ہے وہ کسی سیاسی بنیاد پر نہیں ہونی چاہیے اور آئندہ کے لئے میری آپ کے توسط سے وزیراعلیٰ پنجاب سے درخواست ہو گی کہ سپاہی سے لے کر اوپر جہاں تک enrolment ہو اس میں سیاسی مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ان کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پچھلے دور حکومت میں انتخابات

سے صرف چند ماہ پہلے ضلع منڈی بہاؤالدین اور ضلع گجرات میں massive scale پر پولیس کی بھرتیاں ہوئی تھیں۔ ان میں سے 700 لوگ ضلع گجرات میں بھرتی ہوئے اور تقریباً 500 کے قریب ضلع منڈی بہاؤالدین میں بھرتی ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب وسیم افضل گوندل: جناب سپیکر! میں figures بتا رہا ہوں۔ جب DPO منڈی بہاؤالدین کو تبدیل کیا گیا تھا تو RPO صاحب نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ نے merit پر کتنی بھرتیاں کی ہیں تو اس نے کہا تھا کہ میں نے 300 میں سے صرف 25 merit پر بھرتیاں کی ہیں باقی مجھے ظہور پیلس سے list آئی تھی اور اس نے جاتے جاتے 65 آدمی قد کی کمی اور چھاتی کم ہونے کی وجہ سے نکالے ہیں۔ اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ انتخابات سے تین چار مہینے پہلے جتنی enrolment ہے اس کو scrutinize کیا جائے تاکہ merit پر دوبارہ بھرتی کی جائے اور جو پہلے ہوئے ہیں ان کو retain کیا جائے تاکہ یہ کسی کی ذاتی force نہ بن سکے چونکہ وہ لوگ جو اس وقت بھرتی ہوئے تھے وہ اپنے آپ کو پرویز الٰہی force کہتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری دوسری تجویز یہ ہے کہ تھانوں میں ہر کانسٹیبل کے پاس موبائل فون ہر وقت موجود ہوتا ہے اور بدقسمتی سے بہت سارے پولیس فورس کے لوگ informer کا کام کرتے ہیں۔ جہاں کہیں اگر ریڈ کرنے کے لئے جانا ہوتا ہے یا کسی law implementation کے لئے جانا ہوتا ہے تو مجرم نوسر باز کو پہلے فون کر کے بتا دیا جاتا ہے کہ آپ کی طرف آج ریڈ آ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کی بات بڑی اہم ہے۔

جناب وسیم افضل گوندل: صرف تیس سیکنڈ لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ میری بات سنیں اور محترم لاء منسٹر صاحب سے ملیں اور ان کے نوٹس میں لے کر آئیں۔ اس پر جو بھی کارروائی ہو گی منسٹر صاحب پھر بتائیں گے۔ پلیز! ٹائم بڑا short ہے اور آپ کا point آ گیا ہے۔

جناب ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: لوگوں کے بہت ہی important matters ہوتے ہیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ بعد میں ٹائم دیتا ہوں۔ جی، فرمائیں!

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میری لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے اور میری دو تجاویز ہیں کہ ہمارے تھانوں میں ہوتا یہ ہے کہ یہاں سے آرڈر جاتے ہیں اور جس تھانے کے بہت زیادہ پرچے ہوتے ہیں ہم ان کو promote کرتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ اکٹھ اور پنچائیت کو اہمیت دی جائے، جو ہمارے ممبر صوبائی اسمبلی یا دوسرے ممبران وہاں اکٹھ اور پنچائیت کرتے ہیں تو یہ ہدایت ہو کہ جن تھانوں کے کم سے کم پرچے ہوں گے اور اصلاح زیادہ ہو گی ان کو انعامات سے نوازا جائے۔ اسی طرح پولیس کا جو گشت ہوتا ہے تو ایک پولیس آفیسر 24,24 گھنٹے گشت کرتا ہے، اگر ان کی نفری بڑھائی جائے اور ان کو کم وقت گشت کے لئے دیا جائے تو اس سے زیادہ فوائد حاصل ہوں گے۔ ساتھ ہی ساتھ جس طرح میری بہن نے کہا تھا کہ اگر ان کی تنخواہیں بڑھا دی جائیں تو فائدہ یہ ہو گا کہ رشوت والا عمل کم ہو جائے گا۔ بیس بیس سال سے جو پرانے پرچے پڑے ہوتے ہیں اگر ہم انہیں کہتے ہیں کہ اتنے پرچے show کریں تو جن لوگوں کی چالیس یا پچاس سال کی عمریں ہو جاتی ہیں ان کو پکڑ کر لے آتے ہیں۔ یہ بھی کوشش کی جائے کہ ان دو چیزوں پر amendments کی جائیں اور اکٹھ اور پنچائیت کی اہمیت کو ترجیح دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ صغیرہ اسلام: ہمیں وقت ہی نہیں دیا جا رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا تو ابھی لسٹ میں نام ہی نہیں ہے۔ اب ساجدہ میر صاحبہ کا نام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ! بات کریں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: اپوزیشن والوں کو ہی ٹائم دیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جمہوریت کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ اپوزیشن کو بھی ٹائم دینا چاہیے۔ آپ کی جو شکایت ہے اس کو سننے کے لئے آپ کے منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔ انہوں نے اس ہال کے اندر بات کرنی ہے۔ جی!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ اپوزیشن کے حق کو تسلیم کرتے ہیں۔ میرے بھائی نجف سیال صاحب نے اس وقت جو بات کی میں اس کا جواب دینا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ law and order کے اوپر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمیر کی بات ہے۔ یہ بائی تجارت ضمیر ہیں اور میں یہ کہوں گی کہ پانچ سال بعد ان کا ضمیر جاگا۔ جب انہوں نے پانچ سال تمام مراعات لے لیں، تمام تنخواہیں لے لیں حتیٰ کہ ٹکٹ تک لے لیا تب جاکر ان کا ضمیر جاگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: ان کا تین مہینے پہلے بھی ضمیر جاگ جاتا تو ہم سمجھتے کہ ان کا واقعی جاگا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز: بیٹھیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: یہ گھروں سے اٹھ کر آجاتی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کو ٹائم دیا تھا، اب بیٹھیں۔ سیال صاحب! آپ بھی بیٹھ جائیں۔ Let me conduct the House.

جناب نجف عباس خان سیال: یہ گھروں سے اٹھ کر آجاتی ہیں۔ ان کی سیاست صرف یہی ہوتی ہے۔ اگر ان میں اتنی ہمت ہے تو یہ آئیں اور جنرل الیکشن لڑ کر دیکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیال صاحب! یہ personal attack اس ہاؤس کے اندر نہیں ہو سکتا۔ order in the House پلیز! تشریف رکھیں۔ اب ہم کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ چودھری محمد شفیق صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کے اس sensitive حالات میں مجھے بھی موقع ملا کہ پنجاب کے law and order پر بات کی جا سکے۔ ایک دو point پر میں بات کروں گی کیونکہ معزز اراکین اسمبلی صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں ان کا وقت بھی ضائع نہیں کرنا چاہتی۔ نہ تو کوئی میرا چاچا آئی جی ہے، نہ کوئی میرا بھائی ایس ایچ او ہے، نہ میں کسی کو لگوانا چاہتی ہوں لیکن ایک بات میں ضرور کرنا چاہتی ہوں کہ اگر پولیس رشوت لینا چھوڑ دے تو لوگ جرم کرنا چھوڑ دیں گے۔ سب سے بڑا مسئلہ ہمارے لئے جو آتا ہے کہ لاہور کی 150 یونین کونسل میں ٹوٹل 85 تھانے ہیں اور جب ایک علاقے میں واردات ہوتی ہے اور دو سڑکوں کے درمیان ڈکیتی کی واردات ہوتی ہے اور پھر جب بندہ

complaint کے لئے جاتا ہے تو ایس ایچ او صاحب کہتے ہیں کہ یہ میرا تھانہ نہیں ہے۔ دوسرے تھانے میں جاتا ہے تو وہاں کہا جاتا ہے کہ یہ میرا تھانہ نہیں ہے تو اس تھانہ کلچر کو بدلنے کے لئے کچھ کرنا ہو گا۔ ایک طرف تو آپ نے آپریشن کا محکمہ رکھا ہے، دوسری طرف Investigation کا محکمہ رکھا ہے یہ دونوں طرف سے رشوت کا بازار گرم ہے۔ ایف آئی آر کٹوانے کے لئے بھی پیسے دینے پڑتے ہیں اور جب آپ کی investigation ہوتی ہے تب وہاں بھی پیسے لئے جاتے ہیں۔ یہاں پر لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میں ان سے گزارش کروں گی کہ دوہرے معیار کو ختم کر کے ایک ایسا کلچر بنایا جائے جس سے تھانہ کلچر بہتر ہو۔ ایک یہاں پر promotee ہمارے بھائی ہیں ان کو promotion ملنی چاہیے لیکن ان کو ایسے آداب بھی سکھانے چاہییں کہ وہ بغیر کسی سیاسی پریشر کے لوگوں کے کام کریں اور لوگوں کو بھی پتا ہو کہ ہم نے اپنے تھانے کے ساتھ مل کر کام کرنے ہیں۔ یہ ایس ایچ او ہمارے جان و مال کی حفاظت کریں گے تو یہاں پر ڈکیتیاں کم ہوں گی۔ اگر بد قسمتی سے devolution programme آ ہی گیا ہے تو اس کو سیاست میں نہ لے آئیں۔ میرے بھائی نے بات کی کہ یہ ایک بہترین حل ہے کہ ہم عوامی سطح پر کمیٹیاں بنا کر ایک ایس ایچ او کو اس کے ساتھ ساتھ مسلط کر دیں کہ آپ نے یہاں پر دیکھنا ہے کہ اس علاقے میں کتنے جوئے کے اڈے ہیں، کتنے لوگ prize bond کی پرچی کا کام کرتے ہیں اور کتنے قبضہ گروپ ہیں جنہوں نے اپنے ٹارچر سیل بنائے ہوئے ہیں، آپ یقین کریں کہ میں لاہور میں رہتی ہوں اور مجھے پتا ہے کہ شریف آدمی ڈر کے مارے تھانے بھی جانے کے لئے تیار نہیں۔ یہاں پر اغواء برائے تاوان پر فون کئے جاتے ہیں۔ یہاں پر اغواء کر کے کسی کے گھر فون پر کہہ دیا جاتا ہے کہ آپ دس لاکھ روپیہ لے کر آئیں تو وہ بیچارہ شریف آدمی ڈھونڈتا پھرتا ہے کہ اگر میں نے دس لاکھ کا بندوبست نہ کیا تو میرا بچہ قتل ہو جائے گا۔ یہاں پر ڈی آئی جی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں کہوں گی کہ دو تھانوں کے درمیان والی بات کو سوچیں کہ کون سا ایس ایچ او ہے جو اپنی غلطی مانے گا۔ میرا خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے پریشر سے ایسا کرتے ہیں۔ یہ بھی بتائیں کہ ایک اچھے طریقے سے عوام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو بہترین راستہ یہ ہے کہ اگر پولیس پیسے لینا چھوڑ دے تو لوگ جرم کرنا چھوڑ دیں گے۔ آج ہماری ریاست ہے، ہماری ریاست تب ہی بنے گی کہ ہمیں ایک نیا social structure develop کرنا پڑے گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ایک منٹ۔ میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ ہاؤس کے decorum کا خیال رکھا کریں۔ یہ ایک انتہائی معزز ایوان ہے۔ میاں رفیق صاحب! اگر آپ نے کوئی

بات کرنی ہے تو باہر جا کر کر سکتے ہیں لیکن اس طرح آپ بالکل نہیں کر سکتے، ہاؤس کا آخر ایک decorum ہوتا ہے۔ بہت شکریہ۔ جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہم نے عوام کی خدمت کرنی ہے اور عوام کا فرض بنتا ہے کہ آپس میں relation رکھیں اور اس طرح میں سمجھتی ہوں کہ آنے والے وقت میں crime کا خاتمہ بھی ہو گا لیکن پولیس کا رویہ درست کرنے کے لئے بجائے ہم اکھاڑ پچھاڑ کریں، ان کی ٹریننگ کا بندوبست کیا جائے کہ بغیر کسی سیاسی پریشر کے یہ عوام کی خدمت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آج کے ٹائم میں جناب مسعود لالی، جناب جاوید حسن گجر، جناب خالد جاوید گھرال، جناب قمر حیات کاٹھیا، شیخ ممتاز احمد، مہر اشتیاق احمد، جناب جلال الدین ڈھکو، ملک جاوید اعوان، جناب خلیل طاہر سندھو، رانا تنویر ناصر، محترمہ انجم صفدر صاحبہ، جناب شاہجہاں بھٹی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ، میاں طارق محمود، سردار محمد ایوب خان گادھی، سردار خالد راجپوت بھٹی، محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ، جناب محمد اعجاز شفیع، جناب شاہ رخ ملک، رائے محمد شاہجہاں، سید حسن مرتضیٰ، جناب رضوان گل، رانا ثناء اللہ خان، محترمہ شمسیٰ گوہر صاحبہ، محترمہ راحت اجمل صاحبہ، چودھری محمد ارشد، ملک نوشیر احمد لنگڑیال، حاجی ذوالفقار علی اور سردار خالد سلیم بھٹی نے لکھ کر دیا ہوا تھا۔ ہم نے وقت بڑھایا بھی ہے لیکن وقت اب ختم ہو گیا ہے تو لاء منسٹر صاحب نے اب wind up speech کرنی ہے۔ اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کا وقت صرف دس منٹ بڑھا کر وزیر قانون صاحب wind up تقریر کر لیں۔ جی، وزیر قانون! (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے ذرا ان کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس وقت یہ debate شروع ہوئی تھی تو اس وقت شاید آپ نہیں تھے۔ اس وقت وزیر قانون نے on the floor of the House یہ کہا تھا کہ ایک تو وقت کی کوئی پابندی نہیں ہو گی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر آج یہ debate مکمل نہ ہوئی، اگر کچھ رہ گئی تو اس کو کل تک کے لئے pending کر لیں گے۔ اس لئے میرے خیال میں آج wind up تقریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہاؤس کا وقت ختم ہو گیا ہے تو اس کو کل

کے لئے pending کر لیں تاکہ سب لوگ اپنا اپنا point of view پیش کر لیں۔ ہم لوگ بھی ہیں۔ ہم نے اپنی تجاویز دینی ہیں۔ یہ اتنا اہم issue ہے جو صوبے کے امن وامان کے لئے ہے۔اس لئے اس کو کل تک کے لئے pending کر لیں۔

چودھری نوید خادم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں۔

چودھری نوید خادم: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ آج کے دن امن وامان کے حوالے سے بحث ہو رہی تھی تو تمام ممبران نے اس پر بڑے مودبانہ طریقے سے discuss کیا ہے اور اپنے اپنے proposals دیئے ہیں اور point out کیا ہے۔ میں نے آپ سے ایک منٹ کے لئے وقت مانگا تھا۔ اب میں اپنی اصل بات کی طرف آتا ہوں کیونکہ آئی جی صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں میں آپ کی وساطت سے ان کو ایک بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ پی پی۔26 جہلم ہے اور آج سے پانچ ہفتے پہلے حافظ نامی آدمی ہے جس کا گاؤں "پگا" ہے۔ یہ آدمی فرانس سے پاکستان آیا تھا۔یہاں پر اپنا پلازہ بنا رہا تھا اور کاروبار کرنا چاہتا تھا۔ پانچ ہفتے گزر چکے ہیں اور مقامی پولیس کی تمام کوششوں کے باوجود وہ ابھی تک بازیاب نہیں ہو سکا۔ اس بندے کا پتا بھی چل چکا ہے کہ ضلع مردان میں کوئی گاؤں ہے وہ وہاں پر ہے مگر پولیس ناکام ہے اور وہ چھ کروڑ روپے تاوان مانگ رہے ہیں۔ آئی جی صاحب سے گزارش ہے کہ آج ہی ایک سپیشل ٹیم بنائیں، آئی جی سرحد سے بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: براہ مہربانی آپ وزیر قانون صاحب کو مخاطب کریں۔ آپ وزیر قانون سے ملیں اور مل کر انہیں اپنا مسئلہ بتائیں۔

چودھری نوید خادم: جناب سپیکر! میں نے تین دفعہ ان کو ملنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ نہیں ملے۔ میں دس دفعہ ان کے office جا چکا ہوں مگر ملاقات نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ابھی ان کے پاس آئیں، بیٹھ کر بات کریں اور اس کو دیکھ لیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! وقت کی قلت کے باعث جناب نے جو فرمایا ہے کہ شاید wind up ہو جائے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Criminal Administration of Justice میں جتنی بھی enactments ہیں وہ Federal ہیں لیکن گزارش ہے کہ جو کہ for better efficiency and discipline of the police میں سمجھتا ہوں کہ نہ ہونے کے برابر ہے اس کے لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ کوئی short term جو ہے یہ ہاؤس enactment کرے تاکہ پولیس کی efficiency بڑھائی جائے۔ دوسرا میں اس معزز ایوان کی مناسبت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چوری ڈکیتی خاص طور پر جو سرگودھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر شروع کر دی ہے۔اس کا طریق کار یہ ہے کہ let the Law Minister decide کہ انہوں نے اس کو چلانا ہے۔ جس طرح بات ہوئی ہے اس کو دیکھ لیں اگر wind up کرنا ہے تو پھر آپ اپنی تجاویز لکھ کر دے دیں۔ and he will look into that۔جی،وزیر قانون!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔اگر آپ تعاون نہیں کریں گے تو پھر کیسے چلے گا؟وزیر قانون کو بات تو کر لینے دیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! آپ نے یہ فرمایا کہ ہوم سیکرٹری صاحب،آئی جی صاحب بیٹھے ہیں بڑی مہربانی۔اس کے بعد وزیر قانون نے عامر سلطان چیمہ صاحب کے ایک point بتانے پر action لیا۔اس بات کو دیکھتے ہوئے میں صرف ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ ہے۔میرے حلقہ کا تھانہ شور کوٹ سٹی لگتا ہے۔یہ خانیوال ضلع کا بارڈر ہے۔وہاں پر تھانہ حویلی کورنگا اور تھانہ سرائے سدھو ہیں۔ان کے درمیان جو دریائی علاقہ ہے وہ اشتہاریوں کی آماجگاہ ہے۔رانا صاحب نے کہا کہ ہمارا بھی یہی ہے کہ ہم قتل اور ڈکیتی کے اشتہاریوں کو پکڑیں نہ کہ

عدالتی مفروران کو پکڑیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سید فخر امام شاہ صاحب سینئر پارلیمنٹیرین ہیں، وہ جلسہ کر رہے تھے وہاں پر فائرنگ ہوئی، بندے قتل ہو گئے اور بندہ جو تھا وہ کئی مقدمات میں اشتہاری تھا۔ وہ کئی پولیس افسران کو قتل کر چکا ہے۔ وہ پکڑا گیا اور حال ہی میں وہ جیل توڑ کر بھاگا ہوا ہے۔ وہ وہاں رہتا ہے۔ میرے حلقہ کے لوگوں کو، خانیوال کے لوگوں کو فون پر اغواء برائے تاوان کے لئے اٹھا لیا جاتا ہے اور فون کرتا ہے کہ اتنے پیسے پہنچا دو حالانکہ وہ پنجاب کی جگہ ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ دریائی علاقہ ہے، بہت مشکل جگہ ہے لیکن ہے تو پنجاب کی جگہ، میری گزارش ہے کہ وہاں کوئی خاص آپریشن کیا جائے اور جو سینکڑوں کی تعداد میں اشتہاری رہتے ہیں انہیں گرفتار کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وزیر قانون صاحب کو مل لیں اور اس مسئلہ کو discuss کر لیں۔ جی، وزیر قانون صاحب! ہاؤس کا وقت دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب! تھوڑا سا decorum کا خیال رکھا کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں اسی حوالے سے ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا decorum کے حوالے سے جو حکم تھا۔

I recognize regret, please may kindly be accepted.

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ان تمام معزز اراکین کا انتہائی ممنون ہوں جنہوں نے آج لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر بحث کرتے ہوئے انتہائی مدلل اور قیمتی تجاویز سے ہمیں آگاہ کیا۔

آوازیں: یہ تو wind up کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کو بات تو کر لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں ان معزز اراکین کا جنہوں نے اپنے نام نوٹ کروائے لیکن انہیں آج موقع نہیں مل سکا میں ان کا بھی انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس بارے میں اپنی دلچسپی ظاہر کی اور میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اپوزیشن کے ممبران کو بھی اور ہمارے ٹریژری بنچز پر جو موجود ہیں کیونکہ جن لوگوں نے نام دیئے تھے ان میں سے کافی سارے دوست اس وقت موجود بھی نہیں ہیں، مجھے اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑے گی کہ ان کے Leader of the Opposition بھی یہاں پر موجود نہیں ہیں بہر حال جو آج کی بات ہے اس کا آج ہی جواب دینا یا اس کو wind up کرنا اس لئے ضروری ہے کیونکہ کل اجلاس نہیں ہو سکے گا۔ کل 14 اگست ہے۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ یقین دہانی کروادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! ان کی بات تو سن لیا کریں۔ آپ ماشاء اللہ سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ decorum of the House جس کا ہم ذکر کرتے رہتے ہیں اور جس کا ہم کہتے رہتے ہیں اس کا خیال کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میری گزارش ہے کہ کل 14۔اگست ہے اور یوم آزادی کے حوالے سے میرے خیال میں ہم میں سے سبھی نے اپنے اپنے اضلاع میں مختلف تقاریب کے حوالے سے جانا ہو گا۔ اس لئے یہ ضروری تھا کہ آج کی جو تجاویز ہیں ان کے اوپر response حکومت کی طرف سے ، میری طرف سے آنا چاہئے تھا۔ میں دوستوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جن دوستوں کے نام نوٹ ہوئے اور جو اس وقت موجود ہیں، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ نام نوٹ کروا کر پھر اس کے بعد چلے جانا یہ کوئی مناسب رویہ نہیں ہے۔ جن لوگوں کے نام نوٹ ہیں اور یہاں پر موجود ہیں، آپ سیکرٹری صاحب سے کہہ کر ان کے نام نوٹ کروالیں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اسی اجلاس میں انشاء اللہ تعالیٰ ہم دوبارہ کیونکہ جمعہ کے دن price hike پر بحث ہے، ہم اسی اجلاس میں دوبارہ time اور بزنس کے ساتھ منسلک کر کے اس دن انشاءاللہ تعالیٰ ان دوستوں کی تجاویز سے بھی استفادہ حاصل کریں گے اور باقی اگر کوئی دوست اپنی تجاویز کیونکہ یہاں پر ٹائم

کی قلت ہے اس لحاظ سے اگر کسی کی بات ادھوری رہ گئی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ان تجاویز کو in black & white لکھ کر بھی دے دیں تو ہم اس کو بھی welcome کریں گے۔

جناب سپیکر! جو تجاویز یہاں پر دوستوں نے دی ہیں میں ان سب دوستوں کو اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ ان تمام پر ہم پوری توجہ کے ساتھ غور کریں گے اور انشااللہ تعالیٰ ان تجاویز سے استفادہ کرتے ہوئے یہ کوشش کریں گے کہ پولیس کے ڈیپارٹمنٹ کو ہم بہتر سے بہتر انداز میں منظم کر کے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر بنانے میں۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! [*********]

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آج آپ صبح سے جو بات کر رہے تھے اس کا مطلب ہے کہ آپ لوگوں کو بالکل دلچسپی نہیں ہے کہ جب آپ لوگوں کی speeches کے جواب میں وزیر قانون صاحب آپ کے مسائل wind up کر رہے ہیں، میرا خیال ہے کہ جو ممبران نئے آئے ہیں، چیمہ صاحب! اگر یہاں پر اپوزیشن لیڈر موجود ہوتے تو میں یہ بات بالکل ان کے نوٹس میں لے کر آتا کہ یہ اس وقت کوئی اپنی بات نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ آپ کی تجاویز پر بات کر رہے ہیں اور اگر نہیں سننا چاہتے تو۔۔۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 691 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ کورم پورا کرے۔ اب ایک ممبر نے اگر کورم کی نشاندہی کی ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): چیمہ صاحب! دیکھیں کہ میں نے تو اپنی speech کر دی تھی۔ اب آپ کی تجاویز پر میں جواب دے رہا ہوں اگر آپ اپنی تجاویز پر جواب نہیں سننا چاہتے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی مرضی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ اب کورم کی نشاندہی ہوئی ہے اور میرے لئے بھی یہ بڑا افسوسناک مرحلہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کی اس ہاؤس میں ضرورت ہی نہیں ہے، اگر آپ

اپنے مسائل کا حل نہیں سننا چاہتے اور جب وزیر موصوف wind up کر رہے ہیں، اگر آپ ان کی wind up speech نہیں سننا چاہتے۔ اب چونکہ قاعدے اور قوانین کے مطابق۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ بعض ممبر پہلی دفعہ elect ہو کر آئے ہیں۔ ابھی یہ دوسرا یا تیسرا اجلاس ہے جو صحیح طور پر چل رہا ہے تو ہو سکتا ہے کہ کسی غلط فہمی کی بنیاد پر انہوں نے بات کی ہو۔ آپ اس بات کو reconfirm کروالیں اور ان کے سینئر ممبر اعجاز شفیع صاحب اور چیمہ صاحب بیٹھے ہیں تو میرا خیال ہے کہ انہوں نے اپنی بات پر reiterate نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جس معزز ممبر نے پوائنٹ آف آرڈر پر کورم point out کیا ہے۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! rules کیا کہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: rules تو بڑے clear ہیں کہ جہاں پر point out ہو جائے وہاں پر counting ہوتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب اس وقت وہ ممبر جس کی بنیاد پر یعنی کورم کی نشاندہی کو count کر رہے ہیں وہ ممبر تو موجود نہیں ہیں اور وہ اس کی نشاندہی نہیں کر رہے۔ اگر اعجاز شفیع صاحب نے اب کرنی ہے تو وہ نئے سرے سے کر دیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کو یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ یہ بات تو ہم نے پہلے بھی بڑی دفعہ کہی کہ ہمارے بہت سے حکومتی ممبران ہیں جنہیں ہاؤس کے decorum اور دوسری چیزوں کی بتانے کی ضرورت ہے۔ یہ ٹریننگ شروع کریں اور کیوں نہیں اپنے ممبران کی ٹریننگ شروع کر رہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ادھر کے ممبران کی بات کیوں کر رہے ہیں؟ آپ کیا کر رہے ہیں؟ ممبر آپ کی طرف سے آئے ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ custodian of the House ہیں اور آپ اس طرح کریں اور آپ ہاؤس کو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے اس بات کا دکھ ہوا ہے کہ ان تمام ممبران کا سمیت آپ کے، ان کی wind up speech تھی۔۔۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے اور یہ اس صوبے کا بہت اہم issue لاء اینڈ آرڈر ہے اور آج اس پر یہ اتنی اہم اور ضروری بحث ہو رہی ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ اتنے لمبے چوڑے کانوائے میں سے صرف دو وزراء بیٹھے ہیں۔ چلیں لاء منسٹر صاحب کی تو ڈیوٹیاں ہیں، 18 منسٹر میں سے اور باقی اسی طرح ممبران کی ہے۔ باقی اگر ممبر نے بات کی ہے تو وہ rules & regulations کے مطابق کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اعجاز شفیع صاحب نے کافی لمبی تقریر کر لی ہے۔ اب وہ چاہتے ہیں کہ اپوزیشن کے ممبران کی ٹریننگ بھی ہم کریں۔ آپ اس معزز ممبر سے پوچھ لیں کہ انہوں نے کورم کی نشان دہی کی ہے؟ آپ ان سے پوچھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اپنا پوائنٹ آف آرڈر withdraw کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چونکہ آئین اور rules & procedure بڑے clear ہیں اور محترمہ کے پہلے remarks کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں اور لاء منسٹر صاحب اپنی wind up speech جاری رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ان تمام معزز ممبران کا شکریہ ادا کر رہا تھا اور عرض یہ کر رہا تھا کہ انہوں نے جو تجاویز یہاں دی ہیں ان تجاویز سے حکومت مکمل طور پر استفادہ کرے گی اور انشاءاللہ تعالیٰ پولیس کے نظام اور تھانہ کلچر کو اس انداز میں تبدیل کیا جائے گا کہ لوگوں کو اپنی جان و مال، عزت اور کاروبار کا تحفظ حاصل ہو۔ میں چند باتیں جن کا اس مرحلے پر جواب دینا ضروری ہے میں ان تک اپنے آپ کو محدود رکھوں گا۔

جناب سپیکر! ایک تو یہاں پر consensus کے ساتھ بات ہوئی ہے کہ پولیس میں investigation اور watch & ward کا سسٹم علیحدہ علیحدہ ہونے سے لوگوں کی تکالیف میں اضافہ ہوا ہے لہذا اس کو ایک کر دیا جائے۔ اس کے لئے میں معزز ہاؤس کو اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ اس معاملے میں حکومت پہلے سے بھی seriously غور کر رہی تھی۔ انشاءاللہ تعالیٰ

اس میں ضروری ترامیم اور rules کے حوالے سے جو ممکن ہوا وہ اس وقت ہو جائے گا اور باقی جو یعنی آئین میں ترمیم کا بھی سوچا جا رہا ہے کہ پولیس آرڈیننس کو اس ہاؤس کے سامنے پیش کیا جائے اور یہاں پر ضروری ترامیم کر دی جائیں۔

جناب سپیکر! جو DSP اور SHO level ہے اس level کے تمام آفیسران کی باقاعدہ طور پر مختلف انٹیلی جنس ایجنسیوں اور ڈیپارٹمنٹ کا جو اپنا طریق کار ہے اس سے ان کی reports اکٹھی کی جا رہی ہیں اور ان کو categorize کیا جا رہا ہے اور ایسے افراد جو کہ from the core of the heart کرپٹ ہوں گے ان تمام لوگوں کو خواہ وہ انسپکٹر کا rank ہو، S.I کا rank ہو، DSP کا رینک ہو، ان کو اس محکمہ سے آنے والے سالوں یا مہینوں کی بات نہیں انشاءاللہ تعالیٰ چند ہفتوں میں eliminate کر دیا جائے گا۔ اس بات کا فیصلہ موجودہ حکومت نے کیا ہے اور اس کے اوپر کافی تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ یہاں پر ایک تجویز آئی ہے کہ پولیس کی گاڑیوں میں tracker system لگایا جائے تاکہ ان کی movement کے متعلق پتا چل سکے تو اس سلسلے میں بھی حکومت غور کرے گی اور ہم کوشش کریں گے کہ اس کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

جناب سپیکر! یہاں پر یہ بات بھی ہوئی ہے کہ DSP کے rank میں کرپشن اس حوالے سے ہے کہ DSP جو ہے وہ اپنے rank کی آخری stage پر پہنچا ہوتا ہے اور اس کے سامنے کوئی career نہیں ہوتا تو اس وقت یہ فیصلہ کیا گیا کہ ASI rank کو پولیس کے ڈیپارٹمنٹ میں induct کیا جائے گا اور اس کو ایک ایسا fast track دیا جائے گا کہ وہ آنے والے پانچ اور دس سالوں میں اس کا career اس انداز سے آگے بڑھے کہ وہ SP کے rank تک پہنچے تاکہ اس آدمی کے سامنے ایک career ہو کہ میں اگلے آنے والے پانچ سالوں میں DSP بن سکتا ہوں اور اس کے بعد SP بن سکتا ہوں اور اس کے بعد میں آگے جا سکتا ہوں تاکہ وہ اپنے آپ کو بہتر انداز میں جن خدشات کا آپ نے اظہار کیا ہے اس کے مطابق اپنے career کو بہتر انداز میں رکھ سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر یہ بھی بات ہوئی کہ پیرول کے سسٹم میں ترمیم کی جائے۔ اس میں ترمیم اس سے پہلے جو کی گئی ہے جو قیدی قید کے دوران تعلیم حاصل کرے تو وہ عرصہ جو rumination ہے اس میں شامل کیا جائے گا لیکن ہم اس میں further ترمیم کرنے جا رہے ہیں اور جو قیدی اپنے آپ کو اچھے کردار کے حامل ثابت کریں، وہاں پر تعلیم حاصل کریں تو ان کو پیرول آسان سے آسان کر دی جائے گی۔ جس طرح کہ آپ نے اظہار کیا ہے جو لوگ جیل میں ہیں ان کا کردار بہتر ہے، جرائم بھی چھوٹے

ہیں تو اس لحاظ سے ہم اس بات کو دیکھیں گے کہ جو minor crime کے قیدی ہیں ان کا عرصہ قید جو ہے وہ پیرول پر گزارنے کا موقع دیا جائے تاکہ وہ اپنے آپ کو ایک اچھا شہری ثابت کر سکیں۔

جناب سپیکر! باقی کوئی specifically کچھ ممبران نے کچھ واقعات نوٹ کروائے ہیں۔ وہ تمام میں نے نوٹ کر لئے ہیں۔ جس طرح سے عامر سلطان چیمہ صاحب نے ایک واقعہ کی طرف توجہ دلائی تھی تو اس پر میں نے اسی وقت ان کو جواب دیا ہے اور پروفیسر صاحب سے بھی ہمارا رابطہ ہو گیا ہے۔ اسی طرح سے یہ تمام واقعات بھی میں نے نوٹ کر لئے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ ان تمام واقعات کے اوپر میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ قانون کے مطابق کارروائی بھی ہو گی اور اس سے ایوان کو آگاہ بھی کیا جائے گا۔

ایک دو جو اہم باتیں یعنی چکوال کے حوالے سے محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ نے کی ہیں کہ وہاں پر دو قتل ہوئے اور انہوں نے کہا کہ DPO کی کوئی involvement یا ان کی غفلت شامل تھی تو اس معاملے کو نہ صرف یہ کہ DPO کو اسی وقت فوری طور پر جو نہی یہ بات وزیراعلیٰ پنجاب اور IGP کے نوٹس میں آئی forced leave پر بھیج دیا گیا اور اس وقت آرمی اور پولیس کے آفیسران پر مشتمل ٹیم اس واقعہ کی انکوائری کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ سینئر سول جج جوڈیشل انکوائری کر رہے ہیں اور اس کیس کی انکوائری اس ڈسٹرکٹ سے باہر ایک SSP عہدہ کے انتہائی دیانتدار آفیسر کر رہے ہیں اور اس کا جو بھی result ہوا اس میں جو فریق اور جو آفیسران قصور وار پائے گئے ان کو اس کے مطابق قرار واقعی سزا دی جائے گی اور قطعی طور پر کسی قسم کا لحاظ یا کسی کو کوئی رورعایت نہیں کی جائے گی۔ یہاں پر یہ بات بھی ہوئی ہے کہ پیر کبیر علی شاہ صاحب اور چوراشریف کے بیٹے ہیں ان کو اغوا کیا گیا ہے اور ان کی زبان کاٹ دی گئی ہے ان پر بہت زیادہ تشدد کیا گیا ہے۔ میں اس معزز ممبر کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس کی مکمل تفصیل مجھے فراہم کر دیں تو میں انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملے پر اگر پولیس کے required action پر اگر کسی قسم کی کمی، کوتاہی ہوئی تو اس کو دور کر دیا جائے گا۔ اسی طرح سے یہاں پر فرانس سے آئے ہوئے ایک پاکستانی کے اغوا کے بارے میں بات ہوئی ہے، یہاں پر ہوم سیکرٹری صاحب، آئی جی صاحب نے اس کو نوٹ کر لیا ہے اور میں نے بھی اس کو نوٹ کر لیا ہے اس پر انشاء اللہ تعالیٰ پرسوں 15۔اگست کے اجلاس میں، میں ان واقعات کے متعلق اس معزز ہاؤس کو آگاہ کروں گا کہ اس پر کیا پیش رفت ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر مثبت پیشرفت ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

منڈی بہاؤالدین اور گجرات میں تقریباً پانچ پانچ سو کانسٹیبل بھرتی کرنے کی بات ہوئی ہے اور معزز رکن کا یہ کہنا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی میرٹ پر نہیں رکھا گیا۔ اس سلسلے میں بھی special enquiry کروائی جائے گی اور ان معاملات کو دیکھا جائے گا اگر اس میں کسی قسم کی rules کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور جو recruitment ہوئی ہے۔۔۔

جناب نجف عباس خان سیال: اس میں صرف پولیس نہیں ہے بلکہ کونسل آفیسر اور TMOs بھی ہیں۔ پورے پنجاب کے ڈومیسائل مانگے گئے تھے لیکن subfaith ڈومیسائل صرف گجرات کے بنا کر 90 کونسل آفیسرز اور 41۔TMOs بھرتی کئے گئے ہیں وہ صرف اور صرف گجرات کے ہیں، kindly تمام اضلاع کا حق انہیں دیا جائے اور ایسے جو illegal طور پر بھرتی ہوئے ہیں ان کے خلاف بھی enquiry hold کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): محترم سیال صاحب! اس وقت ہم چونکہ لاء اینڈ آرڈر پر بات کر رہے ہیں اس لئے میں اس حوالے سے بات کر رہا ہوں لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ دوسرے محکموں اور ڈیپارٹمنٹ میں جو irregular باتیں ہوئی ہیں ان کا نوٹس نہیں لیا جائے گا ان کا بھی بالکل نوٹس لیا جائے گا لیکن امن و امان کی جو اہمیت ہے وہ سب چیزوں سے بالاتر اور سب سے بڑھ کر ہے اس لئے موجودہ حکومت کی یہ ترجیح ہے کہ سب سے پہلے وہ ڈیپارٹمنٹ وہ ایجنسی جو اس ملک کے ہر شہری کی جان، مال، عزت اور کاروبار کی محافظ ہیں ان کو درست کیا جائے گا اور جس طرح میں نے اس سے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ واقعات جو ہمارے نوٹس میں لائے گئے ہیں ان پر بھی پوری توجہ دے کر اس پر پورا action لیا جائے گا۔ جو واقعہ آپ نے اپنے District کے حوالے سے اور سرگانہ صاحب نے شور کورٹ کے حوالے سے بتایا کہ وہاں پر کوئی اشتہاری مجرم ہے اور گینگ بنا ہوا ہے ہم ان تمام معاملات کو specifically focus کریں گے اور focus کرنے کے بعد نہ صرف اس پر مثبت پیش رفت ہو گی بلکہ اس ایوان کو میں آگاہ بھی کروں گا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے یہ tradition نہیں ہے کہ جب wind up speech ہو رہی ہو تو اس میں مداخلت کی جائے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! ہم wind up speech میں اپنے answers چاہتے ہیں اور یہ tradition ہے کہ wind up speech میں اگر ہمیں اپنے answers نہ ملیں تو ہم اپنے answers پوچھ سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فوزیہ بہرام: میں نے یہ بات پہلے ہی کہہ دی تھی کہ وہ جبری رخصت پر گئے ہیں اور رخصت پر جانے کے بعد وہ وہیں بطور ایس پی اپنی investigation پر اثر انداز ہو رہے ہیں اور یہ قتل صرف ایس پی نے نہیں کیا پہلی گولی انہوں نے چلائی بعد میں ان کے ماتحت جو پولیس کا عملہ تھا انہوں نے چھ چھ، سات سات گولیاں چلائیں۔ انہوں نے ماتحت عملہ کو کیوں نہیں معطل کیا؟ اگر یہ DPO کو معطل نہ کریں اور رخصت پر بیٹھ کر اپنی investigation پر اثر انداز ہوتا رہے تو پھر کیا فائدہ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترمہ فوزیہ بہرام کو اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ وہ آفیسر قطعی طور پر investigation اور انکوائری کے عمل پر اثر انداز نہیں ہو سکے گا۔ آخر ہمیں کسی نہ کسی کی integrity پر یقین کرنا ہوگا اس کے بغیر معاملات آگے چل نہیں سکتے۔ اب ایک واقعہ ہو گیا ہے اب اس واقعہ کی investigation enquiry کے بغیر ہی اگر کسی کو سزا دے دی جائے تو یہ معاملہ بھی درست نہیں ہے۔ ان کو forced leave پر بھیجنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ وہاں اس عہدے پر نہ رہیں۔ اگر آپ کی اطلاع یہ ہے کہ وہ ابھی بھی وہاں پر بیٹھے ہیں تو ہم اس بات کو بھی ensure کریں گے کہ وہ وہاں بیٹھ کر اپنے آفس کی کسی قسم کی کوئی facility یا effect کو use نہ کر سکیں لیکن بات یہ ہے کہ اس میں آرمی اور پولیس کی joint team انکوائری کر رہی ہے وہ اب اتنا بھی طاقتور کیا ہوگا کہ ان سب کو infuse کر دے۔ وہاں سینئر جج جوڈیشل انکوائری کر رہے ہیں اس کے علاوہ ایک SSP rank کا آفیسر ڈسٹرکٹ سے باہر اس معاملے کی انکوائری کر رہا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے کی انکوائری تین جگہ پر ہو رہی ہے اس سے زیادہ اور fool proof investigation and enquiry ہو نہیں سکتی اس کے نتیجے میں جو رزلٹ آئے گا، اس سے آپ مطمئن ہوں گی۔ ہر اس فریق سے جو اس معاملے میں ملوث ہے، اس سے انصاف کیا جائے گا ہم کسی کو سزا دینے یا کسی کو جزا دینے کی بات نہیں کرتے، ہم انصاف کی بات کرتے ہیں اسی کے ساتھ میں آپ کا، اس پورے ایوان کا، معزز اراکین ٹریژری بنچز اور اپوزیشن کا

انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے انتہائی مفید تجاویز سے ہمیں آگاہ کیا جس کی بنیاد پر ہم اپنے معاملات اور خاص طور پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر بنا سکیں گے اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ موجودہ حکومت اور اس کے سربراہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی یہ اولین ترجیح ہے کہ اس صوبے میں سب سے پہلے ہر فرد کو جان و مال، عزت اور کاروبار کا تحفظ دیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 15-اگست 2008 صبح 9 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔